

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226621

UNIVERSAL
LIBRARY

٢٩٦٠١٣

297.13

6758

سكت

سید احمد خان
تفسیر القرآن و صفو الھدی و الفرقان
جلد ۳

۲۱۰۰۰
۲۱۰۰۰
۲۱۰۰۰

۱۰۰۰۰
۱۰۰۰۰
۱۰۰۰۰

۹۰۰۰
۹۰۰۰
۹۰۰۰

۵۰۰۰
۵۰۰۰
۵۰۰۰

۱۰۰۰
۱۰۰۰
۱۰۰۰

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

1714.

Call No.

777.13
392.13

Accession No.

1414
6578

Author

سن سیت

Title

تفسیر القرآن وعلوم الہدی والقرآن

This book should be returned on or before the date last marked below.

تفسير القرآن
وهو
الهدى والفرقان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلَمْ يَلَمْ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۱﴾ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
بِالصِّقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرَةَ وَالْاِنْجِيلَ
مِّنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ﴿۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بَاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُوْا نِقَامٍ ﴿۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَاءِ هُوَ الَّذِى
يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾
هُوَ الَّذِىْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ
اُمُّ الْكِتٰبِ وَاٰخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ

۵ (آیات محکمات ہیں ام کتاب و آخر متشابہات) محکمات اور متشابہات
کی بحث بہت دقیق اور طویل ہے، علماء نے اسے بیان میں بہت بڑی عامیت
خرچ کی ہے۔ مگر مختصر بات یہ ہے کہ عربی زبان کے متبادرہ میں محکم اس
بات کو کہتے ہیں جو ایسی صاف ہو جس سے ایک ہی مطلب سمجھ میں آئے اور
دوسرے مطلب کو نہ آئے دے، اور متشابہ اس بات کو کہتے ہیں جسے کئی مطلب
سمجھ میں آئے ہوں اور بتدریج تمیز نہیں ہو سکتی ہو کہ کونسا مطلب مقصود ہے یا جو
معنی اس کے الفاظ سے متبادر ہوتے ہوں وہ مقصود نہیں، بلکہ وہ الفاظ بطور تعقیل یا بطور معاذر
و استعارہ کے آئے ہوں *

اسپر لوگوں نے بہت بحث کی ہے کہ قرآن مجید میں آیات متشابہات کیوں لائی

فہرست مضامین لطیف

صفحہ	سورۃ المائدۃ	صفحہ	سورۃ آل عمران
۱۸۵-۱۸۴	فرضیت رضو کی تحقیق ...	۹ - ۲	بیان آیات محکمات و متشابہات
۱۹۶-۱۹۴	ہابیل اور قابیل اور اُن کی قہانہی کا بیان ...	۱۵ - ۱۲	تحقیق مسئلہ دوستی کفار ...
۱۹۸-۱۹۶	تصاص کا ذکر جو توریت میں ہے ...	۱۸ - ۱۶	حضرت مریم کی ما کا حضرت مریم کو خدا کے نذر کرنا ...
۲۰۵-۱۹۸	مسئلہ قطع ید سارق کی تحقیق ...	۱۹ - ۱۸	حضرت مریم کے پاس رزق کا آنا ...
۲۰۷-۲۰۶	غیر مسلم کی نسبت کون سی شریعت سے فیصلہ کیا جائے	۲۱ - ۱۹	حضرت یحییٰ کے پیدا ہونے کی بشارت ...
۲۱۳-۲۱۰	حضرت عیسیٰ کے اُن واقعات کا ذکر جو معجزات کے نام سے مشہور ہیں ...	۲۲ - ۲۰	حضرت عیسیٰ کے مسئلہ کی تحقیق ...
۲۳۲-۲۳۰	اول - تکلم فی المہد ...	۵۱ - ۴۰	حضرت عیسیٰ کے صلیب دیئے جانے اور زندہ ہونے اور آسمان پر چلے جانے کے مسئلہ کی تحقیق ...
۲۳۵	دوم - خلق طیر ...	۷۱ - ۶۸	بدر کی لڑائی میں فرشتوں کے اُن کے مسئلہ کی تحقیق ...
۲۴۰	سوم - تائید روح القدس ...	۷۸ - ۸۳	بدر اور احد کی لڑائی میں نیند کے نازل ہونے کی تحقیقات ...
۲۴۱	چہارم - تعلیم کتاب و حکمت ...	۸۹ - ۸۶	شہدا کو مردہ نہ سمجھنے کی تحقیق ...
۲۴۱	پنجم - خدا کی نشانی لانا ...	۹۲ - ۹۰	تربانی سوختنی کا بیان ...
۲۴۳	ششم - حواریوں کے دل میں ایمان کا دالنا ...		سورۃ النساء
۲۴۳	ہفتم - اندھوں اور دروہوں کو چنگا کرنا ...		تعداد ازواج کے مسئلہ کا بیان
۲۴۳	ہشتم - موتی کو زندہ کرنا ...		متعہ کے مسئلہ کی تحقیق
۲۴۸	نہم - اخبار عن الغیب ...		سورۃ المائدۃ
۲۴۹	دہم - فزول مائدۃ ...		طیور مفتخہ اہل کتاب کے مسئلہ کی تحقیق
۲۵۰	یازدہم - بنی اسرائیل سے بچانا ...		
۲۵۱	دوازدہم - برأت عن المشرکین ...		

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہی بڑا مہربان

الم، اللہ، نہیں ہی کوئی معبود سچے زندہ ہی ہمیشہ قائم رہنے والا ۱ اُسے
 اتاری تجھ پر کتاب سچی، سچ بتائی ہوئی اُسکو جو اُسکے ہاتھوں میں ہی، اور اُتاری، نوریت
 اور انجیل اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لیے، اور اُتارا (حق اور باطل میں) حق
 فرمایا ۲ بے شک جنہوں نے اللہ ہی نشانہوں سے انکار کیا اُنکے لیے سخت عذاب ہی،
 اور اللہ برا بے بدلا لینے والا ۳ بے شک اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں (ہم ہی زمین میں کسی
 اور نہ آسمان میں کبھی، وہی ہی جو تعالیٰ صورتیں رحموں میں بٹاتا ہی جس طرح چاہتا
 ہی، نہیں ہی کوئی معبود مگر وہی بڑا ہی حکمت والا ۴ وہی ہی جس نے اتاری تجھ
 پر کتاب، اُس میں سے جو محکم آیاتیں ہیں وہ تو کتاب کی جز ہیں اور اُور متشابہ ہیں

کئی ہیں، مگر ہر ایک سمجھدار آدمی سمجھ سکتا ہی کہ جب قرآن مجید انسانوں کی زبان
 میں نازل ہوا ہی اور اُس سے عوام و خواص سب کی ہدایت مقصود ہی تو اُس میں آیات
 متشابہات کا فہونا ناممکن ہی۔ قرآن مجید میں بہت سی ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں
 جنکو انسان کے حواس خمسہ ظاہری و باطنی نے محسوس نہیں کیا ہی اور نہ اُنکی کیفیات
 کو جانا ہی، پس امکان نہیں ہی کہ وہ مطالب آیات محکمات میں بیان ہو سکے اور اس لیے
 ضرور ہی کہ وہ تمثیل کے پیرایہ میں آیات متشابہات کے ذریعہ سے بیان کیا جاوے۔ علامہ اسکے
 قرآن مجید تمام لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہی، اُسکا مقصد یہ ہی کہ جس طرح
 نبی علم دانشمند اُس سے ہدایت پائیں اسطرح جاہل و نادان عوام بیوقوف اور بکریوں
 اور اُرتوں کے چرانے والے بھی ونسی ہی ہدایت پائیں۔ عوام اکثر حقائق اُمور کے سمجھنے

فَاَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ

کے قابل نہیں ہوتے، بلکہ بلعظا حالات زمانہ اور بلعظا اُس قدر ترقی علم و معلومات کے جو اُس زمانہ میں ہوئی ہوتی ہی اکثر ذی علم بھی حقائق اشیاء یا حقیقۃ الامر کے سمجھنے سے عاری ہوتے ہیں۔ صاحب مذہب کو یا یوں کہو کہ روحانی ہادی یا پیغمبر نے اُن امور سے چنداں بحث نہیں ہوتی، اس لئے وہ روحانی اصلاح و تربیت کو مد نظر رکھ کر اُن مطالب کو ایسے الفاظ میں بیان کرتا ہی جنہر آیات متشابہات کا اطلاق ہوتا ہی، اگر اُسے ایک پہلو پر خیال کرو تو اُس سے وہ مطلب پایا جاتا ہی جو عوام کے خیالات یا اُس زمانہ کے اعلیٰ علم کی معلومات کے مناسب ہوتا ہی، لیکن اُس میں ایک دوسرا پہلو بھی منہفی ہوتا ہی، اور جب علم کی اور معلومات کی ترقی ہوتی جاتی ہی جب سمجھ میں آتا ہی۔ پس ایک ایسی کتاب میں جیسا کہ قرآن مجید ہی آیات متشابہات کا ہونا امر لازمی و ضروری ہی، بلکہ اُنکا ہونا ہی دلیل اُسکی صداقت اور منزل من اللہ ہونیکی ہی، اور قرآن مجید کا یہی بہت بڑا معجزہ ہی — اسیکے ساتھ بعض امور ایسے بھی ہوتے ہیں جو اصل اصول اور دار مدار اُس روحانی تربیت کے ہیں جنکے بغیر روحانی تربیت کا ہونا جو مقصود اعلیٰ ہی ناممکن ہی۔ وہ امور بالضرور اس طرح پر بیان ہونے چاہئیں جتنا ایک ہی مطلب ہو اور نہایت صفائی سے سمجھ میں آ سکے، اور دوسرے مطلب کو اُس میں آنیکی گنجائش نہ ہو، اور یہی مطالب وہ ہیں جنہر آیات محکمات کا اطلاق ہوا ہی *

سب سے بڑا اصول مسلمانی مذہب کا توحید ہی، اور اُسکے بعد اعمال حسنہ، وہ اس خوبی و عمدگی اور صفائی سے قرآن مجید کی آیات محکمات میں بیان ہوئے ہیں جن میں کسی طرح دوسرا احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔ سورۃ انعام میں فرمایا ہی کہ اُسکے سوا کوئی معبود ہی نہیں، ہر چیز کا وہی خالق ہی اُسکی عبادت کرو۔ دوسری جگہ فرمایا کہ اے محمد کہدے کہ اُسکے سوا کچھ نہیں ہی کہ وہی خدائے واحد ہی، ایک اُڑ جگہ فرمایا کہ خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو خدا مت بناؤ — سورۃ بقرہ میں کس صفائی سے بتلایا کہ جو شخص خدا پر ایمان لایا بے شک اُسے مضبوط ذریعہ پکڑ لیا جسکے لئے قوتنا ہی ہی نہیں — سورۃ نساء میں فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اُسکا شریک مت کرو، ماں باپ کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ، یتیموں کے ساتھ، غریبوں کے ساتھ، ہمسایہ میں جو رشتہ مند رہتے ہیں اُنکے ساتھ، ہمسایہ میں جو اُڑ لوگ رہتے ہیں اُنکے ساتھ، جو غیر لوگ

بہر جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہی

ساتھی ہوں اُنکے ساتھ، مسافر غریب الوطن کے ساتھ احسان کرو، اور ایک جگہ سورۃ بقرہ میں فرمایا کہ غلاموں کے آزاد کرانے میں مال خرچ کرو — سورۃ نساء میں کتنا صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ خدا صرف شرک کو نہیں بخشے گا، اور اسکے سوا جتنے گناہ ہیں اگر چاہیگا اُنکو بخش دیکم — ایک اور جگہ کس خوبی سے کلیہ قاعدہ بتایا ہے کہ جس نے تابعداری سے اپنا منہ خدا کے سامنے کیا اور وہ نیکی کرنے والا ہے، تو اُسکا ثواب اُسکے پروردگار کے پاس ہی، اُنکو کچھ خوف نہیں اور نہ وہ غمگیں ہونگے — پس یہ تمام آیات اور اُنکی مانند اور بہت سی آیتیں آیات محکمات ہیں جنکا مطلب سوائے ایک کے کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا *

ذات باری کی تعبیر بجز اسکے کہ موجود واحد لاند و لاشریک نہ ولیس کمثلہ شیء نہ آیات محکمات سے ہوسکتی ہی اور نہ آیات متشابہات سے، اسلیئے قرآن مجید میں جابجا اُسکی صفات کو بیان کیا ہے، مگر جہاں جہاں صفات باری بیان ہوئی ہیں وہ سب از قبیل آیات متشابہات کے ہیں، ”حی لا موت“ کے الفاظ سے ہمکو اُسی زندگی اور موت کا خیال آتا ہے جو ہم انسانوں اور حیوانوں میں دیکھتے ہیں، حالانکہ ذات باری اُس حیات و ممات سے جسکو ہم جانتے ہیں بڑی ہی — سمیع و بصیر و علیم ہونے کی صفات کو بجز اُس قوت اور حس کے جو ہمکو بذریعہ کانوں اور آنکھوں اور بعد و چون معلومات کے اُنکے ادراک سے حاصل ہوتی ہے اور کچھ نہیں جانتے، حالانکہ ذات باری اس قسم کی صفات سے بڑی ہی — رحم اور غضب و قہر سے ہم اُنہی صفات کو سمجھتے ہیں جو ہمارے دلکو کسیکی حالت زار دیکھ کر لاحق ہوتی ہیں اور ہمارا دل اُس سے متاثر ہوکر مضطر و رقیق ہوجاتا ہے، یا کسی مخالف کی مخالفت یا خلاف طبع امر سرزد ہونیکے سبب ہمارے دلمیں ایک جوش انتقام لینے کا اور ایسے فعل کے کرنیکا جس سے ہمارے جوش قلب کو تسکین ہو پیدا ہوتا ہے، مگر ذات باری اس قسم کی صفت رحم و قہر سے پاک و مبرا ہے۔ خدا کی نسبت عرش پر بیٹھنا اُسکے ہاتھ ہونے اُسکا منہ ہونا بیان ہوا ہے، ان الفاظ سے بجز ایسے تخت کے جسکو ہم نے دیکھا ہے، اور بجز اُن ہاتھوں کے جو ہمارے بدن میں ہیں، اور بجز اُس منہ کے جو زیادہ سے زیادہ شان و شوکت والا ہمنے دیکھا ہے اور کوئی معنی ہمارے خیال میں نہیں آسکتے، مگر خدا تعالیٰ اسطرح سے تخت پر بیٹھنے اور ایسے ہاتھوں اور ایسے منہ کے ہونے سے مبرا ہے — حشر اجساد، نعیم جنات، عذاب دوزخ کا بھی

فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَارِيلَةٍ وَ مَا يَعْلَمُ
 تَارِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ
 عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥﴾ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْ قُلُوبَنَا
 بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ
 الْوَهَّابُ ﴿٦﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ
 لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تَغْنِي عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ
 وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَّ أُولَئِكَ هُمُ وَقُودُ النَّارِ ﴿٨﴾
 كَذَابِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَآخَذَ
 بِهِمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٩﴾

آیتوں میں بیان ہوا ہے کہ سب آیتوں متشابہات میں سے ہیں۔ جس کے موجود ہونے کا خیال
 بجز اُس طریقہ کے جس کو ہم دیکھتے ہیں اور طرح پر آہی نہیں سکتا، اور اسمیں کچھ شبہ
 نہیں ہے کہ حشر اجساد سے اسی معمولی و عرفی طریقہ پر محسوس ہونا مقصود نہیں
 ہے، اور نہ موجودہ اجسام کا بعینہا محسوس ہونا مراد ہے۔ نعيم جنت و عذاب دوزخ کے
 لذیذ و آلم جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں انکی کیفیت بجز اُس کے جو ہم اپنی جسمانی
 حالت میں پاتے ہیں اور کچھ سمجھ نہیں سکتے، اور اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ وہ
 حالت اس جسمانی حالت سے مغایر ہوگی۔ پس وہ تمام آیات متشابہات ہیں جنکے کئی
 مطالب سمجھ میں آتے ہیں اور اصلی مقصود متعین نہیں ہو سکتا، یا انمیں ایسے مطالب
 ہیں جو انسان کی حس سے خارج ہیں اور بطور تمثیل کے بذریعہ آیات متشابہات بیان
 ہوئے ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں کبھی ہی وہ خرابی ڈالنے کے لئے اُنکے پہچھے پڑے

تو وہ اُسہیں سے متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں فتنہ چاہنے کے لیئے اور اُسکی (غلط) مراد کی تلاش کرنیکے لیئے، اور اُسکی (صحیح) مراد کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے، اور جو لوگ عام میں یکے ہیں کہتے ہیں کہ ہم اُسپر ایمان لائے ہیں، سب کا سب ہمارے پروردگار کے پاس سے (اُترا) ہی، اور نصیحت نہیں پکڑتے مگر عقل والے ۵ اے ہمارے پروردگار ہمارے داروںکو بعد اُسکے کہ تیرے ہمکو ہدایت کی ہی کبھی میں مت ڈال، اور ہمکو اپنے پاس سے رحمت دے، بے شک تیرھی دینے والا ہی ۶ اے ہمارے پروردگار بے شک تو لوگوں کو اُس دن میں اکٹھا کرنے والا ہی جسمیں کچھ شک نہیں، بے شک اللہ وعدہ کے برخلاف نہیں کرتا ۷ ہاں جو لوگ کافر ہوئے اُنکو اُنکا مال اور نہ اُنکی اولاد اللہ سے کچھ بھی بے پرواہ نہ کریگی، وہی لوگ آگ کے ایندھن ہیں ۸ جیسا فرعون والرنکا اور اُنکا جو اُنسے پہلے تھے حال ہوا ہی، اُنہوں نے ہماری نشانیں کو جھٹلایا پھر خدا نے اُنکے گناہوںمیں اُنکو یکجا،

اور اللہ سخت عذاب کرنے والا ہی ۹

رہتے ہیں، اور اُنکی غلط تاویل کرتے ہیں، اور جو لوگ علم میں راسخ ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ بیان ہوا ہی وہ سب خدا کے پاس سے آیا ہی، اسلیئے وہ اس قسم کی تاویلوں کے درپے نہیں ہوتے اور کہتے ہیں کہ :-

وہ علۃ العلل جسکو خدا کہتے ہیں وحدۃ لا شریک ہی، وہی علۃ العلل تمام چیزوں کی خالق ہی، ایسی علۃ العلل کے لیئے ضرور ہی کہ اُسہیں ایسی چیز بھی ہو جسکو ہم زندگی کہتے ہیں، ایسی چیز نہ ہو جسکو ہم موت کہتے ہوں، اُسہیں ایسی کوئی چیز بھی ہوئی ضرور ہی جسکو ہم لفظ سمع و بصر و علم رحم و غضب و قہر سے تعبیر کرتے ہیں — اُس میں کوئی ایسا امر بھی ہونا ضرور ہی کہ جن کاموں کو ہم ہاتھ پاؤں مذہب وغیرہ کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اُس میں بھی منسوب کرسکیں، کیونکہ اُسکے علۃ العلل و خالق جنہم اشیاء کے ہونے کو ایسی چیزوں کا اُسہیں ہونا لازم ہی، اسلیئے ہم اُسکے حی الیموت،

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَ تُكَشَّرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ
 الْمَهْلِكُ ﴿۱۰﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِتْنَتِهِ تَقَاتُلُ
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ أُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَهُمْ رَأَىٰ الْعَيْنِ وَاللَّهُ
 يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿۱۱﴾
 زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ
 الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ
 وَالْحَرْثِ ۚ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الدُّنْيَا ۗ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ
 الْعَاقِبَةِ ﴿۱۲﴾ قُلْ أَوْفَيْتُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذَٰلِكُمُ الَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ
 رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَ أَزْوَاجٌ
 مُّطَهَّرَةٌ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۱۳﴾ الَّذِينَ
 يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾
 الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ

بِالْإِسْتِخَارِ ﴿۱۵﴾

سمیع ، بصیر ، عالم ، رحمان و رحیم ، تبار و جبار ہونے پر یقین کرتے ہیں ، مگر اس امر
 کی کہ اُسکی حیثیت کیا ہے اور عدم موت کیا ہے ، اُسکا سمیع و بصیر و علیم و رحمان و رحیم

کہہ دے اُن لوگوں کو جو کاذر ہوئے کہ عنقریب عاجز ہونگے اور جہنم کی طرف ہلکائے جاوینگے، اور وہ بڑی جگہ ہے ۱۰ بے شبہ تمہارے لیئے نشانی ہی دو کرو ہونکے مُت بہر ہونے میں، ایک گروہ خدا کی راہ میں لوتا تھا اور دوسرا (گروہ) کافروں کا تھا، وہ اُنکو چشم دید اپنی سے دو گنا دیکھتے تھے اور اللہ تائید کرتا ہی اپنی مدد سے جسکی چاہتا ہی، بے شک اسمیں آنکھوں والوں کے لیئے عہدت ہی ۱۱ خوشنما کی گئی ہی لوگوں کے لیئے ہمارے نفسانی کی محبت عورتوں اور بیٹوں اور سونے و چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانوں کی اور عمدہ گھوڑوں اور چوہایوں اور کھیتی کی، یہ سامان دنیا کی زندگی کا ہی، اور خدا اُسکے نزدیک اچھی طرح سے جانا (اچھا ہی) ۱۲ کہہ (اے محمد) کہ کیا تمکو بتائوں اس سے بھی اچھی اُن لوگوں کے لیئے جو پرہیزگار ہیں، اُنکے پروردگار کے پاس جتنیں ہیں جنمیں نہریں بہتی ہیں ہمیشہ وہ اُسمیں رہینگے اور پاکیزہ بیبیاں ہیں، اور اللہ کی رضامندی ہی، اور اللہ بندوں (کے حال) کو دیکھتا ہی ۱۳ (یہ وہ لوگ ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بے شک ہم ایمان لائے ہیں، پھر ہمارے لیئے ہمارے گناہ بخشدے اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا ۱۴ (یہی لوگ) صبر کرنے والے، اور سچ بولنے والے، اور فرماں برداری کرنے والے، اور نیک راہ میں مال خرچ کرنے والے، اور پچھلی راتوں میں گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں ۱۵

و جبار و قہار ہونا کیا ہی اور کیسا ہی کچھ تاویل نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ لا یعلم تاویلہ الا اللہ، ہاں استدر کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا سا نہیں - پس ہمارے نزدیک آیات متشابہات پر ایمان لانیکی یہی معنی ہیں اور فطرت انسانی کا یہی مقتضی ہی •

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا
 بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٦﴾ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ
 الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ
 مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَنِيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بَايَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ
 سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ
 لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ﴿١٨﴾ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأَمِينَ
 أَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اسْتَمَرُّوا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ
 الْبَغْ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿١٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بَايَاتِ
 اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيَّ بِغَيْرِ حَقٍّ وَ يَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ
 بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٠﴾ أُولَئِكَ الَّذِينَ
 حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ مَالُهُمْ مِنْ نَصْرٍ ﴿٢١﴾
 أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ
 اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مَعْرِضُونَ ﴿٢٢﴾
 ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمْسَنَا النَّارُ إِلَّا آيَاتًا مَعْدُودَاتٍ

خدا نے گواہی دی کہ بے شک کوئی خدا اُسکے سوا نہیں، اور فرشتوں نے اور عام والوں نے جو انصاف پر قائم ہیں (گواہی دی) کہ نہیں ہی کوئی معبود بجز اُسکے، غالب ہی حکمت والا **۱۶** بے شک اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہی، اور مخالفت نہیں کی انہوں نے جنکو کتاب دی گئی ہی مگر بعد اسکے کہ اُنکو علم اُگیا (مخالفت کی) آپس کے حسد سے، اور جو شخص منکر ہی اللہ کی نشانیوں سے تو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہی **۱۷** پھر اگر تجھ سے چھگڑا کریں تو کہہ دے کہ میں نے میری پیروی کی تابعدار کر دیا ہی اپنے منہ کو (یعنی اپنے آپ کو) اللہ کا **۱۸** اور کہہ دے اُنکو جنکو کتاب دی گئی ہی اور اُن پرہوں کو کیا تم اسلام لائے ہو، پھر اگر وہ اسلام لائے تو انہوں نے ہدایت پائی اور اگر وہ پھر گئے تو تجھ پر پیغام پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں، اور اللہ بدوں کے حال کو دیکھتا ہی **۱۹** بے شک جنہوں نے انکار کیا ہی اللہ کی نشانیوں کا اور مار ڈالا ہی نبیوں کو ناحق، اور لوگوں میں سے اُنکو مار ڈالا ہی جنہوں نے انصاف کی بات کہی، پھر اُنکو گتہ دینے والے مذاہب کی خوشخبری دیدے **۲۰** وہی لوگ ہیں کہ جنکے عمل دنیا اور آخرت میں نابد ہر گئے ہیں اور اُنکے لیئے کوئی مددگار نہیں ہی **۲۱** کیا تو نے نہیں دیکھا اُنکو جنکو کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہی کہ اللہ کی کتاب کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ اُنہیں حکم دیں، پھر اُنہیں سے ایک قریق پھر جاتا ہی اور وہ منہ پھیر لیتے ہیں **۲۲** یہ بات اسلیئے ہی کہ وہ کہتے ہیں ہمارا آگ نہیں چھوڑے گی، ہمارے دلوں کے

وَعَرَّهْمَ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۱۷﴾ فَكَيْفَ إِذَا جُمَعْتَهُمْ
 لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ
 لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۸﴾ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكِ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ
 وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ
 بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۹﴾ تَوَاجَعَ الْأَيْلُ
 فِي النَّهَارِ وَقَوْلَجُ النَّهَارِ فِي الْأَيْلِ وَتُخْرِجُ الْكَلْبَ مِنَ
 الْمَيْتِ وَتُخْرِجُ الْمَيْتَ مِنَ الْكَلْبِ وَتَرْزُقُ مَن تَشَاءُ
 بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۰﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ
 مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

﴿۱۷﴾ (لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ) اس آیت کی نسبت مسلمان عالموں نے بہت بحث کی
 ہے اور متعدد محصل نکالے ہیں، مگر تمام آیت پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ اسمیں کافروں
 کے ساتھ محبت یا دوستی فی الدین ممنوع ہے، یعنی کافروں سے اس وجہ سے دوستی و
 محبت کرنی کہ اُنکادین اچھا ہی منع بلکہ کفر ہی، اور اسکے سوا اور قسم کی دوستی و محبت
 ممنوع نہیں ہے •

یہہ تخصیص خود اس آیت سے ظاہر ہے کیونکہ اسی میں فرمایا ہے ” وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ
 فَلْيَسْ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ “ جس سے اُس دوستی کرنے والے کا کفر لازم آتا ہے اور یہہ ہر نہیں
 سنا جب تک کہ وہ محبت منجبر بکفر نہ ہو، اور وہ منجبر بکفر نہیں ہو سکتی جب تک کہ
 نصیب فی الدین نہ ہو •

اصل یہہ ہے کہ جب مسلمان کافران مکہ کے پلجے میں پہنس جاتے تھے تو وہ اُنکو

اور اُنکو غرہ میں کردیا اُن کے دین میں اُن باتوں نے جنگی افترا پردازي کرتے تھے [۱۳] پھر کیا حال ہوگا جبکہ ہم اُنکو اُس دن اکھٹا کرینگے جسمیں کچھ شک نہیں، اور ہر شخص کو پوری سی جاہلیگی وہ چیز جو اُسے کمائی ہی، اور اُن پر ظلم نہ کیا جاوینگا [۱۴] کہدے اے بار خدایا مالک ملک کے، تو دیتا ہی ملک جسکو چاہتا ہی، اور چھین لیتا ہی ملک جس سے چاہتا ہی، اور تو عزت دیتا ہی جس کو چاہتا ہی، اور ذلت دیتا ہی جسکو چاہتا ہی، تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہی، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہی [۱۵] دالتا ہی رات کو دن میں اور دالتا ہی دن کو رات میں، اور نکالتا ہی زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہی مردہ کو زندہ سے، (یعنی † ہست سے نیست اور نیست سے ہست کرتا ہی) اور روزی دیتا ہی جسکو چاہتا ہی بغیر حساب کے [۱۶] نہ بناوین مسلمان کافروں کو

دوست سوا ایمان والوں کے،

ایذا دیتے تھے اور اسلام سے بھڑو کر پھر اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتے تھے، اس مصیبت کے سبب سے یہ حکم نازل ہوا ہی جسمیں یہ ہدایت ہی کہ کافروں سے دوستی و محبت فی الدین مت کرو لیکن اگر اُنکے شر سے بچنے کے لیئے بچاؤ کرلو تو کچھ گناہ نہیں ہی کیونکہ دل کی بات اور ظاہر کی بات سب خدا جانتا ہی — یہ آیت مثل سورہ نحل کی آیت کے ہی جہاں کافروں کے عذاب کی نسبت خدا نے فرمایا ہی کہ، ”الامن اکرة و قلبه مطمئن بالایمان“ یعنی جس شخص نے جہر سے کفر کی بات کہدی ہی اور اُسکا دل ایمان پر مطمئن ہی تو اُسکو کچھ عذاب نہوگا *

علماء مفسرین نے اگرچہ متعدد تاویلوں اس آیت کی ہیں مگر وہ مطلب بھی جو ہم نے بیان کیا ہی اُنہوں نے تسلیم کیا ہی — تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ اس آیت کے

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا
 مِنْهُمْ تُقْيَةً وَ يَحْذَرُ كَمَا اللَّهُ نَفْسَهُ وَ إِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ قُلْ إِنْ
 تُخْشَوْا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْذَرُونَ يَعْلَمُ اللَّهُ وَ يَعْلَمُ مَا
 فِي السَّمَوَاتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۷﴾
 يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَ مَّا عَمِلَتْ
 مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَ يَحْذَرُ
 كَمَا اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۸﴾ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ
 اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَ يُغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

نازل ہونے کا سبب یہہ ہی کہ چند یہودیوں نے مسلمانوں سے میل جول اس غرض سے
 شروع کیا کہ اُنکو اُنکے دین سے پیہر دیں - رفاعۃ بن العنذر اور عبدالرحمان بن جبیر و سعد بن
 خثیمہ نے اُن مسلمانوں سے کہا کہ تم اُن سے بیچے رہو کہ تمکو تمہارے دین سے نہ پیہر دیں
 اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی *

اُسی تفسیر میں "إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقْيَةً" کے ذیل میں ایک قصہ لکھا ہی کہ
 آنحضرت صلعم کے دو صحابیوں کو مسیلمہ کذاب نے پکڑ لیا مسیلمہ کہتا تھا کہ قوم تریش
 کے لیڈے تو محمد صلعم پیغمبر ہیں اور بنی حنیفہ کے لیڈے میں پیغمبر ہوں، اُس نے ایک
 صحابی سے پوچھا کہ محمد پیغمبر ہیں اُنہوں نے جواب دیا کہ ہاں ہاں ہاں، پھر اُس نے
 پوچھا کہ میں بھی پیغمبر ہوں اُنہوں نے کہا ہاں - جب دوسرے صحابی سے پوچھا کہ
 محمد پیغمبر ہیں اُنہوں نے کہا کہ ہاں، اور جب یہہ پوچھا کہ میں بھی پیغمبر ہوں تو
 اُنہوں نے کہا کہ میں بہرا ہوں، اُس پر مسیلمہ نے اُنکو مروا ڈالا جب آنحضرت صلعم کو یہہ خبر
 پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ یہہ تو اپنے یقین پر مارا گیا اور اُس نے رخصت پر عمل کیا *

اور جس نے ایسا کیا تو اللہ سے اُس کے لیئے کچھ نہیں مگر یہ کہ تم اُن (کے شر) سے بچنے کے لیئے ایک بچاؤ کرو، اور اللہ اپنے سے تمکو دُرّاتا ہی اور اللہ کے پاس جاتا ہی، کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر تم چہپاؤ گے جو کچھ تمہارے دل میں ہی یا اُس کو ظاہر کرو گے اُسکو خدا جانتا ہی، اور وہ جانتا ہی جو کچھ آسمانوں میں ہی اور جو کچھ زمین میں ہی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہی ۲۷ جس دن کہ موجود پارینا ہر شخص نیکی سے جو کچھ اُس نے کی ہی اور بدی سے جو کچھ اُس نے کی ہی چاہیگا کہ کاش اُس بدی میں اور اُس میں بہت فاصلہ ہوتا، اور اللہ تمکو اپنے سے دُرّاتا ہی، اور اللہ بندوں پر بہت شفقت کرنے والا ہی ۲۸ کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، اللہ تمکو دوست رکھیگا اور تمہارے گناہ بخش دیگا

اُسی تفسیر میں لکھا ہی کہ کافروں کی دوستی تین طرح پر ہوسکتی ہی — ایک یہ کہ اُسکے کفر کو پسند کرتا ہو اور اُسکے کفر کے سبب اُس سے دوستی رکھتا ہو، ایسی دوستی تو منع بلکہ کفر ہی — دوسرے یہ کہ دنیاوی امور میں بحسب ظاہر معاشرت جمیلہ یعنی اچھا مہل جزل ہو اور یہہ ممنوع نہیں ہی — تیسرے یہ کہ کافروں کے ساتھ میلان ہونا اور اُنکی اعانت اور مدد اور نصرت کرنا بسبب قرابت کے یا محبت کے اس اعتقاد کے ساتھ کہ اُنکا مذہب باطل ہی ممنوع ہی مگر کفر نہیں — مگر ممنوع ہونے کی جو وجہ لکھی ہی وہ محض فاکافی ہی، یعنی اُس میں لکھا ہی کہ ممنوع اسلامیئے ہی کہ اسطرح کا برتاؤ کبھی اُنکے کفر کی پسندیدگی پر منبجّر ہو جاتا ہی، مگر یہہ بات محض لغو اور خرد اپنے خیال سے دلیل پیدا کی ہوئی ہی جو مذہبی مسئلہ کی بنیاد نہیں ہوسکتی * پس ان تمام روایتوں کا نتیجہ یہہ ہی کہ کفار سے محبت اور دوستی من حیث الدین ممنوع ہی، اُسکے سوا کسی قسم کی دوستی اور معاشرت و محبت و وفاداری اور امداد اور کسیطرح کی راہ و رسم مذہب اسلام کی رو سے ممنوع نہیں ہی *

وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا
فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿۲۹﴾ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا
وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا
مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۳۰﴾ إِنْ قَالَتْ امْرَأَتُ عِمْرَانَ
رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي
وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ
وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذَرَيْتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ

الرجيم ﴿۳۱﴾

﴿۲۹﴾ (آل عمران) منسورین نے اسباب پر بحث کی ہے کہ یہہ عمران کون ہیں، حضرت موسیٰ و ہارون کے باپ یا حضرت مریم کے باپ، اور اس امر کے قرار دینے میں اختلاف کیا ہے، مگر جب تمام آیت پر غور کیا جاوے جسمیں یہہ بھی ذکر ہے کہ اُنکی فریت میں سے بعضے بعض کی ذریت ہیں تو کچھ شبہ نہیں رہتا کہ اس مقام پر عمران سے موسیٰ و ہارون کے باپ مراد ہیں •

﴿۳۰﴾ (اِنْ قَالَتْ امْرَاۃ عمران) یہہ نام حضرت مریم کے باپ کا ہے، عیسائی مذہب کی کتابوں سے تھیک طور پر نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت مریم کے باپ کا کیا نام تھا، بعضے گمان کرتے ہیں کہ ہیلی یا عیلي اُن کے باپ کا نام تھا، اگر وہ صحیح بھی ہو تو ممکن ہے کہ ایک شخص کے دو نام ہوں •

یہودیوں کے ہاں رواج تھا کہ اپنے کسی بیٹے کو خدا کے نام پر وقف کردیتے تھے، شمرئیل

اور اللہ بخش دینے والا ہی بڑا مہربان، کہدے اے پیغمبر کہ اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی پھر اگر پھر جاؤ تو بیشک اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ﴿۱۷﴾ بیشک اللہ نے برگزیدہ کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو عالموں پر ذریعہ ہیں اُنہیں کے بعضہ بعضوں کی اور اللہ سننے والا ہی جاننے والا ﴿۱۸﴾ چسوقت عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار جو میرے بہت میں ہی میں نے اُس کو خالصاً تیری نذر کر دیا پھر میری طرف سے قبول کر بیشک تو ہی سننے والا ہی جاننے والا پھر جب بیٹی پیدا ہوئی تو اُس نے کہا اے پروردگار میں نے تو بیٹی جنی اور خدا خرب جانتا ہی جو اُس نے جنا اور بیٹا بیٹی کی مانند نہیں ہوتا اور ہاں میں نے اُس کا نام مریم رکھا اور بیشک میں اُس کو اور اُس کی اولاد کو تیری بفا میں دیتی ہوں مردود شیطان سے ﴿۱۹﴾

ذیٰ یسرا القاناہ کو بھی اُنکی ماں حناہ نے اسطرح خدا کے نذر کیا تھا اور منت مانی تھی کہ اگر اُس کے بیٹا ہو تو وہ اُسکو عمر بھر کے لئے خدا کے نام پر وقف کر دیگی اور اُسکے سر پر استرا نہیں لگانے کی (دیکھو کتاب اول شموئل باب اول) اسطرح حضرت مریم کی ماں نے بھی اپنے بہت کے بچے کو خدا کے نذر کیا تھا، مگر اتفاق سے بیٹا نہوا بیٹی ہوئی۔ یہ نذر کئے ہوئے لڑکے معبد کی خدمت کیا کرتے تھے، دودھ چھوٹنے کے بعد جب کسقدر ہوشیار ہوتے تھے تو معبد میں بھیج دیئے جاتے تھے، تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ جب وہ بالغ ہوتے تھے تو اُنکو اختیار ہوتا تھا کہ چاہیں اپنے تنہا خدا کے کاموں کے لئے وقف رکھیں چاہیں معبد سے چلے جاویں۔ بیٹی اسطرح پر معبد کی خدمت گزاری پر مامور نہیں ہو سکتی تھی، اسلئے جب لڑکی پیدا ہوئی تو حضرت مریم کی ماں نے افسوس کیا اور کہا کہ، "لہس الذکر کلانٹی" *

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا
 زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا
 قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكَ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ
 يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۱﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ
 قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ
 فَانَادَتْهُ الْمَلَكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ ﴿۳۲﴾ إِنَّ اللَّهَ
 يُبَشِّرُكَ بَيْتِ بْنِ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَ
 نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۳۳﴾

جب حضرت مریم کسی قدر ہوشیار ہو گئیں جیسیکہ ان لفظوں سے پایا جاتا ہے
 ”و انبتہا نباتا حسنا“ اسوقت حضرت زکریا نے ان کے سپرد ہو گئیں، معبد کی خدمت پر تو
 مامور نہیں ہو سکتی تھیں مگر ایک بالا خانہ میں یا حجرہ میں انکو رکھا جو عابد و
 زاہد عورتوں کے لیئے معین ہونگے، اُسے حضرت مریم خدا کی عبادت کرتی تھیں جیسے کہ
 قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے ”یا مریم ائمتی لربک واسجدی وارکعی
 مع الراکعین“ *

﴿۳۱﴾ (قالت هو من عند الله) اس امر کی نسبت کہ جب حضرت زکریا حضرت مریم
 کے پاس جاتے تھے تو اُنکے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ کہتے تھے مفسرین نے عجیب تحجب
 روایتیں نقل کی ہیں، حالانکہ اس بات کے کہنے میں کہ اللہ کے پاس سے آیا ہے یا اللہ
 نے بھیجا ہے کوئی ایسی تحجب بات نہیں ہے، یہ تو ایک روز مرہ کے متداولہ کی بات
 ہے — ابو علی جبائی نے گو کہ وہ معتزلی ہو اپنی تفسیر میں ٹھیک بات لکھی ہے
 جسکو تفسیر کبیر میں نقل کیا ہے، کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ احاطہ

پھر اُس کے پروردگار نے اُس کو قبول کیا اچھی طرح کا قبول کرنا اور اُس کو بڑا کیا اچھی طرح بڑا کرنا اور اُس کو زکریا کے سپرد کیا جب (زکریا) اُن کے پاس حجۃ مومن (یعنی جہاں حضرت مریم عبادت کرتی تھیں اور نماز پڑھتی تھیں) جاتے تو اُن کے پاس کھانے کی کوئی چیز پائے (زکریا نے) کہا اے مریم یہہ کہاں سے تیرے لہئے آئی (مریم نے) کہا اللہ کے پاس سے اللہ رزق دیتا ہی جس کو چاہتا ہی بغیر حساب کے ﴿۳۲﴾ اُسی جگہ زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی ، کہا اے پروردگار دے مجھ کو اپنے پاس سے اچھی اولاد بیشک تو دعا کا سنے والا ہی ہے فرشتوں نے اُس کو آواز دی اور وہ اُس حجۃ مومن کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا ﴿۳۳﴾ کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو خوشخبری دیتا ہی یتھی کی ماننے والا اللہ کے کلمہ (یعنی اللہ کی کتاب) کا اور بردبار اور عورتوں سے پرہیز کرنے والا اور پیغمبر نہیوں میں سے ﴿۳۴﴾

والوں کے ہاتھ سے جو زاہد و عابد عورتوں کی خبر گھری کرتے تھے حضرت مریم کو رزق پہنچاتا تھا ، جب حضرت زکریا حضرت مریم پاس کوئی کھانے کی چیز دیکھتے تھے تو پوچھتے تھے کہ کہاں سے آئی ہی — اس تفسیر پر جو ابو علی جبائی رحمہ اللہ علیہ نے کی حضرت مریم کا یہہ جواب کہ ”ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب“ بالکل صحیح و درست اور روز مرہ کے محاورہ کے مطابق ہوتا ہی •

﴿۳۷﴾ (بکلمۃ من اللہ) یہودی حضرت یتیمی کو پیغمبر نہوں ماننے مگر عیسائی مذہب میں یہہ امر تسلیم ہوا ہی کہ حضرت یتیمی پیغمبر تھے اور وہ حضرت مسیح کی بشارت دینے کے لہئے پیغمبر ہوئے تھے ، علماء اسلام کی عادت ہی کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی ایسی باتوں کو جو اُن کے خیال کے مخالف نہوں بلا غرر تسلیم کر لیتے ہیں — اس آیت میں کلمہ کا لفظ آیا ہی اور حضرت مسیح کی نسبت بھی کلمہ کے لفظ کا اطلاق ہوا ہی ، پس مفسرین نے لکھ دیا کہ ”مصدقاً بکلمۃ من اللہ“ سے یہہ مراد ہی کہ وہ حضرت عیسیٰ کی بشارت دینگے یا حضرت عیسیٰ کی تصدیق کریں گے ، حالانکہ حضرت عیسیٰ خرم

قَالَ رَبِّ اَنِيْ يَكُوْنُ لِيْ عِلْمٌ وَّ قَدْ بَلَغْنِي الْكِبَرَ وَاَمْرَاتِيْ
 عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اَللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ
 اٰيَةً قَالَ اِيْتِكَ اِلَّا تَكَلِّمِ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمَزًا وَاَنْذَرُ
 رَبَّكَ كَثِيْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَاَلْبَكْرِ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ
 يَا مَرْيَمُ اِنَّ اِلٰهَكَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاَصْطَفٰكِ عَلٰى
 نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۷﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاَسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ
 مَعَ الرَّاكِعِيْنَ ﴿۱۸﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاِ الْغَيْبِ نُوْحِيْنَا اِلَيْكَ وَمَا
 كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِنْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اِيْهِمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ
 لَدَيْهِمْ اِنْ يَخْتَضِعُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اِلٰهَكَ
 يُبَشِّرُكَ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اَسْمُ الْمَسِيْحِ عِيسٰى ابْنِ مَرْيَمَ وَجِيْهًا
 فِى الدُّنْيَا وَاٰخِرَةٍ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ يَكَلِّمُ النَّاسَ
 فِى الْهَيْدِ وَ كَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۱﴾

اُس زمانہ میں موجود تھے اور صرف چہرہ مہمانہ حضرت یحییٰ سے چہرہ تھے اور خود
 حضرت عیسیٰ نے اُن سے اصطباغ لیا تھا — ممکن ہی کہ حضرت یحییٰ نے کہا ہو کہ
 میرے بعد جو ہونے والا ہی یعنی حضرت عیسیٰ جنکو غالباً وہ اپنا جانشین تصور کرتے
 ہوئے مجھ سے بھی برتر ہی، مگر اس امر کو اس آیت سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے *

(زکریا نے) کہا اے پروردگار کہو لنگر میرے بیٹا ہوگا سمجھو تو بڑھایا آگیا ہی اور میری بی بی بانجھہ ہی ، (اللہ نے) کہا کہ یہی ہوگا (یعنی جو کہا گیا ہی وہ ہوگا) اللہ کرتا ہی جو چاہتا ہی ﴿۲۸﴾ (زکریا نے) کہا اے پروردگار میرے لیئے کوئی نشانی (یعنی حکم) مقرر کر ، (خدا نے) کہا کہ تیرے لیئے نشانی (یعنی حکم) یہہ ہی کہ تین دن تک کسی آدمی سے بجز اشاروں کے بات نہ کر ، † اور اپنے پروردگار کو بہت سایا کر ، اور اپنے پروردگار کے تقدس کو یاد کر شام کو اور صبح کو (یعنی رات دن) ﴿۲۹﴾ اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم بیشک اللہ نے تجھکو برگزیدہ کیا اور تجھکو پاک کیا ، اور تجھکو برگزیدہ کیا عالم کی عورتوں پر ﴿۳۰﴾ اے مریم اطاعت کرتی رہ اپنے پروردگار کی ، اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ ﴿۳۱﴾ یہہ ہی غیب کی خبروں میں سے ، ہمنے اُس کی وحی تجھکو کی ہی ، اور تو اُن کے پاس نہ تھا جبکہ وہ اپنے قلموں کو (بطور قرعہ کے) ڈالتے تھے کہ اُن میں سے کون مریم کی خبر گیری کا ذمہ لے ، اور تو اُن کے پاس نہ تھا جب کہ وہ جگھڑتے تھے ﴿۳۲﴾ جب کہ فرشتوں نے کہا اے مریم بیشک اللہ تجھکو بخوشخبری دیتا ہی ایک کلمہ کی اپنی طرف سے ، اُس کا نام (ہوگا) مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا رویت دار علیا میں اور آخرت میں اور (خدا کے) مقربوں سے ﴿۳۳﴾ اور کلام کریگا لوگوں سے گہوارہ میں

(یعنی بچپنہ میں) اور بڑھاپے میں ، اور ہوگا نیکوں میں سے ﴿۳۴﴾

” مصدنا بکلمۃ من اللہ “ کے صاف معنی یہہ ہیں کہ اللہ کے حکم کی یا اللہ کی

† تفسیر کبیر میں ابو مسلم کا قول لکھا ہی کہ ﴿ تکلم الناس کا مطالب یہہ ہی کہ تو مامور ہوا ہی کہ تین سے تک بات نہ کرے اسی لیئے ہمنے اُس کا ترجمہ بمعنی نہی کہا ہی قول مذکور یہہ ہی ” ان المعنی ایک اس ﴿ تکلم تصیر مامورا بان ﴾ تکلم فکذا ایام انتہی ماموراً =

قَالَتْ رَبِّ اَنْتَ يَكُوْنُ لِي وَلَدًا وَلَمْ يَمَسِّنِي بَشَرًا قَالَ
 كَذٰلِكَ اَللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاَنَّمَا يَقُوْلُ لَهُ
 كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۲۶﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ
 وَرُسُوْلًا اِلٰى بَنِي اِسْرَآئِيْلَ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
 اَنِّيْ اَخْلَقْتُ لَكُمْ مِّنَ الطَّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفَخْتُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ
 طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُبْرِيْ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْوَتِيْ
 بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اَنْبِئَكُمْ بِمَا كَاٰوَنَ وَ مَا تَدْخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ
 اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَةً لِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾

کتاب کی تصدیق کریگا۔ تمام قرآن کا مستحضرہ یہی ہی کہ انبیاء کی نسبت کتب سابقہ کی تصدیق کا اشارہ کیا جاتا ہے نہ کسی شخص معین کی تصدیق کا۔ تفسیر کبیر میں کلمہ من اللہ کی نسبت ابی عبیدہ کا قول نقل کیا ہے کہ اُس سے مراد کتاب من اللہ ہے، اور اس بات پر استدلال کیا ہے کہ اہل عرب بولتے ہیں کہ ”انشد فلان کلمۃ“ اور اُس سے مراد طول طویل قصیدہ کے پڑھنے کی ہوتی ہے *

﴿۲۶﴾ (قالت رب انی یكون لی ولد ولم یمسسني بشر) حضرت عیسیٰ کی نسبت جو اُمور قرآن مجید میں مذکور ہیں بلا شبہ نہایت غور کے لائق ہیں، انہیں سے چند اس سورۃ میں بیان ہوئے ہیں اور سورۃ مائدہ میں مجموعاً مذکور ہیں، اور اس آیت میں سورۃ مائدہ کی تفسیر میں اُن سب سے بحث کریں گے۔ اس مقام پر صرف ولادت حضرت عیسیٰ پر غور کرتے ہیں *

عیسائی اور مسلمان دونوں خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ صرف خدا کے حکم سے عام انسانی پیدائش کے برخلاف بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اگر ایسا ہی ہونا فرض کیا

(مریم نے) کہا اے پروردگار کھانسی ہوگا میرے بیٹا اور نہیں چھو اھی مجھ کو کسی آدمی نے ،
 خدا نے کہا یہی ہوگا (یعنی جو کہا گیا اھی وہ ہوگا) ، ' اللہ پیدا کرتا اھی جو چاہتا اھی ،
 جب کہ کوئی کام کرنا نہرا چکتا اھی تو اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اُس کو کہتا اھی ، ' ہو ،
 پھر ہو جاتا اھی [۲۲] اور اُس کو سکھاویگا کتاب اور حکمت اور تدریت اور انجیل ، اور
 (کویکا) پیغمبر بنی اسرائیل کا ، ' ہاں میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانی اپنے پروردگار سے
 (یعنی خدا کا حکم یا انجیل) ، ' ہاں میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی
 صورت کی مانند ، پھر میں اُس میں پھونکتا ہوں تاکہ ہو جاوے پرند اللہ کے حکم سے ، ' اور
 اچھا کرتا ہوں اندھے کو اور کورھی کو اور زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ کی اجازت سے ، ' اور
 تم کو بتا دیتا ہوں جو کچھ تم کہاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کر لیتے ہو ،

ہاں اس میں البتہ تمہارے لئے نشانی اھی اگر تم ایمان والے ہو [۲۳]

جارے تو اول اس بات پر غور کرنی ہوگی کہ بن باپ کے پیدا کرنے میں حکمت الہی نیا
 ہو سکتی اھی — ایسے واقعات جو خلاف عادت یا ما فوق الفطرت تسلیم کیئے جاتے ہیں اُن سے
 یا تو قدرت کاملہ پروردگار کا اظہار مقصود ہونا چاہیئے یا اُنکا وقوع بطور معجزہ مانا جاوے۔
 جب کہ خدا تعالیٰ اقسام حیوانات کو بغیر توالد و تناسل کے عادتاً پیدا کرتا رہتا اھی اور
 خود انسان کو بھی بلکہ تمام حیوانات کو ابتدائاً اُس نے اسطرح پیدا کیا اھی ، یا یوں کہو کہ
 حضرت آدم کو بے ماں و بے باپ کے پیدا کیا تھا تو حضرت عیسیٰ کے صرف بے باپ کے پیدا
 کرنے میں اُس سے زیادہ قدرت کاملہ کا اظہار نہ تھا — اگر یہ خیال کیا جاوے کہ صرف
 ماں سے پیدا کرنا دوسری طرح پر اظہار قدرت کاملہ تھا تو یہ بھی صحیح نہیں ہوتا ،
 اسلئے کہ اظہار قدرت کاملہ کے لئے ایک امر بین اور ایسا ظاہر ہونا چاہیئے کہ جسمین
 کسی کو شبہ نہرے ، بن باپ کے مولود کا ہونا ایک ایسا امر مخفی اھی جسکی نسبت یہ
 نہیں کہا جاسکتا کہ اظہار قدرت کاملہ کے لئے کیا گیا اھی ۔

بطریق اعتجاز حضرت عیسیٰ کے بن باپ کے پیدا ہونے پر معجزہ کا بھی اطلاق نہیں

و مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيِّ مِنَ التَّوْرَةِ

ہوسکتا — معجزہ بمقابلہ منکران نبوت صادر ہوتا ہی، قبل ولادت حضرت مسیح بلکہ قبل ادعای نبوت یا الوہیت کوئی شخص منکر نہیں ہوسکتا تھا، پھر معجزہ کھونکر کہا جاسکتا ہی — معہذا اگر وہ معجزہ ہوتا تو حضرت مریم کا معجزہ ہوتا نہ حضرت مسیح کا — علاوہ اسکے جبکہ انکی ولادت ٹھیک اسی طرح ہو واقع ہوئی تھی جس طرح کہ عموماً بچوں کی ہوتی ہی کہ * نو مہینے تک حمل میں رہے اور بروقت ولادت حضرت مریم پر وہ تمام حالات طاری

* اُسکے یعنی مریم کے جنم کے دن پہرے ہوئے اور وہ اپنا پہلوتا بیٹا چنی (لوک باب ۲، درس ۶ و ۷) فاجار المخاض الى جذع النخلة (سورۃ مریم) قول ابن عباس رضي الله عنهما انما كانت (مدة حملها) تسعة اشهر كما في سائر النساہ (تفسیر کبیر)

ہوئے جو عموماً عورتوں پر بچہ پیدا ہونے میں طاری ہوتے ہیں تو کسی طرح اعتجازاً اُن کے پیدا ہونے کا کسی کو احتمال بھی نہیں ہوسکتا تھا *

عیسائی حضرت مسیح کے بن باپ کے پیدا ہونے کو ایک اور حکمت الہی پر منسوب کرسکتے ہیں کہ وہ گنہگار انسان کی آمیزش سے پاک اور بے گناہ ہوں تاکہ گنہگار انسانوں کی طرف سے فدیہ کیئے جاویں — مگر جب ماں کی شرکت سے وہ بی بی نہ تھے تو انسانی آمیزش سے پاک نہیں ہوسکتے تھے — لاطینی کلوسیا نے کونسل ڈینٹ میں تسلیم کیا کہ حضرت مریم بھی بن باپ کے پیدا ہوئی تھیں، اگر یہ بھی مانا جاوے تو وہ بھی ماں کی شرکت سے ہی نہ تھیں — انجام کار عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے حضرت مریم کو انسانی خالصت یعنی گنہگار ہونے کی قابلیت سے اس لئے پاک کر دیا تھا کہ اُن سے فدیہ ہونے کے لائق نہ ہوں پیدا ہو تو خدا اسی طرح حضرت عیسیٰ کے باپ کو بھی پاک کرسکتا تھا، اور بن باپ کے پیدا ہونے میں کوئی خاص حکمت نہیں ہوسکتی تھی *

ابتدا میں عیسائیوں کو یہ خیال نہیں تھا کہ حضرت عیسیٰ بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں یا بن باپ کے پیدا ہوئے، کیونکہ مسیح کی نسبت یقین کیا جاتا تھا کہ وہ داؤد کی نسل سے ہونگے — یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو مسیح موعود نہیں مانا، مگر جنہوں نے اُنکے مسیح موعود مانا اور عیسائی یا نصاریٰ کہلائے اُن سب کو کامل یقین تھا کہ وہ حضرت داؤد کی اولاد میں ہیں، چنانچہ انجیل متی میں لکھا ہی "یسوع مسیح ابن داؤد" اور لوک کی انجیل باب ۱۷ اور متی کی انجیل باب ۱۷ ورس ۴۰ سے پایا جاتا ہی کہ یوسف حضرت مریم کا شوھر داؤد کی نسل سے تھا — مسلمان بھی

اور ماننے والا ہوں جو میرے ہاتھوں میں ہی یعنی توریت

قرآن کی رو سے جیسیکہ سورۃ انعام میں لکھا ہی حضرت عیسیٰ کو حضرت ابراہیم کی ذریت یعنی اولاد میں سمجھتے ہیں، پس اگر حضرت عیسیٰ بن باپ کے پیدا ہوئے ہوں تو وہ نسل داؤد یا اولاد ابراہیم سے کیونکر قرار پاسکتے ہیں *

اگر یہہ کہا جاوے کہ ماں کے سبب سے اُن کو داؤد کی نسل سے قرار دیا گیا ہی تو یہہ بات دو وجہ سے غلط ہی — اول اس لئے کہ یہودی شریعت میں عورت کی طرف سے نسب قائم نہیں ہوسکتا — دوسرے یہہ کہ حضرت مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت نہیں کیٹوسیکلو پیڈیا میں لکھا ہی کہ “یوسیبس جو قدیمی مذہبی مورخ ہی گو حضرت عیسیٰ کے نام پر اُس نے طول طویل بحث کی ہی مگر اُس کے بیان سے اور نیز متی اور لوک کی انجیلوں سے مریم کی پیدائش اور نسب پر کوئی نئی روشنی نہیں پڑتی — ایفہ جو مریم کی ماں بیان کی گئی ہیں اُن کی نسبت جس قدر قصے ہیں وہ محض افسانے ہیں اور اُن کا کچھ ثبوت و شہادت نہیں ہی” — انجیل لوک باب ۱ ورس ۶ و ۳۷ سے پایا جاتا ہی کہ حضرت مریم حضرت زکریا کی بیوی الیشبع کی رشتہ دار تھیں، اور الیشبع ہارون کی بیٹی تھیں، مگر نہ یہہ معلوم ہی کہ مریم و الیشبع میں کیا رشتہ تھا اور نہ یہہ معلوم ہی کہ ہارون کس کی اولاد میں تھے — قرآن مجید میں حضرت مریم کے باپ کا نام عمران لکھا ہی اُسپر استدلال کرنے سے بھی داؤد کی نسل سے حضرت مریم کا ہونا ثابت نہیں ہوسکتا *

عیسائی مفسر جب کہ حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تسلیم کرکے نسل داؤد سے ثابت کرنے میں عاجز ہوئے تو انہوں نے کہا کہ سینٹ لوک کی انجیل میں جو نسب نامہ یوسف کا لکھا ہی درحقیقت وہ مریم کا نسب نامہ ہی تاکہ مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت کریں — دو انجیلوں میں حضرت عیسیٰ کے نسب نامے ہیں متی کی انجیل میں حضرت عیسیٰ کے باپ کا نام یوسف اور اُنکے باپ کا نام یعقوب لکھا ہی — اور لوک کی انجیل میں یوسف کے باپ کا نام ہیلی لکھا ہی پہلا نسب نامہ بذریعہ سلیمان کے داؤد تک پہونچتا ہی اور دوسرا نسب نامہ بذریعہ فنان کے — یہہ دونوں نسب نامے بلاشبہ مختلف ہیں مگر عیسائی مفسر کہتے ہیں جیسیکہ تفسیر ہنری اسکات میں مندرج ہی کہ یوسف نے ہیلی کی دختر سے یعنی حضرت مریم سے شادی کی تھی، اور شاید اُس نے یوسف کو متبقی بھی کیا تھا، اور یوسف ہیلی کا بیٹا کہلاتا تھا، اور یہودیوں میں رواج تھا کہ

وَلَا حِلَّ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي هُمَ حَرَمُوا عَلَيْكُمْ

نسب ناموں میں صرف مردوں کا نام لکھتے تھے نہ عورتوں کا اسلئے سینت لوک نے اُس نسب نامہ میں جو درحقیقت مریم کا ہی بجائے مریم کے یوسف کا نام لکھ دیا ہی *

اس بیان پر بعض عیسائی علماء نے یہہ اعتراض کیا ہی کہ یہہ نسب نامہ داؤد تک بذریعہ ناناں کے پہونچتا ہی اور حضرت مسیح کا بذریعہ سلیمان کے داؤد کی نسل میں ہونا چاہیئے اسکا جواب یہہ دیا گیا ہی کہ یہہ کہیں نہیں لکھا ہی کہ حضرت عیسیٰ سلیمان کی اولاد میں ہونے والے تھے بلکہ صرف یہہ بیان ہوا ہی کہ وہ داؤد کے بیٹے اور یسعی کی نسل سے ہونگے اور سلیمان بطور ایک عمدہ نمونہ حضرت مسیح کے بیان ہوئے ہیں *

اگر یہہ بات فرض بھی کر لی جائے کہ اس پہلے نسب نامہ میں بجائے حضرت مریم کے یوسف کا نام لکھا گیا ہی، اور یہہ بھی فرض کر لیا جاوے کہ یوسف ہیلی کے متبنی اور داماد تھے، اور یہہ بھی فرض کیا جاوے کہ حضرت عیسیٰ کا سلیمان کے ذریعہ سے داؤد کی اولاد میں ہونا کچھ ضرور نہ تھا، تو بھی اسبات کا جواب نہیں ہوسکتا کہ یہودی شریعت میں ماں کی طرف سے نسب نہ معتبر گنا جاتا تھا اور نہ بیان کیا جاتا تھا یہاں تک کہ عورتوں کا نام بھی نسب ناموں میں داخل نہوتا تھا، پس حضرت عیسیٰ مسیح کی نسبت جو پیشین گوئی تھی کہ وہ داؤد کی نسل میں سے ہونگے کسی طرح ماں کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی، بلکہ بموجب اُس پیشین گوئی کے ضرور ہی کہ حضرت عیسیٰ مسیح ایسے باپ کی اولاد ہوں جو داؤد کی نسل سے ہو *

یاد رہی رچارڈ واٹسن نے تفسیر انجیل لوک میں لکھا ہی کہ ”یہہ عام یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ یوسف کے بیٹے ہیں اور اُنکا معجزہ کے طور سے پیدا ہونا مشہور نہیں کیا گیا تھا بلکہ یوسف اور مریم کے دلوں ہی میں مخفی تھا، یہہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہہ بات کب پہلے پہل ظاہر کی گئی — چونکہ انجیل کے حالات میں اِس پر کچھ اشارہ نہیں پایا جاتا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ بات حواریوں کو بھی ظاہر نہیں کی گئی تھی، اِس لئے وہ اور نیز اُڑ بھی اُن کو یوسف اور مریم کا بیٹا سمجھتے تھے اور یہہ امر منجملہ اُن امور کے تھا جن کو مریم نے خدا کی ہدایت سے حضرت عیسیٰ کے مردوں سے چھپائے کے بعد تک اپنے دل میں چھپا رکھا — اگر پیشتر سے یہہ بات مشہور ہو جاتی تو حضرت عیسیٰ کی تبلیغ رسالت کے بعد لوگ اکثر حضرت مریم کو تنگ کیا کرتے اور اہانت کی باتیں اُن سے پوچھا کرتے — اور جب کہ اس قدر اختلاف رائے عیسیٰ کی نسبت اُن کے دشمنوں میں

اور تمہارے لیئے حلال کرتا ہوں وہ بعضی چیزیں جو تمہیں حرام ہوئی تھیں،

ہوتا تو مریم کو خطرہ پہنچنے کا اندیشہ تھا، کم سے کم یہہ ہوتا کہ وہ بہت دقت و تکلیف میں مبتلا ہوجاتیں - ان امور کے لحاظ سے ظن قوی ہوتا ہی کہ یہہ بات حضرت عیسیٰ کی زندگی بھر کسی کو معلوم نہیں ہوئی تھی، مگر سینٹ لوک کے اس فقرہ سے کہ، 'جیسا کہ وہ یوسف کا بیٹا خیال کیا جاتا تھا، یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ بعد عروج مسیح یہہ امر منجملہ ان باتوں کے تھا جو پہلے پہل معلوم ہوگئی تھیں، اور بغیر کسی شبہہ کے وہ مان لیا گیا تھا، اور اسی وجہ سے یہہ بات انجیل متی اور انجیل لوک میں داخل ہوئی ہی' *

اس بات کو خود حواری حضرت عیسیٰ کے اور تمام عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مریم کا خطبہ یوسف سے ہوا تھا - یہودیوں کے ہاں خطبہ کا یہہ دستور تھا جیسے کہ کیٹو سینکو پیدیا میں لکھا ہی کہ شوہر اور زوجہ میں اقرار ہوجاتا تھا کہ اس قدر میعاد کے بعد شادی کریں گے - یہہ اقرار یا تو ایک باقاعدہ تحریر یا معاہدہ کے ذریعہ سے گواہوں کی موجودگی میں ہوتا تھا جس طرح کہ ہم مسلمانوں کے ہاں نکاح خط لکھا جاتا ہی، یا بغیر تحریر کے اس طرح یہ ہوتا تھا کہ مرد عورت کو گواہوں کے سامنے ایک ٹکڑا چاندی کا دیدیتا تھا اور یہہ لفظ کہتا تھا کہ یہہ چاندی کا ٹکڑا اُس امر کی کفالت میں قبول کر کہ اتنے دنوں بعد تو میری زوجہ ہوجاویگی *

یہہ معاہدے حقیقت میں عقد نکاح تھے صرف زوجہ کا گھر میں لانا باقی رہ جاتا تھا، اور وہ اُس میعاد پر ہوتا تھا جو اُس معاہدہ میں قرار پاتی تھی - اس کی مثال بالکل ایسی ہی جیسی کہ مسلمانوں میں فاتحہ خیر ہوتی ہی جو درحقیقت ایک شرعی نکاح ہی، لیکن زوجہ فی الفور گھر میں نہیں لائی جاتی - یا جیسیکہ اب بھی بعض دفعہ مسلمانوں میں نکاح بہ تحریر نکاح خط عمل میں آتا ہی اور زوجہ کا شوہر کے گھر بھیجتا کسی آئندہ وقت پر ملتی رہتا ہی *

یہودیوں کے ہاں اس رسم کے ادا ہونیکے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہوجاتے تھے، اور پھر بجز اسکے کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر رہنے کو اُس مدت کے بعد بھیجی جاوے اور کوئی ایسی رسم جس پر جواز تروج منحصر ہو عمل میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ اگر بعد اس رسم کے اور قبل رخصت کرنے کے اُن دنوں سے اولاد پیدا ہو تو وہ ناجائز اولاد تصور نہیں ہوتی تھی، بلکہ بے گناہ شرعی اولاد جائز تصور ہوتی تھی، شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوبہ گنی جاتی ہوگی اور دنوں کو ایک شرم اور خجالت کا باعث ہوتی ہوگی *

وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

امر مذکورہ کا ثبوت کھنڈ سیکھو۔ پتدیا سے بھی ظاہر ہوتا ہی — اُس میں لکھا ہی کہ جب یہہ معاہدہ شادی کا یہودیوں میں ہو جاتا تھا تو زن و مرد ایک دوسرے کے دیکھنے کے معجاز ہوتے تھے جس کی اُن کو پہلے اجازت نہیں ہوتی تھی — اُسی کتاب میں لکھا ہی کہ ایک نسبت شدہ باکرہ کے بطن سے خدا نے اپنے بیٹے کے پیدا ہونے میں یہہ حکمتیں رکھی تھیں — اول یہہ کہ اُن پر غیر مشروع اولاد ہونے کا طعنہ عاید نہو — دوم یہہ کہ اُن کے والدین موافق یہودی شریعت کے سزا کے مستوجب نہوں — سوم یہہ کہ یوسف کے نسب نامہ سے جن کی رشتہ دار مریم تھیں مریم کا نسب نامہ ظاہر ہو جاوے — چہارم یہہ کہ حضرت مسیح کا امام طفولیت میں کوئی مربی اور سرپرست ہو — ان تمام بیانات سے ثابت ہوتا ہی کہ یہودیوں میں اس طرح نسبت کے بعد اولاد کا پیدا ہونا شروع ناجائز نہ تھا — یہی وجہہ ہی کہ یہودیوں نے دعویٰ باللہ حضرت مریم پر جو بہتان باندھا تھا وہ یوسف کے ساتھ نہیں باندھا تھا ، بلکہ پتھرا نالی کے ساتھ منسوب کیا تھا ، کیونکہ یوسف اُنکے شرعی شوھر ہو چکے تھے — پس کوئی وجہہ اس بات کے خیال کرنیکی نہیں ہی کہ یوسف فی الواقع حضرت مسیح کے باپ نہ تھے — متی کی انجیل میں جو یہہ لکھا ہی کہ یوسف نے جب دیکھا کہ حضرت مریم حاملہ ہیں تو اُنکے چہرے دیفے کا ارادہ کیا ، اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے تو اُسکا سبب صرف یہی ہو سکتا ہی کہ عام رسم کے برخلاف حاملہ ہو جانے سے یوسف کو رنج و خجالت ہوئی ہوگی جسکے سبب سے ایسا خیال ہوا ہوگا ، مگر جو کہ فی الحقیقت وہ پاک حمل تھا اور جو کچھ حضرت مریم کے پیٹ میں تھا وہ روح القدس اور کلمۃ اللہ تھا یوسف نے خواہ خود ہی خواہ اپنی خواب کی تائید پر جسکا ذکر سینٹ متی کی انجیل میں ہی وہ خیال چہرے دیا *

اگرچہ ان چاروں مروج انجیلوں کے زمانہ تالیف میں نہایت اختلاف ہی ، مگر جو زمانہ کہ علماء عیسائی نے قریب صحت کے تسلیم کیا ہی اُسکی رو سے پایا جاتا ہی کہ متی کی انجیل حضرت عیسیٰ کے بعد دوسرے یا تیسرے سال میں ، اور لوک کی انجیل اکیسویں یا بیسویں سال میں ، اور یوحنا کی انجیل تریستھویں یا چونسٹھویں سال ، اور مارک کی انجیل اُسکے بھی بہت دنوں بعد تحریر ہوئی تھی — مگر متی کی انجیل کی نسبت بخوبی ثابت ہی کہ وہ دراصل عبرانی میں لکھی گئی اور موجودہ یونانی انجیل اُسکا ترجمہ ہی جسکے مترجم کا نام اور زمانہ ترجمہ اب تک تحقیق نہیں ہوا پس متی کی موجودہ یونانی انجیل بھی قدیم نہیں ہی بلکہ اخیر زمانہ کی لکھی ہوئی ہی *

اور تمہارے پاس تمہارے پروردگار سے نشانی لایا ہوں، پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو،

یہ تمام انجیلیں اور حواریوں کے نامے اور اعمال جو ان انجیلوں کے اخیر میں شامل ہیں یونانی زبان میں لکھے گئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتابیں عیسائی مذہب کو ان ملکوں میں رواج دینے کے لیے لکھی گئیں تھیں جہاں یونانی زبان مزوج تھی اور جہاں کے لوگ زیادہ تر یونانیوں کے سے خیالات رکھتے تھے *

یونانیوں میں ایک عام خیال تھا کہ نہایت مقدس اور بزرگ شخص کو خدا کا بیٹا کہتے تھے — ہرکیولیس — ڈیاس کوری — رامبولس — فیثا غورث — افلاطون — ان سب کو یونانی خدا کا بیٹا کہتے تھے — اور افلاطون کے حمل کے قصہ کو مثل قصہ حمل حضرت عیسیٰ بیان کرتے تھے غرضکہ جب حواریوں کو یونانی زبان کے ذریعہ سے دین عیسوی کا پھیلانا مدنظر ہوا تو حضرت عیسیٰ کو ایسے بزرگ لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا جو ان لوگوں کے خیالات سے مناسب تھا جنکے لیے وہ انجیلیں لکھی گئی تھیں، اسلئے ہمارے نزدیک وہ انجیلیں حضرت عیسیٰ کی ولادت کی نسبت ان خالص خیالات کے ظاہر ہونیکا ذریعہ نہیں ہوسکتیں جو حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں اور ان انجیلوں کے تحریر ہونے سے پیشتر تھا، باایں ہمہ ہم انہی انجیلوں میں متعدد جگہ پاتے ہیں کہ یوسف کو حضرت مریم کا شوہر اور حضرت مسیح کو انکے باپ یوسف کا بیٹا تسلیم کیا ہے *

انجیل متی باب ۱ درس ۱۶ میں لکھا ہے کہ یوسف مریم کا شوہر تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ متی کی انجیل میں حضرت عیسیٰ کے نسب نامہ میں اُردوں کی نسبت یونانی لفظ، ”اجن نسی“ بپائے معروف استعمال ہوا ہے، جس سے خاص باپ کا بیٹا ہونا پایا جاتا ہے اور حضرت عیسیٰ کی نسبت یونانی لفظ، ”جنان“ آیا ہے جس سے اُس درس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ، ”یعقوب سے پیدا ہوا یوسف شوہر مریم جس سے عیسیٰ پیدا ہوا“ مگر ویسٹسٹین نے یونانی زبان کی سند پر ثابت کیا ہے کہ ”جنان“ کا لفظ بھی ماں اور باپ دونوں سے پیدا ہونے پر بولا جاتا ہے، معہذا اُس تغیر کا سبب وہی خیالات ہیں جو یونانیوں میں مذہب عیسوی پھیلانے کی بناء پر پیدا ہوئے تھے *

لوک کی انجیل باب ۱ درس ۳۳ کے موجودہ نسخوں میں یہ لفظ ”تب یوسف اور اُسکی ماں“ مگر اس مقام پر بھی اُسی خیال سے تغیر کیا ہے ڈاکٹر گربسباخ کی صحیفہ اور مقابلہ کر کے چھاپی ہوئی انجیل مطبوعہ لیپسک سنہ ۱۸۰۵ع اور شندورف کی چھاپی ہوئی انجیل مطبوعہ سنہ ۱۸۴۹ع اور رومن ولکت کے ترجمہ انگریزی میں یوسف کا نام نہیں

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ

ہی بلکہ، “اُسکا باپ اور اُسکی ماں” لکھا ہی اور ٹروٹوپ نے یونانی انجیل کی شرح میں اسی کی تصدیق کی ہی جس سے یوسف کا پدر مسیح ہونا تسلیم ہوتا ہی *
لوک کی انجیل کے اسی باب کے ۲۳ درس میں بھی قدیم فسفہ الکزنڈریا نوس میں بھی “گونیس” کا لفظ ہی جسکے معنی والدین کے ہیں *

لوک کی انجیل باب ۲ درس ۳۸ میں حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ “دیکھ تیرا باپ اور میں غمکین ہو کر تجھے ڈھونڈتے تھے” *
لوک کی انجیل باب ۲ درس ۲۷ و ۳۱ میں یوسف اور مریم کو حضرت عیسیٰ کا ماں باپ کہہ کر تعذیر کیا ہی *

مٹی کی انجیل باب ۱۳ درس ۵۵ میں لکھا ہی کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ کی نسبت کہا کہ “کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں کیا اسکی ماں مریم نہیں کہلاتی” *
اور انجیل یوحنا باب ۶ درس ۴۲ میں ہی کہ لوگوں نے حضرت مسیح کی نسبت یہ کہا کہ “کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا جسکے ماں باپ کو ہم پہچانتے ہیں نہیں ہی” *
انجیل یوحنا باب ۱ درس ۴۵ میں لکھا ہی کہ “فلپ نے تنہیل کو کہا کہ جسکا ذکر موسیٰ نے ترویت میں اور فیوں نے کیا ہی ہم نے اُسے پایا ہی وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہی” *

اعمال حواریں باب ۲ درس ۳۰ میں پتروس حواری نے حضرت عیسیٰ کے داؤد کی نسل میں ہونے کی نسبت کہا کہ “خدا نے اُس سے (یعنی داؤد سے) قسم کر کے کہا کہ میں تیرے تخت پر بیٹھنے کے لیئے جسم کے طور پر تیری کمر سے مسیح کو پیدا کروں گا” *
سینٹ بال نے اپنے خط موسومہ رومیان باب ۱ درس ۲ میں لکھا ہی کہ “وہ مسیح جسم کے حق میں داؤد کے تخت سے ہوا پر روح قدس کے حق میں جی اُنہم کی قوی دلیل سے خدا کا بیٹا ثابت ہوا” *

ان تمام سندوں سے ثابت ہی کہ حضرت مسیح کے زمانہ کے سب لوگ اور خود حواری بھی جانتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ اپنے باپ یوسف کے تخت سے پیدا ہوئے ہیں وہ کہ بغیر باپ کے، مگر وہ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا روحانی اعتبار سے کہتے تھے اُسی خیال سے جس سے کہ یونانی اپنے ہاں کے بزرگوں کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور اسبات کو نہایت صفائی سے سینٹ بال نے اپنے خط کی مذکورہ بالا آیت میں بیان کیا

بیشک اللہ میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہی، پھر اُس کی عبادت کرو،

ہی — زمانہ کے گزرنے پر وہ خیال جس سے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہا معذور ہو گیا اور لوگ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھنے لگے، اور اُسی کے ساتھ یہہ قرار دیا کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے اور اُنکی ضد سے یہودیوں نے یہہ کہنا شروع کیا کہ نعوذ باللہ وہ ناجائز طور پر پیدا ہوئے تھے — یہہ اتہام سلس نے جو تیسری صدی میں تھا کیا تھا، اور ظاہراً یہہ وہ زمانہ ہی کہ جب عیسائیوں کو اسبات میں کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں اور بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں زیادہ تر غلو ہو گیا تھا •

قرآن مجید نے اسبات میں کہ حضرت عیسیٰ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے کچھ بحث نہیں کی — جب قرآن نازل ہوا اُسوقت دو فرقہ متخالف موجود تھے ایک فرقہ نہایت نالایقی اور بدی سے یہہ کہتا تھا کہ حضرت مسیح بطور ناجائز مولود کے پیدا ہوئے ہیں — دوسرا فرقہ یہہ کہتا تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلاثہ ہیں — قرآن مجید نے ان دونوں فرقوں کے اعتقاد کو رد کر دیا اور حضرت مسیح کے مقدس اور روح پاک ہونے پر اور حضرت مریم کی عصمت و طہارت پر گواہی دی، اور اِس بات کو کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے اور ثالث ثلاثہ ہیں جھٹلا دیا، اور بتلا دیا کہ وہ مثل اُور انسانوں کے خدا کے بندے ہیں — قرآن مجید میں یہہ کہیں نہیں بیان ہوا کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے، جہاں تک کہ اشارہ ہی حضرت عیسیٰ کے روح القدس اور کلمۃ اللہ ہونے کا اور حضرت مریم کی عصمت و طہارت کا اشارہ ہی، جیسا کہ ہم آگے بیان کرتے ہیں — ہمارا یہہ اعتقاد ہی کہ جو شخص حضرت مریم کی نسبت تہمت بد لگائے وہ مسلمان نہیں ہی •

سُورَةُ آل عمران میں ہی کہ جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ تجھکو

خوشخبری دیتا ہی ایک کلمہ کی اپنی طرف سے اُس کا

نام (ہوگا) مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا رویت دار دنیا میں

اور آخرت میں اور (خدا کے) مقربوں سے اور کلم کریم

لوگوں سے گہوارہ میں (یعنی بچپن میں) اور بڑاپے میں اور

ہوگا نیکوں میں سے — مریم نے کہا اے پروردگار کہاں سے ہوگا

میرے بیٹا اور نہیں چھوہا ہی مجھکو کسی آدمی نے خدا نے

کہا یہی ہوگا اللہ پیدا کرتا ہی جو چاہتا ہی جب کہ

کوئی کام کرنا ٹھہرا چکتا ہی تو اِس کے سرا اُور کچھ

نہیں کہ اُس کو کہتا ہی کہ ہو پھر ہر جانا ہی —

اِنْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ
اِنَّ اللّٰهَ يَبْشُرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ
اَسْمُ الْمَسِيْحِ عِيسٰى ابْنِ
مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَ
اٰخِرَةٍ مِّنَ الْمُتَّقِيْنَ وَبِكَلِمٍ مِّنَ
اِنۡشَآءِ رَبِّكَ اَلَمْ يَكُن لَّكَ
اَللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰى
اَمْرًا فَاَنۡصَبَ
يَقُوْلُ لَهٗ كُن فَيَكُوْنُ
(سُورَةُ آل عمران)

هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿۴۲﴾

اور سورۃ مریم میں ہی کہ پھر ہم نے بھیجا اُس کے (یعنی مریم کے) پاس اپنی روح کو پھر وہ بن گئی اُس کے لئے تھپک آدمی، مریم نے کہا کہ بے شک میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو (خدا سے) ڈرتا ہی، اُس نے کہا کہ میں تو صرف تیرے خدا کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھ کو پاکیزہ لڑکا دوں، مریم نے کہا کہ کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور نہیں چھوڑا ہی مجھ کو کسی آدمی نے اور نہ میں بدکار ہوں، اُس نے کہا یہی ہوگا تیرے پروردگار نے کہا ہی کہ وہ مجھ پر آسان ہی اور ہم اُس کو لوگوں کے لئے نشانی اور اپنی

فار سلنا الیہا رو حنا فتسل
لہا بشرنا سویا قالت انی اعد
بالرحمن منک ان کننت تقیا
قال انما انا رسول ربک لاهب
لک غلاما زکیا قالت انی
یکون لی غلام ولم یمسننی
بشر ولم اک بغیا قال کذلک
قال ربک هو علی ھین و
لننعم لک آیۃ للناس ورحمۃ
منا وکان امرا مقضیا
(سورۃ مریم)

رحمت کرنا چاہتے ہیں اور تھی یہہ بات تھہ چکی *

فرشتہ کا حضرت مریم کو بیٹا ہونے کی بشارت دینا اور اُن کا یہہ کہنا کہ مجھے مرد نے نہیں چھوڑا ہی سینت لوک کی انجیل میں بھی مذکور ہی — تمام یہودی یقین رکھتے تھے کہ اُن میں ایک مسیح پیدا ہونے والا ہی جو یہودیوں کی بادشاہت کو پھر قائم کریگا اِس لئے یہودی اور عورتیں بیٹا ہونے کی نہایت آرزو رکھتی تھیں اور دعائیں مانگتی تھیں اور عبادتیں کرتی تھیں کہ وہ شخص ہمارا ہی بیٹا ہو — ایسی حالتوں میں اُنکا اِس قسم کی خوابوں کا دیکھنا یا بن بولنے والے کی آوازوں کا سننا یا متخیلہ میں کسی مجسم شی کا دکھائی دینا ایسا امر ہی جو بمقتضای فطرت انسانی واقع ہوتا ہی — بعض علماء کا یہہ قول ہی کہ اس سورۃ میں جو خطاب فرشتوں کا حضرت مریم سے ہی وہ بطریق الہام اور روع فی القلب اور القاء فی القلب کے ہی — مگر مجھ کو کچھ شبہ نہیں جیسیکہ سیاق کلم سے پایا جاتا ہی کہ امر بشارت جو اِس سورۃ میں اور سورۃ مریم میں بیان ہوا ہی وہ ایک ہی واقعہ ہی اور رویا میں واقع ہوا تھا، اور سینت متی کی انجیل سے بھی ایسا ہی مستنبط ہوتا ہی، کھونکہ بموجب اُس انجیل کے یوسف کو بھی اس حمل کی خبر خواب میں بذریعہ فرشتہ کے دی گئی تھی *

بیٹا ہونے کی بشارت حضرت اسحق کو اور اُن کی بیوی کو اور حضرت زکریا کو بھی دی گئی تھی — پس صرف بشارت سے تو بے باپ کے پیدا ہونا لازم نہیں آتا ہی، ہاں ان بشارتوں پر غور کرنا چاہئے کہ ان میں کوئی ایسا لفظ تو نہیں ہی جس سے بن باپ کے بیٹا

یہی سیدھا رستہ ہی (۳۴)

پیدا ہونے کا اشارہ نکلے، سو ایسا بھی کوئی لفظ ان بشارتوں میں نہیں ہی *
 سب سے زیادہ غور کے لائق لفظ ”لم یمسسني بشر و لم اک بغیا“ ہی - بلاشبہ یہ
 دونوں کلمے نہایت صحیح ہیں، اور جس زمانہ میں بشارت ہوئی اُس زمانہ میں
 بلاشبہ حضرت مریم کو کسی مرد نے نہیں چھوا تھا، بلکہ غالباً اُن کا خطبہ یہی یوسف کے
 ساتھ نہوا تھا، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُس کے بعد بھی یہ امر واقع نہیں ہوا *
 جس طرح کہ حضرت مریم کو اس بشارت سے تعجب ہوا اُسی طرح حضرت اسحاق
 اور اُن کی بیوی اور حضرت زکریا کو بھی تعجب ہوا تھا، جب کہ وہ فرمانے لگیں ”یا
 ویلتی الد و انا عجوز و هذا یعلی شیخا ان هذا لشی عجیب“ - دوسری جگہ فرمایا ہی
 ”فاقبلت امرتہ فی صرة فصکت و جہا و قالت عجز عقیم“ - اور حضرت زکریا نے فرمایا
 ”انی یكون لی غلام و قد بلغنی الکبر و امرتہ عاقرة“ اور دوسری جگہ فرمایا، ”و کانت
 امرتہ عاقرة و قد بلغت من الکبر عتیا“ - حضرت مریم کی حالت اولاد ہونے سے مایوسی
 کی نہ تھی، اور اسحق و اُن کی بیوی اور زکریا اور اُن کی بیوی کی حالت مایوسی کے
 قریب تھی، مگر جب اُن دونوں سے بیٹے کا پیدا ہونا بغیر باپ کے تسلیم نہیں کیا گیا
 تو حضرت مریم کے تعجب سے جو صرف اُس وقت کی کیفیت پر تھا جب کہ بشارت
 ہوئی تھی نہ آئندہ کی ہونے والی حالت پر کیونکر حضرت عیسیٰ کے بے باپ کے پیدا ہونے پر
 استدلال ہو سکتا ہی، اور کیا عجب ہی کہ اس خواب کے بعد ہی حضرت مریم کو اور اُن کے
 مربیوں کو حضرت مریم کی شادی کرنے کا خیال پیدا ہوا ہو جو آخر کار یوسف کے ساتھ عقد
 ہونے سے پورا ہوا *

اس تعجب کے بعد فرشتہ نے حضرت مریم سے کہا ”کذلک اللہ یخلق ما یشاء“ اسی طرح
 حضرت زکریا سے کہا تھا کہ ”کذلک اللہ یفعل ما یشاء“ - حضرت مریم سے کہا ”قال کذلک
 قال ربک ہو علی ہین“ اسی طرح حضرت زکریا سے کہا کہ ”قال کذلک قال ربک و ہو
 علی ہین“ - لفظ ”کن فیکون“ جو سورۃ آل عمران میں ہی وہ کمی امر کے ہونے
 پر بلا اسباب قدرتی و فطرتی کے دلالت نہیں کرتا، کہونکہ ہر شی کے ہونے کو خدا اسی طرح
 فرماتا ہی ”اذا اراد شئنا انما یقول له کن فیکون“ پس ہر شی ”کن“ کے حکم سے ہمیشہ
 قانون قدرت اور قاعدہ فطرت کے مطابق ہوتی ہی - پس یہ الفاظ کس طرح اسباب پر کہ حضرت
 مسیح کی ولادت فی النور بلا قاعدہ فطرت اور بغیر باپ کے ہوئی تھی دلالت نہیں کرتے *

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ

”آیۃ للناس“ کے لفظ سے یہ سمجھنا کہ حضرت مسیح کو بغیر باپ کے بطور ایک نشانی معجزہ کے پیدا کیا تھا متعص بیجا ہی، اسلئے کہ بے باپ کے پیدا ہونا (اگر بالفرض ہوا بھی ہو) ایسا امر مخفی ہی جو کسی طرح ”آیۃ للناس“ نہیں ہو سکتا۔ آیۃ کا لفظ قرآن مجید میں، فرعون، اصحاب الکہف والرقیم، قوم نوح، نوح اور اصحاب سفینہ پر بھی اطلاق ہوا ہے۔ حضرت مریم بوجہ اپنی عبادت اور خدا پرستی اور فیکے کے اور حضرت عیسیٰ بہ سبب اُس رحم دلی کے جو انجیل سے پائی جاتی ہی خدا کی عمدہ نشانی کے لقب کے مستحق تھے *
 ”بکلمۃ منہ“ کے الفاظ یا ”کلمۃ القاہالی مریم“ کے الفاظ بھی کسی طرح بن باپ کے پیدا ہونے پر دلالت نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہ لفظ ”کلمۃ“ کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ سورۃ اعراف میں فرمایا ہے ”و تمع کلمۃ ربک الحسنی علی بنی اسرائیل“۔ اور سورۃ یونس میں فرمایا ہے ”و کذلک حق کلمۃ ربک علی الذین نعقوا“ اسطرچ اور بہت سی جگہ آیا ہے۔ اور کلمۃ اللہ سے وہ امور مستحقہ مراد ہیں جو ہولے والے تھے اور ہوئے اور ہونگے۔ حضرت مسیح کا حضرت مریم سے پیدا ہونا ایک امر محقق اور معین تھا، یا یوں کہو کہ موعود تھا، پس اُسی امر محقق یا موعود کو کلمۃ کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے، اور جس طرح تمام قرآن میں کلمۃ کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اسطرچ اس مقام پر بھی کیا ہے۔ ان الفاظ سے بن باپ کے پیدا ہونے پر کچھ بھی اشارہ نہیں نکلتا *
 سورۃ النساء میں جہاں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی نسبت فرمایا ہے کہ ”کلمۃ القاہالی مریم“ وہاں یہ بھی فرمایا ہے ”و روح منہ“ اس لفظ سے بھی بن باپ کے پیدا ہونا نہیں ثابت ہوتا۔ تمام جانداروں کی نسبت کیا حیوان اور کیا انسان ”روح منہ“ کا لفظ اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ سوائے اس کے اور کسی معنی میں حضرت عیسیٰ کی نسبت اس لفظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا، خصوصاً مسلمانوں کے مذہب کے مطابق جو خدا کے یا خدا کی روح کے یا خدا کے کلمۃ کے مجسم ہونے کے قائل نہیں ہیں، اور اُس کو ”لم یلد و لم یولد“ جانتے ہیں معہذا چند علمائے مفسرین نے بھی جیسا کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے ”روح منہ“ سے قریباً قریباً ویسے ہی معنی مراد لیئے ہیں جو ہم نے بیان کیئے ہیں *
 اُس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ لوگوں کے لیئے دینی زندگی کا سبب تھے، اسلئے انکو روح سے تعبیر کیا ہے۔ خدا نے قرآن کی صفت میں فرمایا ہے ”کذلک اوحینا الیک

سورۃ النساء میں جہاں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی نسبت فرمایا ہے کہ ”کلمۃ القاہالی مریم“ وہاں یہ بھی فرمایا ہے ”و روح منہ“ اس لفظ سے بھی بن باپ کے پیدا ہونا نہیں ثابت ہوتا۔ تمام جانداروں کی نسبت کیا حیوان اور کیا انسان ”روح منہ“ کا لفظ اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ سوائے اس کے اور کسی معنی میں حضرت عیسیٰ کی نسبت اس لفظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا، خصوصاً مسلمانوں کے مذہب کے مطابق جو خدا کے یا خدا کی روح کے یا خدا کے کلمۃ کے مجسم ہونے کے قائل نہیں ہیں، اور اُس کو ”لم یلد و لم یولد“ جانتے ہیں معہذا چند علمائے مفسرین نے بھی جیسا کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے ”روح منہ“ سے قریباً قریباً ویسے ہی معنی مراد لیئے ہیں جو ہم نے بیان کیئے ہیں *
 اُس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ لوگوں کے لیئے دینی زندگی کا سبب تھے، اسلئے انکو روح سے تعبیر کیا ہے۔ خدا نے قرآن کی صفت میں فرمایا ہے ”کذلک اوحینا الیک

پھر جب عیسیٰ نے اُنکا کفر معلوم کیا کہا کہ کون میری مدد اللہ کی طرف کرنے والے ہیں

روحاً من امرنا“ اسی طرح حضرت عیسیٰ کو بھی روح کہا گیا ہی — اور روح کے لفظ سے اُن کی بزرگی بھی ظاہر ہوتی ہی، جیسے کہ کہتے ہیں کہ یہ تو خدا کی نعمت ہی، اور اُس سے صرف اُس نعمت کا بزرگ اور کامل ہونا مراد ہوتا ہی *

اور یہ بھی لکھا ہی کہ روح سے رحمت مراد ہی — اس آیت کی تفسیر میں ”و ایدہم بروح منہ“ کہا ہی ”ای بروحۃ منہ“ اور جبکہ حضرت عیسیٰ خلق کے لیئے رحمت تھے تو اُن کی نسبت ”روحاً منہ“ کا اطلاق کیا گیا ہی — سورۃ مجادلہ میں تمام ایمان والوں کی نسبت کہا گیا ہی ”اولیک کتب فی قلوبہم الایمان و ایدہم بروح منہ“ پھر حضرت عیسیٰ کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال کسی طرح اس بات کی طرف اشارہ نہیں کرتا کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے *

سورۃ مریم میں جو الفاظ وارد ہوئے ہیں اُن پر زیادہ زور دیا جاتا ہی اور سمجھا جاتا ہی کہ اُن سے بن باپ کے پیدا ہونے کا اشارہ پایا جاتا ہی، مگر یہ بھی صحیح نہیں ہی — سورۃ مریم میں حضرت مریم کے رویا کا واقعہ بیان ہوا ہی کہ اُنہوں نے انسان کی صورت دیکھی جس نے کہا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تمکو بیٹا دوں، اس کے بعد جو کچھ بیان ہوا ہی اُسپر فہ تعقیب کی آئی جیسے کہ فضیلتہ — فاجاہا المخفض، مگر اس فہ سے اتصال زمانی مستنبط نہیں ہو سکتا، جیسے کہ مثال مذکورہ بالا سے ظاہر ہی، کیونکہ اُن کے حاملہ ہونے اور درد زہ شروع ہونے میں اتصال زمانی فہ تھا — اوک کی انجیل میں بھی لکھا ہی کہ ”جب مریم کے جننے کے دن پورے ہوئے وہ اپنا پہلونا بیٹا جنی“ تفسیر کبیر میں بھی مدت حمل نو مہینے یا آٹھ مہینے یا سات مہینے لکھے ہیں — ابن عباس کی روایت نو مہینے کی ہی جو صحیح معلوم ہوتی ہی — غرض کہ اس مقام پر جہاں فہ آئی ہی اُس سے ہر جگہ خراہ نحوۃ اتصال زمانی مستنبط نہیں ہو سکتا ہی *

اس بات کے سمجھنے کے بعد آیات سورۃ مریم پر غور کرنا چاہئے کہ جب حضرت مریم نے اپنے رویا میں انسان کو دیکھا تو اُنہوں نے کہا ”انی اعوذ باللہ منک ان کنت تقیا“ اُس نے کہا ”انما انا رسول ربک لاہب لک غلاما زکھا“ حضرت مریم نے کہا ”انی یكون لی غلام و لم یمسسني بشر و لم اک بغیا“ اُس نے کہا ”کذلک قال ربک ہو علی ہن و لنجعلہ آیت للناس و رحمۃ منا و کان اموا مقضیا“ اس کے بعد ہی ”فضیلتہ“

قَالَ الْكَوَارِثُونَ فَتَكُنْ اَنْصَارُ اللَّهِ اَمَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِآنَا

مَسْلُومُونَ ﴿۴۵﴾

پس اس حرف نے سے جو حملہ پر ہی یہہ لازم نہیں آتا کہ بمعون اس گفتگو کے حضرت مریم حاملہ ہو گئی تھیں، بلکہ پایا جاتا ہی کہ اس گفتگو کے کسی زمانہ ما بعد میں وہ حاملہ ہوئیں - جس وقت کی یہہ گفتگو ہی بلاشبہ حضرت مریم کو کسی بشر نے نہیں چھوا تھا لیکن اُس کے بعد اُن کا خطبہ یوسف سے ہوا اور وہ حسب قانون فطرت انسانی اپنے شوہر یوسف سے حاملہ ہوئیں •

اسی طرح، "فاتت بہ قومہا تحملہ" کی فہ کا حال ہی کہ وہ ولادت کے زمانہ سے متصل نہیں ہی، بلکہ امر مذکورہ ولادت کے بعد کسی زمانہ میں واقع ہوا ہی - تفسیر ابن عباس میں لکھا ہی کہ ولادت کے چالیس دن بعد یہہ واقعہ ہوا ہی، اور تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ یہہ واقعہ یعنی قوم کے پاس لانے کا اور حضرت عیسیٰ کے کلام کرنے کا حضرت عیسیٰ کی صغر سنی میں واقع ہوا تھا، اور ابوالقاسم بلخی کا قول ہی کہ حضرت عیسیٰ جوان ہونے کے قریب تھے جب یہہ واقعہ ہوا تھا، چنانچہ تفسیر کبیر کی یہہ عبارت ہی، "اختلف الناس فیہ فالجمہور علی انه قال ہذا الکلام حال صغرة و قال ابوالقاسم البلخی انه انما قال ذلک ہین کان کالمراہق الذی یفہم و ان لم یبلغ حد التکلیف" (تفسیر کبیر) غرض کہ علمائے مفسرین بھی تعلیم کرتے ہیں کہ تکلم حضرت عیسیٰ ولادت کے متصل نہ تھا * قرآن مجید سے صاف پایا جاتا ہی کہ یہہ واقعہ ایسے وقت میں واقع ہوا تھا جب حضرت عیسیٰ نبی ہو چکے تھے، کیونکہ آپ نے فرمایا ہی کہ، "انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا" - تاریخ پر اور انجیلوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عیسیٰ کی بارہ برس کی عمر تھی (دیکھو انجیل لوک باب ۲) جب انہوں نے بیت المقدس میں یہودی علموں سے گفتگو کی، اسی بات پر یہودی عالم ناراض ہوئے اور انہوں نے آکر حضرت مریم سے کہا کہ تیورے ماں باپ تو بڑے نیک تھے تو نے یہہ کیسا عجیب یعنی بد مذہب لڑکا جنا ہی - حضرت مریم نے خود اُس کا جواب نہیں دیا اور حضرت عیسیٰ کو اُٹھا لائیں، اُس وقت انہوں نے فرمایا کہ، "انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا - اور مکہ ہی کہ یہہ واقعہ اُس کے بھی بعد ہوا ہو، یعنی جبکہ حضرت یمحییٰ شہید ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو سمجھانا اور اُن کی بدیوں کو وعظ میں برا کہنا

حزاریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں ایمان لائے ہیں اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم

فرمانبردار ہیں ﴿۲۸﴾

شروع کیا تھا *

غرض کہ اسقدر تو جملہ علماء مفسرین تسلیم کرتے ہیں کہ یہہ واقعہ ولادت کے زمانہ کے متصل واقع نہیں ہوا تھا اُس کے بعد ہوا، کوئی مدت مابعد کے زمانہ کی چالیس دن اور کوئی قریب عمر مراثقی یعنی بارہ برس کے قرار دیتا ہی، اور ہم باستدلال قرآن مجید زمانہ نبوت قرار دیتے ہیں *

قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ نے ایسی عمر میں جس میں حسب فطرت انسانی کوئی بچا کلام نہیں کرتا کلام کیا تھا - قرآن مجید کے یہہ لفظ ہیں "کیف نکلم من کان فی المهد صبیاً" اس میں لفظ "کان" کا ہی جس کا مطلب یہہ ہی کہ ایک ایسے سے ہم کہونکر کلام کریں جو مہد میں تھا یعنی کم عمر لڑکا ہماری گفتگو کے لائق نہیں - یہہ اسی طرح کا محاورہ ہی جیسیکہ ہمارے محاورہ میں ایک بڑا شخص ایک کم عمر لڑکے کی نسبت کہے کہ ابھی ہونٹ پر سے تو اُس کے دودہ بھی نہیں سوکھا کیا یہہ ہم سے مباحثہ کے لائق ہی - "کان" کا لفظ صاف دلالت کرتا ہی کہ اُس وقت وہ نہ مہد میں تھے نہ مہد کے لائق تھے، اور اُس کے بعد کی آیت سے اس مراد کی اور بھی تائید ہوتی ہی - اور بالفرض حضرت عیسیٰ نے اگر مہد میں کلام بھی کیا ہو تو اُس سے اُن کے بن باپ کے پیدا ہونے پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہی *

یہودیوں کے اس قول سے بھی کہ "یا مریم لقد جننت شیاً فرباً یا اخت ہارون ماکان ابوک امر سو، و ما کان اُمک بغیا" حضرت عیسیٰ کے بن باپ کے پیدا ہونے پر استدلال نہیں ہو سکتا - اس لیے کہ اُس زمانہ میں جب کہ یہودیوں نے حضرت مریم سے یہہ بات کہی کوئی بھی حضرت مریم پر بدکاری کی تہمت نہیں کرتا تھا، اور نہ اس آیت میں اس قسم کی تہمت کا اشارہ ہی، فربی کے معنی بدیع و عجیب کے ہیں - اس لفظ سے غالباً یہودیوں نے مراد لی ہوگی "شیئاً عظیماً منکراً" مگر اس سے یہہ بات کہ اُنہوں نے اُس وقت حضرت عیسیٰ کی نسبت ناجائز مولود ہونے کی تہمت کی تھی لازم نہیں آتی، بلکہ تریخہ اُس کے برخلاف ہی، کیونکہ حضرت عیسیٰ نے اُس کے جواب میں اُس تہمت سے بڑی ہونے کا کوئی لفظ بھی نہیں کہا، اگر اُس وقت یہودیوں کی مراد اُس سے تہمت

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّٰهِدِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

بد نسبت حضرت مریم کے اور ناجائز مولود ہونے کی نسبت حضرت عیسیٰ کے ہوتی تو ضرور حضرت عیسیٰ اپنے جواب میں اپنی اور اپنی ماں کی بریت اُس تہمت سے ظاہر کرتے •

صاف ظاہر ہی کہ حضرت عیسیٰ کی تلقین سے جو خلاف عقاید یہود تھی علماء یہود ناراض ہو کر حضرت مریم پاس آئے جس سے اُنکی غرض یہ ہر گئی کہ وہ حضرت عیسیٰ کو اُن باتوں سے باز رکھیں، اور کہا کہ تمہارا باپ اور تمہاری ماں تو بڑے نیک تھے تو نے یہ کیسا عجیب بچا جنا ہی جو تمام عقاید کے برخلاف باتیں کرتا ہی، حضرت مریم نے کہا کہ اُسی سے ہی پوچھو، اُسپر یہودیوں نے کہا کہ وہ کل کا بچا ہمارے منہ لگنے کے لائق نہیں، اُسپر حضرت مریم حضرت عیسیٰ کو اُٹھا لائیں اور اُنہوں نے کہا کہ میں خدا کا نبی ہوں - یہ ایسا معاملہ ہی جو فطرت انسانی کے موافق واقع ہوا اور اب بھی واقع ہوتا ہی - شوخ و شریر لڑکے کی ماں سے اُس کی شکایت کی جاتی ہی، جو شوخی کہ اُس نے کی ہو اُسکی نسبت اُس کی ماں کہتی ہی کہ اُسی سے پوچھو، پس ان الفاظ سے جو قرآن مجید میں ہیں حضرت عیسیٰ کے بن باپ کے پیدا ہونے پر کسی طرح استدلال نہیں ہوسکتا - اُٹھا لانے کا لفظ اس مقام پر مجازاً بولا گیا ہی، اُس سے خواہ نخواستہ گود میں اُٹھا لانا لازم نہیں آتا •

سورۃ انبیاء میں حضرت مریم کی نسبت خدا نے فرمایا ہی ”والتی احصنت فرجھا فننقذنہا من روحنا وجعلناھا وابنہا اٰیۃ للعالمین“ اس سے بھی حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا - اول تو کوئی مسلمان خدا کی روح کے محکم ہونے پر اعتقاد نہیں کرسکتا ”احصنت فرجھا“ کے یہ معنی نہیں کہ احصنت فرجھا من کل رجل، بلکہ یہ معنی ہیں کہ احصنت فرجھا من غیر زوجھا - چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی، ”احصنت اے عن الفواحش لانا ذذنت بالزنا“ اس کی نظیر خود قرآن میں موجود ہی، تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ حصان کے معنی عفیہ عورت کے ہیں اور اُس کی مثال میں حضرت مریم کی نسبت جو لفظ ”احصنت فرجھا“ کا آیا ہی وہی لکھا ہی - پس صاف ظاہر ہی کہ اس لفظ سے حضرت مریم کا تہمت ہد سے بری ہونا نکلتا ہی نہ حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا -

الحصان بالغنم المروۃ العفیۃ
لنمنھا فرجھا من الفساد قال
تعالیٰ و مریم ابنت عمران
التي احصنت فرجھا

اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے ہیں اُس پر جو تو نے اُنارا اور ہم نے پیروی کی رسول
کی پھر ہم کو شہدوں کے ساتھ لکھ لے ﴿۲۱﴾

محضات کے معنی عفاف کے اور جگہ بھی قرآن میں آئے ہیں جیسے کہ ”محضات غور
مسافحات“ محضین غیر مسافحتین“ اور شوہر دار عورت کے بھی آئے ہیں جیسے کہ
”والمحضات من النساء“ تفسیر کبیر میں لکھا ہے ”یقال امرۃ محضۃ اذا كانت ذات
زوج“ پس حضرت مریم کی نسبت احضنت کا لفظ زیادہ تر صاحب زوج ہونے پر دلالت
کرتا ہے *

نفخ روح حضرت عیسیٰ میں کچھ دلیل اُن کے بن باپ ہونے کی نہیں ہوسکتی -
تمام انسانوں کی نسبت خدا تعالیٰ نے نفخ روح کہا ہے، جیسے کہ سورۃ تغزیل میں فرمایا
ہی، ”خلق الانسان من طین ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهین ثم سواه ونفخ فیہ من
روحہ“ پس جس طرح کہ اور تمام انسانوں میں اللہ اپنی روح نفخ کرتا ہے اسی طرح
حضرت عیسیٰ میں بھی کی تھی *

سورۃ آل عمران میں ہے ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال له
کن فیکون“ اس آیت سے بھی حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا - مفسرین
نے لکھا ہے کہ وہ فد نجران جب آنحضرت صلعم پاس آیا اور جو حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ
ہونے پر یہہ دلیل لاتے تھے کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں اس لیے خدا کے بیٹے ہیں اس
دلیل کے رد کرنے کو یہہ آیت نازل ہوئی - اگر یہہ روایت صحیح مانی جاوے تو اس سے
یہہ لازم نہیں آتا کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا تسلیم کر لیا
ہو کیونکہ یہہ دلیل بطور دلیل الزامی کے ہے، دلیل الزامی میں اس سے بحث نہیں
ہوتی کہ جو مقدمہ مخالف نے قائم کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط، بلکہ اُس کے مقابلہ
میں ایک اُور مقدمہ مسلمہ پیش کیا جاتا ہے جس سے مخالف کی دلیل باطل ہوجاتی
ہے - پس اس مقام پر دلیل الزامی اس طرح پر قائم ہوتی ہے کہ اگر بالفرض تم بوجہ
بن باپ کے پیدا ہونے کے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتے ہو تو حضرت آدم کو جو
بن ماں باپ کے پیدا ہوئے ہیں بدرجہ اولیٰ خدا کا بیٹا ماننا چاہیئے، اور جب کہ تم
حضرت آدم کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے تو حضرت عیسیٰ کو صرف بن باپ کے پیدا ہونے سے
کہوں خدا کا بیٹا مانتے ہو *

معہذا اگر لفظ مثل سے حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ میں مماثلت مراد ہے تو وہ
مماثلت دونوں کی خلقت میں تو ہو نہیں سکتی، کیونکہ حضرت آدم مٹی سے یا پانی سے

وَمَكْرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿۴۷﴾ إِنَّ قَالَ اللَّهُ
يَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَرَافِعَكَ إِلَيَّ وَ مَطَهْرَكَ مِنَ الَّذِينَ
كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

پیدا ہوئے تھے، اور وہ فہ فہ مہینے کسی عورت کے پیٹ میں رہے اور نہ مثل ایسے انسانوں کے جو نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں اُن کا حالت نطفہ سے جنین ہونے تک نشو و نما ہوا، برخلاف حضرت عیسیٰ کے۔ پس حضرت عیسیٰ اور حضرت آدم کی پودائش میں تو کسی طرح مماثلت نہیں ہو سکتی، اور اگر یہہ کہا جاوے کہ صرف باپ نہونے میں مماثلت ہی تو یہہ بھی نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ اول یہہ بات ثابت ہونی چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے جب یہہ بات ثابت ہو جاوے تو بن باپ پیدا ہونے میں مماثلت کا دعویٰ ہو سکتا ہی، حالانکہ اُنکا بے باپ کے پیدا ہونا ابھی تک ثابت نہیں ہی۔ پس اگر مماثلت ہی تو یا تو نفع روح میں ہی کہ حضرت آدم کی نسبت بھی کہا ہی کہ “نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوحِيْ” اور حضرت عیسیٰ کی نسبت کہا ہی “فَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوحِنَا” اور یا صرف مخلوق ہونے میں ہی کہ جس طرح آدم خدا کے بندے اور مخلوق تھے اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی خدا کے بندے اور مخلوق ہیں، اور اس کی تائید قرآن مجید سے ہوتی ہی جہاں خدا نے فرمایا ہی “لَمْ يَسْتَنْفِكَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَكُوْنَ عَبْدًا لِلّٰهِ” پس کوئی وجہ نہیں ہی کہ اس آیت سے حضرت مسیح کے بن باپ ہونے پر استدلال کیا جاوے * بعضے لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہر جگہ حضرت عیسیٰ کو ابن مریم کہا گیا ہی، اگر اُن کے کوئی باپ ہوتا تو اُن کی ابنیت باپ کی طرف منسوب کی جاتی نہ ماں کی طرف، مگر یہہ دلیل نہایت بڑی ہی، کیونکہ جب قرآن فازل ہوا تو حضرت عیسیٰ یہود اور نصاریٰ دونوں میں ابن مریم کے لقب سے مشہور تھے، وہی مشہور لقب اُن کا قرآن میں بھی بیان کیا گیا ہی، اس سے اُن کا بے باپ پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا * ﴿۴۸﴾ حضرت مسیح کے واقعات میں جیسویکہ آپ کی ولادت کا مسئلہ بحث طلب ہی ویسا ہی آپ کی وفات کا مسئلہ بھی غور کے لائق ہی، یہودی یقین رکھتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا کر قتل کر ڈالا — عیسائی یقین رکھتے ہیں کہ یہودیوں نے اُن کو صلیب پر چڑھایا اور وہ صلیب ہی پر مر گئے پھر صلیب

اور اُنہوں نے مکر کیا (یعنی اللہ کے ساتھ) اور اللہ نے مکر کیا (یعنی اُن کے ساتھ کہ وہ کفر کی گمراہی سے نہ نکلے) اور خدا سب مکر کرنے والوں سے بہتر ہی ہے ﴿۴۱﴾ جب خدا نے کہا اے عیسیٰ بیشک میں تجھ کو مارنے والا ہوں اور اپنے پاس اُتھا لینے والا ہوں اور تجھ کو پاک کرنے والا ہوں اُن لوگوں سے جو کافر ہوئے، اور کرنے والا ہوں اُن لوگوں کو جنہوں نے تیری تابعداری کی برتر اُن پر جو کافر ہوئے قیامت کے دن تک

پر سے اُتار کر قبر میں دفن کیا پھر وہ جی اوتھے، جمہور مسلمین کا یہ اعتقاد ہی کہ وہ صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے — اصل بات یہہ ہی کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ پر اللہ کا اور یہودی شریعت کے مسائل مقررہ سے پھر جانے کا الزام لگایا تھا — انجیل یوحنا کے ساتویں باب کی بارہویں آیت میں لکھا ہے کہ، ”لوگوں میں اُسکی (یعنی حضرت عیسیٰ کی) بابت بہت تذکرار تھی بعضے کہتے تھے کہ وہ نیک ہی اور کتنے کہتے تھے کہ نہیں بلکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہی“ اور اُسی انجیل کے باب ۲۶ آیت ۶۵ میں لکھا ہے کہ ”سردار امام نے اپنے کپڑے پہاڑ کر کہا کہ یہہ (یعنی حضرت عیسیٰ) کفر کہہ چکا ہی اب ہم کو اور گمراہوں کی کیا درکار ہی دیکھو اب تم نے اُسکا کفر بکنا سنا“ *

یہودی شریعت میں جیسیکے توریت کی کتاب احبار باب ۲۴ ورس ۱۴ و کتاب استثناء باب ۱۳ سے پایا جاتا ہی ارتداد یا اللہ کی سزا سنگسار کرنا تھا، مگر اُس زمانہ میں رومیوں کی سلطنت تھی اور وہ یہودی شریعت سے مرتد ہونے کے جرم میں کسیکو سنگسار نہیں کرتے تھے — اسلامیہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ پر بادشاہ وقت سے باغی ہونے کی تہمت لگائی اور پلاط سے کہا کہ وہ † اپنے تئیں یہودیوں کا بادشاہ کہتا ہی، لوگوں کو ورغلائنا ہی، اور قیصر کو خراج دیغہ سے منع کرتا ہی — جرم بغاوت کی سزا صلیب پر چڑھا کر مار ڈالنا تھی، اسلامیہ یہودیوں نے پلاط سے جو وہاں کا حاکم تھا درخواست کی کہ وہ صلیب پر چڑھا دیا جاوے •

واقعہ صلیب کے بعد مختلف فرقوں نے مختلف رائیں اُسکی نسبت قائم کیں — یہودی اپنی شیخی سے یہہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو شریعت کے بموجب پہلے سنگسار کر کے قتل کر ڈالا اور پھر صلیب پر لٹکا دیا — عیسائی سنگسار کر کے مار ڈالنا تو تسلیم نہیں کرتے جو درحقیقت میں غلط ہی ہی، مگر صلیب پر چڑھا کر مار ڈالنا تسلیم کرتے ہیں اور

+ دیکھو انجیل متی باب ۲۲ ورس ۱۶ و باب ۲۷ ورس ۱۱ و ۲۷ — و انجیل لوقا باب ۱۵ ورس

۲ و ۲۶ و باب ۲۳ ورس ۲ و انجیل یوحنا باب ۱۹ ورس ۱۹ =

ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۴۸﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاَعَذِبْهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا

دعوی کرتے ہیں کہ بعد اسکے حضرت عیسیٰ قبر میں دفن کیئے گئے اور پھر مردوں میں سے جی اڑھے اور حواریوں سے ملے، اور پھر زندہ آسمان پر چلے گئے اور اپنے باپ یعنی خدا کے دائیں ہاتھ پر جا بیٹھے — بعض قدیم عیسائی فرقہ جنکو حضرت عیسیٰ کا صلیب پر چڑھایا جانا نہایت ناگوار تھا حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھائے جانے سے قطعاً منکر تھے، بعضے کہتے تھے کہ شمعون قریفی صلیب پر چڑھایا گیا، اور بعض کہتے تھے کہ یہوداے اسخوریوطی - شمعون وہ شخص ہی جو صلیب لیکر چلنے کو بیگار میں پکڑا گیا تھا اور یہودا وہ شخص ہی جس نے منجبری کر کے حضرت عیسیٰ کو پکڑوایا تھا *

مسلمان مفسروں کی عادت ہی کہ پرانے قصوں میں بغیر تحقیقات اصلیت کے اور بلا غور کرنے کے مقصد قرآن مجید پر جہاں تک ہو سکتا ہی یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتوں کو لے لیتے ہیں - انہوں نے پچھلی روایت کو زیادہ مودب سمجھا اور ظاہری الفاظ قرآن مجید کو اُس کے مناسب پایا اسلئے انہوں نے پچھلی روایت کو اختیار کیا، اور قرآن مجید کے ایک لفظ کی بنا پر جسکو ہم آگے بیان کرینگے یہہ قرار دیا کہ شمعون یا یہودا کی صورت بدل کر بعینہ حضرت عیسیٰ کی سی صورت ہو گئی تھی اور یہودیوں نے اُسکو حضرت عیسیٰ جانکو صلیب پر چڑھا دیا تھا، اور وہ زندہ آسمان پر چلے گئے تھے *

ظاہراً معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے اعتقاد میں چنداں تفاوت نہیں ہی، کیونکہ دونوں حضرت عیسیٰ کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا اعتقاد رکھتے ہیں، مگر درحقیقت یہہ ایک مسئلہ ہی جو دونوں مذہبوں میں نہایت مختلف ہی، عیسائی مذہب میں حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھائے جانے اور صلیب ہی پر جان دینے کا اعتقاد رکن اعظم ایمان ہی، کیونکہ اُنکے اعتقاد میں انسانوں کی نجات صرف حضرت عیسیٰ کے فدیہ ہونے یعنی صلیب پر جان دینے میں منحصر ہی - جو کوئی اس امر کا اعتقاد نہ کرے وہ موجودہ عیسائی مذہب کے مطابق عیسائی نہیں ہی اور نہ نجات کا مستحق ہی، پس مسلمانوں کا یہہ اعتقاد کہ حضرت عیسیٰ بغیر صلیب پر چڑھائے زندہ آسمان پر چلے گئے موجودہ عیسائی مذہب کے بالکل برخلاف

پھر تمکو میسرے پاس پھر آنا ہی تب تم میں فیصلہ کردونگا جس بات میں تم اختلاف

کرتے تھے ﴿۴۸﴾ پھر جو لوگ کافر ہوئے اُن کو عذاب دونگا عذاب سخت

اس واقعہ پر بحث کرنے سے پہلے ہمکو مناسب ہی کہ صلیب دینے کی نسبت کچھ بیان کریں کہ وہ کیونکر دی جاتی تھی اور کس طرح اُسپر جان نکلتی تھی - جاننا چاہیئے کہ صلیب بطور چلیپا کے اس صورت کی ہوتی تھی اُسپر چڑھانیکا طریق یہہ تھا کہ انسان کے دونوں ہاتھ اُن لکڑیوں پر جو زمین و بےسار میں ہیں پھیلاتے تھے اور اُسکی ہتھیلیوں کو اُن لکڑیوں سے ملا کر آہنی کیلین ٹھوک دیتے تھے، جہاں گول نشان ہی وہاں ایک مضبوط لکڑی لگی ہوتی تھی جو دونوں تانگوں کے بیچ میں دھتی تھی اور انسان اُسپر تک جاتا تھا اس سے غرض یہہ تھی کہ انسان بدن کے بوجہ سے نیچے نہ کھسکنے پارے پھر دونوں پاؤں کو اُپر تلے کر کے اور نیچے کی لمبی لکڑی پر رکھکر

ایک لڑھے کی مینج اسطرح ٹھوکتے تھے کہ دونوں پاؤں کو توڑ کر لکڑی میں نکل جاتی تھی - اور کبھی پاؤں میں میخ نہیں ٹھوکتے تھے بلکہ رسی سے خوب جکڑ کر باندھ دیتے تھے * صلیب پر چڑھا دینے سے انسان مر نہیں جاتا کیونکہ اُسکی صرف ہتھیلیاں اور کبھی ہتھیلیاں اور پاؤں زخمی ہوتے تھے، اُسکے مرنیکا سبب یہہ ہوتا تھا کہ چار چار پانچ پانچ دن تک اُسکو صلیب پر لٹکائے رکھتے تھے اور ہاتھ پاؤں کے چھیدوں اور بھوک اور پیاس اور دھوپ کا صدمہ اُٹھاتے اور اُٹھاتے کئی دن میں مرتا تھا - چنانچہ اسکی سند طیطوس کی شہادت سے جو کتاب سطریری کان صفحہ ۱۱۱ میں اور ازبجیرس کی شہادت سے جو تفسیر انجیل متی مطبوعہ گوسیکارٹن صفحہ ۶۳ میں مندرج ہی اور ارنسٹریٹان کی کتاب صفحہ ۲۹۰ سے جو حضرت مسیح کے حالات میں لکھی ہی اور یوسی بیس کی تاریخ کلیسا صفحہ ۲۹۱ سے بخوبی پائی جاتی ہی *

اب اسبات پر غور کرنی چاہوئے کہ حضرت عیسیٰ کو کس طرح صلیب پر چڑھایا تھا - جس دن حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے وہ جمعہ کا دن اور یہودیونکی عید فصح کا تہوار تھا، دو پہر کا وقت تھا جب اُنکو صلیب پر چڑھایا گیا - اس میں کچھ شبہ نہیں کہ

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿۴۹﴾

اُنکی ہتھیلیوں میں کیلیں تھوکی گئیں، مگر یہ امر مشتبہ ہی کہ پاؤں میں بھی کیلیں تھوکی گئیں یا نہیں، کیونکہ انجیل یوحنا میں صرف ہتھیلیوں کے چھید دیکھنے کا ذکر ہی اور لوک کی انجیل میں ہاتھ و پاؤں دونوں کا، مگر اس اختلاف سے جو اصل امر ہی اُس میں کچھ اثر پیدا نہیں ہوتا *

عید فصیح کے دن کے ختم ہونے پر یہودیوں کا سبت شروع ہونے والا تھا، اور یہودی مذہب کی رو سے ضرور تھا کہ مقتول یا مصلوب کی لاش قبل ختم ہونے دن کے یعنی قبل شروع ہونے سبت کے دفن کر دی جاوے، مگر صلیب پر انسان اس قدر جلدی نہیں مرسکتا تھا، اسلئے یہودیوں نے درخواست کی کہ حضرت مسیح کی ٹانگیں توڑ دی جاویں تاکہ وہ فی الفور مرجاویں، مگر حضرت عیسیٰ کی ٹانگیں توڑی نہیں گئیں، اور لوگوں نے جانا کہ وہ اتنی ہی دیر میں مر گئے۔ برچھی کا حضرت عیسیٰ کے پہلو میں اُن کے زندہ یا مردہ ہونے کی شناخت کے لیئے چبھونا صرف یوحنا کی انجیل میں ہی اور کسی انجیل میں نہیں ہی اور وہ اُس وقت جبکہ حضرت عیسیٰ نے اپنے ہاتھوں کے چھید حواریوں کو دکھلائے پسلی کے چھید کا دکھانا، کسی انجیل میں لکھا ہی، اس لیئے برچھی کا چبھونا نہایت مشتبہ ہی، معہذا اگر وہ صحیح بھی ہو تو وہ بھی کوئی ایسا زخم جس سے فی الفور ہلاکت ہو متصور نہیں ہو سکتا جس طرح اُنکے ہاتھ پاؤں زخمی تھے اسی طرح پسلی کے نیچے بھی ایک زخم تسلیم کیا جاوے *

جبکہ لوگوں نے غلطی سے جانا کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت مر گئے ہیں تو یوسف نے حاکم سے اُن کے دفن کر دینے کی درخواست کی، وہ نہایت متعجب ہوا کہ ایسے جلد مر گئے، اس قدر جلدی مرجانے کی خبر سے کچھ حاکم ہی کو تعجب نہیں ہوا بلکہ عیسائی بھی اُسکو ناممکن سمجھتے تھے اور اسلئے تیسری صدی عیسوی میں جو عیسائی علماء تھے انہوں نے حضرت عیسیٰ کا اس قدر جلد صلیب پر مرنا آخر کار ایک معجزہ قرار دیا *

غرض کہ یوسف کو دفن کرنیکی اجازت مل گئی اور حضرت عیسیٰ صرف تین چار گھنٹہ صلیب پر رہے۔ کسی کتاب سے نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی رسم تجہیز و تکفین کی حضرت عیسیٰ کے ساتھ عمل میں آئی تھی، بلکہ صرف یہ معلوم ہوتا ہی کہ یوسف نے اُن کو ایک لحد میں رکھا اور اُسپر ایک پتھر ڈھانک دیا — اس بات کا تصفیہ نہیں ہو سکتا کہ یوسف نے یہ کام اسلئے کیا تھا تاکہ حضرت عیسیٰ کے دشمن یقین کر لیں کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ

دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی اُن کا مدد کرنے والا نہ ہوگا ﴿۴۶﴾

مرگئے اور وہ جانتا تھا کہ وہ مرے نہیں ہیں، یا آنکہ درحقیقت اُنکو مردہ سمجھ کر اُسکے لحد میں رکھ دیا تھا۔ بہر حال رات کو وہ اُس لحد میں نہ تھے، اور اُس سے پہلی بات کی نائید ہوتی ہی۔ معلوم ہوتا ہی کہ خون یہودیوں کو بھی شبہہ تھا کہ وہ مر گئے ہیں یا نہیں اسلیئے صبح کو یعنی بروز شنبہ اُنہوں نے حاکم کی اجازت سے وہاں پہرہ متعین کر دیا، مگر اب کیا فائدہ تھا جو کچھ ہونا تھا وہ اس سے پہلے ہو چکا تھا *

جب اس تمام واقعہ پر مورخانہ طور پر نظر ڈالی جاوے تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر مر چکے تھے بلکہ اُنپر ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ لوگوں نے اُنکو مردہ سمجھا تھا۔ اس امر کی نظریں کہ صلیب پر سے لوگ زندہ اُترے ہیں تاریخ میں موجود ہیں۔ ڈاکٹر کلرک نے متی کی انجیل کی تفسیر میں لکھا ہی کہ ایسی کئی ایک مثالیں ہیں کہ شخص مصلوب گئی دن تک زندہ رہا ہی۔ ہیرو دوتس رومی مورخ نے لکھا ہی کہ سندوکیس دارا کے حکم سے صلیب پر چڑھایا گیا اور پھر اُسکے حکم سے اُتارا گیا وہ زندہ رہا اور رہا کر دیا گیا۔ یوسی بیس مورخ نے اپنے سوانح عمری میں لکھا ہی کہ ایک دذعہ طیطوس بادشاہ کے حکم سے بہت سے قیدی صلیب پر چڑھائے گئے، اُن میں سے تین آرمی اُسکے ملاقاتی تھے، اُسنے بادشاہ سے اُن کی سفارش کی اور وہ صلیب پر سے اُتارے گئے اور اُن کا معالجہ کیا گیا، مگر اُن میں سے دو آدمی مر گئے اور ایک شخص اچھا ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ تین چار گھنٹہ کے بعد صلیب پر سے اُتار لیئے گئے تھے اور ہر طرح پر یقین ہو سکتا ہی کہ وہ زندہ تھے، رات کو وہ لحد میں سے نکال لیئے گئے اور وہ مخفی اپنے مریدوں کی حفاظت میں رہے، حواریوں نے اُن کو دیکھا اور ملے اور پھر کسی وقت اپنی موت سے مر گئے۔ بلاشبہ اُن کو پہونیوں کی عداوت کے خوف سے نہایت مخفی طور پر کسی نا معلوم مقام میں دفن کر دیا ہوگا جو اب تک نا معلوم ہی، اور یہہ مشہور کیا ہوگا کہ وہ آسمان پر چلے گئے۔ حضرت موسیٰ کی وفات کے وقت بھی نہایت شبہہ تھا کہ بنی اسرائیل جو پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتے پھرتے اور دشمنوں سے لڑتے لڑتے حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے نہایت تنگ ہو گئے تھے حضرت موسیٰ کی لاش کے ساتھ کیا کرینگے اسلیئے اُنکو بھی ایک پہاڑ کی کہو میں ایسے نا معلوم مقام میں دفن کیا تھا کہ آج تک کسیکو اُس کا پتہ معلوم نہیں ہوا۔ چنانچہ توریت کی پانچویں کتاب میں لکھا ہی کہ، "پس موسیٰ بندہ خداوند درانجا ہزمین موآب موافق قول خداوند وفات کرد و اُردا در درہ زمین موآب برابر بیعت یعزر

وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أَجُورَهُمْ وَاللَّهُ
لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿٥﴾ ذَلِكَ نَذَاوَةٌ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ﴿٥﴾ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ

دفن کرد و هیچ کس از مقبرہ او تا بہ امروز واقف نیست “ حضرت علی مرتضیٰ کا جنازہ
بھی خوارج کے خوف سے اسطرح مخفی طور پر دفن کیا گیا تھا حالانکہ خوارج کا خوف
بہ نسبت یہودیوں کے بہت کم تھا، اور اسطرح بعض فرقہ شیعہ نے حضرت علی مرتضیٰ کی
نسبت بھی کہا تھا کہ وہ آسمان پر چلے گئے *
اب ہمکو قرآن مجید پر غور کرنا چاہیے کہ اُس میں کیا لکھا ہی - قرآن مجید میں

حضرت عیسیٰ کی وفات کے متعلق چار جگہ ذکر آیا ہی *
اول تو سورۃ آل عمران میں اور وہ یہی آیت ہی جسکی ہم تفسیر لکھتے ہیں کہ “ جب

انزال اللہ یا عیسیٰ انہی متوفیک درافک الی (آل عمران آیت ۴۸)
اللہ نے عیسیٰ سے کہا کہ بے شک میں تجھکو وفات دینے والا
ہوں اور تجھکو اپنی طرف رفع کرنے والا ہوں “ *
دوم - سورۃ مائدہ میں جہاں فرمایا ہی کہ “ جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے کہیگا

ماقلت ہم الاما امرتني به ان اعبدوا الله ربی وربکم و کنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتني کنت انت الرقیب علیہم و انت علی کل شی شہید (سورۃ مائدہ آیت ۱۱۷) -
کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ تجھکو اور تیری ماں کو خدا
بغاؤ تو حضرت عیسیٰ کہینگے کہ میں نے اُن سے نہیں کہا
بجز اُس کے جسکا تو نے مجھکو حکم دیا تھا کہ خدا کی
عبادت کرو جو میرا و تمہارا پروردگار ہی اور جب تک میں
اُن میں رہا اُنپر شاہد تھا پھر جب تو نے مجھکو وفات دی تو
تو اُنپر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہی “ *

سوم - سورۃ مريم میں جہاں فرمایا ہی کہ “ جب حضرت مریم حضرت عیسیٰ کو علماء یہود
سے کلم کرنے کو لے آئیں تو حضرت عیسیٰ نے کہا کہ میں خدا کا
بندہ اور نبی ہوں مجھکو کتاب ملی ہی اور مجھکو حکم دیا
ہی نماز کا اور زکوٰۃ کا جب تک کہ میں زندہ رہوں اور اپنی
ماں کے ساتھ نہکی کوفیکا اور مجھکو جبار دشقی نہیں بنایا
ہی اور مجھ پر سلامتی ہی جسدن کہ میں پیدا ہوا اور جس

واوصاني بالصلاة والزكاة مادمت حيا وبرا بوالدتي ولم يجعلني جبار شقياً - والسلام علي يوم ولدت ويوم اموت و يوم ابعث حيا (سورۃ مريم آیت ۳۲ و ۳۳ و ۳۴) -

اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کیئے ہیں تو اُن کو پوری اُنکی اُجرت دونکا اور اللہ دوست نہیں رکھنا ظلم کرنے والوں کو ﴿۵۰﴾ یہ باتیں جو ہم تجھکو پڑے سناتے ہیں نشانہوں میں سے ہیں اور گذری ہوئی تھیک باتوں میں سے ﴿۵۱﴾ بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی مثال ہے

دن کہ مرونکا اور جسدن کہ پھر زندہ ہو کر اوتھونکا (یعنی بروز حشر) *
 چہارم — سورۃ نسا میں جہاں یہودیوں کے کفر کے اقوال بیان کیئے ہیں وہاں اُنکا
 وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ
 یہ قول نقل کیا ہے کہ ”یہودی کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ بن
 مریم رسول خدا کو قتل کر ڈالا حالانکہ نہ اُنہوں نے اُنکو قتل
 کیا اور نہ صلیب پر مارا ولیکن اُنپر (صلیب پر مار ڈالنے کی)
 شبیہ کردی گئی اور جو لوگ کہ اس میں اختلاف کرتے ہیں
 البتہ وہ اسباب میں شک میں پڑے ہیں اُنکو اُس کا یقین
 نہیں ہی بجز گمان کی پڑی کے اُنہوں نے اُن کو یقیناً قتل
 نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنے پاس اُنکو اُڑٹھا لیا“ •

پہلی تین آیتوں سے حضرت عیسیٰ کا اپنی موت سے وفات پانا علانیہ ظاہر ہے مگر جو
 کہ علماء اسلام نے یہ تقلید بعض فرق نصاریٰ کے قبل اسکے کہ مطلب قرآن مجید پر غور کریں
 یہ تسلیم کر لیا تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں، اسلیئے اُنہوں نے ان
 آیتوں کے بعض الفاظ کو اپنی غیر محقق تسلیم کے مطابق کرنے کو بیجا کوشش کی ہے *
 پہلی آیت میں صاف لفظ ”متوفیک“ کا واقع ہے جسکے معنی عموماً ایسے مقام پر
 موت کے لیئے جاتے ہیں، خود قرآن مجید سے اسکی تفسیر پائی جاتی ہے جہاں خدا نے
 فرمایا ہے ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا“ ابن عباس اور محمد ابن اسحق نے بھی
 جیسیکہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے ”متوفیک“ کے معنی ”ممیتک“ کے لیئے ہیں *
 یہی حال لفظ ”توفینک“ کا ہے جو دوسری آیت میں ہے اور جسکے صاف معنی یہ
 ہیں کہ جب تو نے مجھکو موت دی یعنی جب میں مر گیا اور اُن میں نہیں رہا تو اُنکا
 نکہبان تھا *

پہلی آیت میں اور چوتھی آیت میں لفظ ”رفع“ کا بھی آیا ہے جس سے حضرت
 عیسیٰ کی قدر و منزلت کا اظہار مقصود ہے نہ یہ کہ اُنکے جسم کو اُڑٹھا لینے کا — تفسیر

خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۵۲﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿۵۳﴾ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا

کبیر میں ابھی بعض علماء کا قول لکھا ہی کہ لفظ 'رفع' کا تعظیماً اور تنخیماً بولایا گیا ہی * جن علماء نے "متوفیک" کے معنی "ممیتک" کے قرار دیئے تھے انہوں نے قرآن مجید

کے ٹھیک ٹھیک معنی سمجھے تھے، اُنکا خیال تھا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی موت سے مرے۔ مگر انہوں نے "رافعک" کے معنوں میں غلطی کی جو یہ خیال کیا کہ پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے، کیونکہ "رافعک" کے لفظ سے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا آسمان پر جانا لازم نہیں آتا۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ حضرت عیسیٰ پر موت طبعی طاری کرنے سے مقصود یہ تھا کہ اُن کے دشمن اُنکو قتل نہ کر سکیں۔ وہب کا یہ قول ہی کہ وہ تین گھنٹہ تک مردہ رہے، اور محمد ابن اسحق کا قول ہی کہ سات گھنٹہ تک، پھر زندہ ہوئے اور آسمان پر چلے گئے، اور ربیع ابن انس کا قول ہی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھاتے وقت موت دی *

متوفیک اے ممیتک وہو مروی عن ابن عباس ومحمد ابن اسحق قالوا المقصود ان لا یصل اعداؤه من الیہود الی قتله ثم انه بعد ذلك اکرمه بان رفعه الی السماء ثم اختلفوا علی ثلاثة اوجه احدها قال وهب توفي ثلاث ساعات ثم رفع و ثانيها قال محمد ابن اسحق توفي سبع ساعات ثم احياء الله و رفعه الثالث قال الربيع بن انس انه تعالى توفاه حين رفعه الی السماء قال تعالى الله يتوفى الانفس حين موتها والتي لم تمت فی مقامها (تفسیر کبیر) —

بہر حال ان اقوال سے اسقدر ثابت ہوا کہ بعض علماء اسبات کے قایل ہوئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو موت طبعی طاری ہوئی، اور بعض علماء نے رفع کے لفظ سے حضرت عیسیٰ کے جسم کا آسمان پر اُٹھنا لینا مراد نہیں لیا، بلکہ اُس سے اُنکی قدر و منزلت مراد لی ہے۔ پس جب ان دونوں قولوں کو تسلیم کیا جاوے تو جو ہم بیان کرتے ہیں وہی پایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو یہودیوں نے نہ سنگسار کر کے قتل کیا نہ صلیب پر قتل کیا بلکہ وہ اپنی موت سے مرے اور خدا نے اُن کے درجہ اور مرتبہ کو مرفوع کیا *

† قراء رافعک الی ان المراد الی مصل کرامتی و جعل ذاک دفع الیہ التفضیم والتعظیم و مثله قراءہ انی ذهب الی ربی و انما ذهب ابراہیم سلمہ من العراق الی الشام و قد یقول المصنف انہ و اھذا الامر ابی النضی و قد یسوی العجاج زوار اللہ و یسوی العجاج زوار اللہ و المراد من ذلک التفضیم و التعظیم نکذا ھنا۔

اُس کو پیدا کیا مٹی سے، پھر اُس کو کہا کہ ہو، پھر وہ ہو گیا **[۵۲]** یہ تھوک بات ہی تیرے پرور دگار سے، پھر تو شک کرنے والوں میں سے مت ہو **[۵۳]** پھر جو کوئی تجھ سے اس بات میں جھگڑا کریں (یعنی حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتلاویں) بعد اس کے کہ تجھ کو بخوبی علم آگیا ہی تو تو کہہ کہ بلویں ہم اپنے بچوں کو

ان آیتوں میں ایک اُڑ لفظ بھی غور کے قابل ہی یعنی ”ما دمت فہم“ اس کے صاف معنی ہیں کہ جب تک میں زندہ تھا، اور اس کی سند خود قرآن مجید کی دوسری آیت میں موجود ہی جہاں فرمایا ہی، ”ما دمت حیا“ پس صاف ظاہر ہی کہ جو معنی ”حیا“ کے ہیں وہی معنی ”فہم“ کے ہیں، اُس کے بعد ہی ”فلما توفیتنی“ تو اس سے اور بھی ظاہر ہوتا ہی کہ اُس لفظ سے حیا ہی مراد تھی اور مطلب بالکل صاف ہو جاتا ہی کہ جب تک میں اُنمیں تھا یعنی زندہ تھا تو میں اُس پر شاہد تھا، جب تو نے مجھے موت دی تو تو اُن کا نگہبان رہا — پس ان دونوں آیتوں میں اس دنیا ہی میں حضرت عیسیٰ کا زندہ رہنا اور اس دنیا ہی میں اپنی موت سے مرقا بخوبی ظاہر ہوتا ہی •

اب باقی رہی چوتھی آیت، مگر جب یہ تحقیق ہو گیا کہ یہودی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو سنگسار کر کے قتل کیا تھا، اور عیسائی یہ یقین کرتے تھے کہ یہودیوں نے صلیب پر حضرت عیسیٰ کو قتل کیا تھا، حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط تھیں، وہ سنگسار تو ہرگز نہیں ہوئے، صلیب پر البتہ لٹکائے گئے مگر صلیب پر مرے نہیں — ان دونوں اعتقادوں کے رد کرنے کو خدا نے فرمایا کہ ”ما قتلوه و ما صلبوه“ پہلے ”ما“ فانیہ سے نفس قتل کا سلب ہوتا ہی اور دوسرے سے کمال صلیب کا، کیونکہ صلیب پر چڑھانے کی تکمیل اُسی وقت تھی جب صلیب کے سبب موت واقع ہوتی، حالانکہ صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی، ”ولکن شبہ لہم“ سے اُڑ زیادہ تشریح اس مطلب کی ہوتی ہی — تشبیہ میں چار چیزیں ہوتی ہیں، ایک مشبہ، ایک مشبہ بہ، ایک وجہ تشبیہ، ایک مشبہ لہ — اس آیت میں صرف دو چیزیں بیان ہوئی ہیں، ایک مشبہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے — دوسری مشبہ لہم جو یہودی تھے اور جو درپے قتل حضرت مسیح تھے — مشبہ بہ قرآن میں مذکور نہیں ہی — علماء اسلام نے جب بعض عیسائی فرقوں کا یہ قول پایا کہ شمعوں یا یہود صلیب پر چڑھایا گیا تھا اُنہوں نے جہت قرآن کے معنی

وَ اَبْنَانَكُمْ وَ نَسَاؤَنَا وَ نِسَاءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ

فَنَجْعَلَ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۵۲﴾

بدل دیئے، اور یہود یا شمعون کو مشبہ اور حضرت عیسیٰ کو مشبہ بہ، اور یہود یا شمعون کی تبدیل صورت کو وجہ تشبیہ قرار دیدیا، حالانکہ یہاں صرف مشبہ بہ معذوف ہی اور وہ ”موتی“ ہی، اور وجہ تشبیہ وہ حالت ہی جو حضرت عیسیٰ پر طاری ہوئی تھی جس کے سبب وہ مردہ تصور ہوئے تھے۔ پس تقدیر آیت کی یہہ ہی کہ ”و ماملوہہ“ بلکن شبہ لهم بالموتی“ — اس کی زیادہ تصریح اسی آیت کے اگلے لفظوں سے ہوتی ہی جہاں خدا نے فرمایا ہی کہ ”جو لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ شک میں ہیں اُن کو کچھ علم نہیں ہی بجز گمان کی پیروی کے“ اور پھر اُس کے بعد تاکیداً اور یقیناً فرمایا کہ ”اُنہوں نے عوسیٰ کو قتل نہیں کیا“ اور اس مقام پر صلیب کا کچھ ذکر نہیں دیا بلکہ صرف قتل کی نفی کی، اور اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ اوپر جو صلیب کی نفی کی تھی اُس سے نفی قتل بالصلیب مراد تھی نہ مطلق صلیب کی — ثم امانہ اللہ باجل مسمیٰ و رفعہ الیہ کما قال اللہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ •

انہی باتوں پر آنحضرت صلعہ نے عوسائی عالموں سے مباہلہ چاہا جس سے ایک نہایت عمدہ طور پر فطرت انسانی ظاہر ہوتی ہی — تمام اہل مذاہب خواہ صحیح مذهب رکھتے ہوں یا غلط دو قسم کے ہوتے ہیں چھل اور علماء — چھل کا یقین مذہبی باتوں پر نہایت پختہ اور مستحکم ہوتا ہی، اور جو کچھ اُنہوں نے مستحب ہی یا سبک ہی اُسکے سوا وہ اُن کو کچھ نہیں جانتے، اور کوئی شبہ اُنکے دلمیں نہیں ہوتا۔ اُنکی مثال اندھے آدمی کو سی ہی کہ وہ اُس رستہ پر جو اُسکو کسینہ بتلایا ہی چلا جاتا ہی اور اُسکے ٹھیک ہونے پر یقین رکھتا ہی اور خود نہیں جانتا کہ درحقیقت یہہ رستہ اُسی جگہ جاتا ہی جہاں اُسکو جانا ہی یا نہیں — پھر اگر کسینہ کھدیا کہ میں اندھے آگم گڑھا ہی یا دیوار ہی تو وہ بغیر کسی شک کے اُسپر یقین کر لیتا ہی اور ٹھہر جاتا ہی، پھر جسٹہ جو راہ بتائی اُسطرف ہولیا — یہی چھلئے اہل مذہب کا حال ہی جس مذہب میں وہ ہیں اُنکو اُسپر ذرا بھی شبہ نہیں — مگر علماء کا حال اُسکے برخلاف ہوتا ہی، گو وہ بھی مذہب کی پیروی کرتے ہیں اور جس مذہب میں وہ ہیں اُسکو سچ کہتے ہیں اور دلمیں بھی اُسپر یقین رکھتے ہیں، مگر اُنکا دل شبہ سے خالی نہیں ہوتا — وہ مذہب کے ہزاروں مسئلوں کو سچ

اور تمہارے بچوں کو ، اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو ، اور خود ہم بھی اور خود تم بھی (اُن میں ہوں) ، پھر سب عاجزی سے دعا کریں کہ جہوٹوں پر خدا کی

لعنت پڑے

کہتے ہیں مگر اُنکی عقل اُنکو قبول نہیں کرتی ، اُنکا علم اُنکے ویسے ہی ہونے پر اُنکی تصدیق نہیں کرتا ، اور جب وہ اُسپر سچا یقین نہیں کر سکتے تو اپنے دلکو سمجھاتے ہیں کہ گو یہ بات عقل سے اور سمجھ سے دور ہو مگر مذہب کی رو سے ہمکو یوں ہی ماننا اور اُسپر یقین کرنا ضرور ہی ۔ پس درحقیقت اُنپر اُنکو سچا یقین نہیں ہوتا ، دلمیں ایک کانٹا کھٹکتا رہتا ہی ، اور جسپر اُنکو حقیقی یقین نہیں ہوتا اُسپر یقین بٹھلانا چاہتے ہیں ۔ علماء عیسائی جو حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے کا اعتقاد رکھتے تھے یہ بھی ایسی ہی باتیں تھیں جنکو وہ مذہباً مانتے تھے اور مذہباً اُسپر اعتقاد رکھتے تھے ، مگر سچائی سے دل نہیں مانتا تھا ۔ فطرت انسانی میں یہ بات ہی کہ جو سچا شبہ اُسکے دل میں ہوتا ہی وہ دور کرنے سے دور نہیں ہوتا اور یقین بٹھلانے سے یقین نہیں بٹھلتا ، بلکہ وہ شبہ جب ہی دور ہوتا ہی جب حقیقتاً دور ہو جاوے ، اور یقین جب ہی آتا ہی جبکہ حقیقتاً یقین آ جاوے ۔ ایسی حالت میں کوئی شخص ایسی بات کرنے پر فطرتاً آمادہ نہیں ہو سکتا جو اُسکے دلمیں کھٹکنے والے شبہ کے برخلاف ہو ۔ اسی لہئے علماء عیسائی سے نہ چھلایے عیسائی سے کہا گیا کہ اگر تم اُسپر سچا یقین رکھتے ہو تو مباہلہ کرو ، اور ظاہر ہو گیا کہ وہی دلمیں کھٹکنے والا شبہ اُسپر آمادہ نہیں کر سکتا ، اور ثابت ہو گیا کہ خود علماء عیسائی کو حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے اور مر کے جی اُٹھنے پر سچا یقین نہیں تھا ، اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اب بھی بجز ایسے یقین کے جو مذہباً ہوتا ہی سچا یقین نہیں ہی ۔

ہم اہل اسلام کو بھی ان باتوں سے بڑی نہیں سمجھتے ۔ ہزاروں مسلمان اسوقت موجود ہیں جو بہت سے مسئلوں پر صرف اس وجہ سے یقین رکھتے ہیں کہ مذہباً اُنپر یقین رکھنا چاہئے ، مگر وہ دلمیں کھٹکنے والا شبہ اُنکے دلمیں موجود ہی ۔ البتہ اسلام میں ایسے علماء و اہل اللہ بھی گذرے ہیں جنہوں نے درحقیقت مذہب اسلام پر غور و فکر کی ہی اور حقیقتاً تمام شبہات اُنکے دل سے دور ہوئے ہیں ، اور حقیقتاً اُنکے دلمیں یقین آیا ہی ۔ ایسے محققین کو ہمیشہ لوگوں نے کافر کہا ہی اور اب بھی کہتے ہیں ، مگر کچھ شبہ نہیں کہ خدا کے سامنے اُنکے کفر کے مقابلہ میں دوسروں کا ایمان بجزوہم نمی ارزد ۔

إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ
 لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٥٥﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٥٦﴾
 قُلْ يَاهَلَّ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا
 نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا
 أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٥٧﴾
 يَاهَلَّ الْكِتَابِ إِمَّا تَحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَةُ
 وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥٨﴾ هَٰأَنَتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجِبَتُمْ
 فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ
 يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٥٩﴾ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمَ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا
 وَكَانَ حَنِيفًا مَسَاجِدَ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٦٠﴾ إِنْ
 أَرَادَى النَّاسُ بِالْإِسْلَامِ فَلْيَأْمُرْهُمْ بِالتَّوْبَةِ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا
 وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦١﴾ وَتِلْكَ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
 لَوْ يُضْلَوْنَكُمْ وَ مَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٢﴾
 يَاهَلَّ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿٦٣﴾

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہی وہ سچے نصے ہیں، اور نہیں کوئی خدا بجز اللہ کے، اور بے شک اللہ وہی زبر دست ہی حکمت والا (۵۵) پھر اگر وہ (اس طرح کوسنا ڈالنے سے) پھر جاویں (جس سے ثابت ہو جاوے گا کہ جو بات وہ کہتے ہیں اُسنا اُنکو یقین نہیں) تو بے شک اللہ جانتا ہی مفسدوں کو (۵۶) کہدے (اے پیغمبر) کہ اے اہل کتاب (یعنی اے عیسائیوں) آؤ ایک بات پر جو ہم میں اور تم میں یکساں ہی کہ ہم کسیکی پرستش نہ کریں بجز خدا کے، اور ہم کبھی چیز کو اُسکے ساتھ شریک نہ کریں اور نہ تھراویں آپس میں ایک دوسرے کو (اپنا) رب خدا کے سرا، پھر اگر وہ (اس بات سے) پھر جاویں تو اُن سے کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں (۵۷) اے کتاب والوں تم کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم پر، اور کیا توریت اور انجیل اُسکے بعد نہیں اوتری، کہا تم سمجھتے نہیں (۵۸) ہاں تم وہ لوگ ہو کہ تم نے ایسی بات میں جھگڑا کیا جسکو تم جانتے تھے (یعنی اُن باتوں پر جو توریت میں موجود تھیں)، پھر کیوں جھگڑتے ہو ایسی بات پر جسکو تم نہیں جانتے (یعنی جو توریت میں بھی نہیں ہے)، اور اللہ جانتا ہی اور تم نہیں جانتے (۵۹) ابراہیم نہ بھڑکی تھا اور نہ نصرانی، ولیکن تھا خالص (تمہمت) مسلمان، اور مشرکوں میں سے نہ تھا (۶۰) بلاشبہ لوگوں میں سب سے زیادہ دوست ابراہیم کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُسکی پیروی کی، اور یہہ نبی (یعنی محمد معلم) اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں، اور اللہ دوست ہی ایمان والوں کا (۶۱) چاہتا تھا ایک گروہ اہل کتاب کا کہ تمکو گمراہ کرے، اور وہ گمراہ نہیں کرتے مگر اپنے آپ کو، اور نہیں سمجھتے (۶۲) اے کتاب والو تم کیوں کفر کرتے ہو اللہ کی نشانیاں کے ساتھ، اور تم جانتے ہو (۶۳)

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُونَ الْحَقَّ
وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٦٣﴾ وَ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنُوا
بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَ جَاءَ النَّهَارُ وَ أَكْفَرُوا آخِرَهُ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٦٤﴾ وَ لَا تَوْمِنُوا إِلَّا مَن تَبَعَ دِينَكُمْ قُلْ
إِنَّمَا هُدَى اللَّهُ أَن يُوْتَىٰ أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ
يَحَاجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ
وَ اللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٥﴾ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ وَ اللَّهُ ذُو
الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٦٦﴾ وَ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَن إِن قَامَنَّهُ بِقِنطَارٍ
يُؤَدَّةَ إِلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَن إِن قَامَنَّهُ بِدِينَارٍ لَا يُؤَدَّةَ إِلَيْكَ
إِلَّا مَا دُمْتُ عَلَيْهِ قَائِمًا ﴿٦٧﴾ ذَلِكَ بَأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا
فِي الْأَمِينِ سَبِيلٌ وَ يَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾
بَلَىٰ مَن أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَ اتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٦٩﴾
إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَ أَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا
خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَ لَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

اے کتاب والو تم کیوں ملا دیتے ہو سچ میں جھوٹ، اور (کیوں) چھپاتے ہو سچ بات کو، اور تم جانتے ہو ﴿۶۴﴾ اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے (آپس میں) کہا کہ ان لوگوں پر (یعنی مسلمانوں پر) جو اوترا ہی اُسپر ایمان لے آؤ، دن چڑھتے ایمان لاؤ اور دن اترتے انکار کرو، شاید وہ بھی (یعنی جو مسلمان ہو گئے ہیں) پھر جاریں ﴿۶۵﴾ اور (دل میں) ایمان نہ لاؤ مگر اُسی پر جو تمہارے دین کی پیروی کرے، کہدے (اے پیغمبر) کہ ہدایت اللہ کی ہدایت ہی کہ دیا جاسکتا ہی ہر کوئی ایسی ہی جیسی تمکو ہی گئی ہی (یعنی جس طرح شریعت موسوی دی گئی ہی اسی طرح شریعت محمدی دی گئی ہی) یا تم سے تمہارے پروردگار کے پاس (اس بات پر کہ موسیٰ کو شریعت کیوں دی گئی) چھڑا کرینگے، (پھر تم محمد صلعم کو شریعت ملنے پر کیوں جھکرتے ہو) کہدے (اے پیغمبر) بے شک فضل اللہ کے ہاتھ میں ہی، دیتا ہی جسکو چاہتا ہی، اور اللہ وسیع نعمت والا ہی جاننے والا ﴿۶۶﴾ مخصوص کرتا ہی اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہی، اور اللہ بڑے فضل والا ہی ﴿۶۷﴾ اور اہل کتاب میں سے بعضا ایسا ہی کہ اگر تو اُسکے پاس سونیکا دھیر امانت رکھدے تو تجھکو پھر دیدے، اور اُنہیں سے بعضا ایسا ہی کہ اگر تو اُسکے پاس ایک دینار امانت رکھدے تو تجھکو پھر نہ دے جب تک کہ تو اُسکے (سر) پر کھڑا نہ رہے ﴿۶۸﴾ یہ بات اسلئے ہی کہ اُنہوں نے کہا کہ جاہلوں کو ہم پر (دعویٰ کرنیکی) کوئی راہ نہیں، اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر، اور وہ جانتے ہیں ﴿۶۹﴾ (بات یوں نہیں ہی) بلکہ جو کوئی پورا کوئے اپنا اقرار اور پرہیز گاری کرے تو بے شک اللہ دوست رکھتا ہی پرہیز گاروں کو ﴿۷۰﴾ (اسمیں کچھ شک نہیں کہ) جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تہوڑی سی قیمت کے بدلے بیچتے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جنکے لیئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں، اور قیامت کے دن نہ اُنسے اللہ بات کریگا اور نہ اُنکی طرف نگاہ کریگا

وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤١﴾ وَإِنْ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلُونِ
السَّنَنَتُمْ بِالْكَتَبِ لَتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكَتَبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكَتَبِ
وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ
عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٢﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ
يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنَّبُوءَةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا
عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿٤٣﴾ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا
الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٤٤﴾
وَإِنْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ
أَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْرِي قَالُوا اقْرَرْنَا وَقَالَ
فَاشْهَدُوا وَآنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٤٥﴾ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ
قَوْلًا لَكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٤٦﴾ أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ
مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٤٧﴾

اور نہ اُنکو پاک کریگا، اور اُنکے لئے دُکھ دینے والا عذاب ہی ﴿۴۱﴾ اور بے شبہہ اُنہی میں سے وہ لوگ ہیں جو کتاب (یعنی توریت) پڑھنے میں اپنی زبانوںکو پامٹ دیتے ہیں تاکہ تم جانو کہ وہ (بَلَّتَا ہوا لفظ بھئی) کتاب (یعنی توریت) میں سے ہی، اور وہ کتاب میں سے نہیں ہی، اور کہتے ہیں کہ وہ بیبی اللہ کے پاس سے (نازل ہوا) ہی، اور وہ اللہ کے پاس سے نہیں (نازل ہوا) ہی، اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر، اور وہ جانتے ہیں ﴿۴۲﴾ کوئی انسان نہیں کر سکتا کہ خدا تو اُسکو کتاب اور حکمت اور نبوت دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم میرے بندے ہو جاؤ سوائے خدا کے، مگر (یہ کہتا کہ) ہو جاؤ اللہ والے کتاب (اللہ) کے سکھانے سے اور (کتاب اللہ کے) پڑھتے رہنا سے † ﴿۴۳﴾ اور تمکو یہ نہ کہیگا کہ تم ٹھہراؤ فرشتوں کو اور نبیوں کو پروردگار کیا وہ تمکو کفر کرنے کو کہیگا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو گئے ﴿۴۴﴾ اور جبکہ اللہ نے نبیوں سے پکا عہد لے لیا ‡ جس وقت کہ میں نے (یعنی اللہ نے) تمکو (یعنی نبیوں کو) کتاب و حکمت دی — پھر (اے اہل کتاب) تمہارے پاس رسول آیا سیچ بتاتا ہوا اُس کو جو تمہارے پاس ہی تو چاہیئے کہ تم اُس پر ایمان لاؤ اور چاہیئے کہ اُس کی مدد کرو — خدا نے (نبیوں سے) کہا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور تم نے اُس بات پر میرے عہد کا بوجھ اُٹھا لیا بولے کہ ہم نے اقرار کیا (خدا نے) کہا کہ تم شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہدوں میں ہوں ﴿۴۵﴾ پھر جو کوئی اُس سے پھر جاورے تو وہی لوگ فاسق ہیں ﴿۴۶﴾ پھر کیا خدا کے دین کے سوا (کوئی دوسرا دین) چاہتے ہیں اور اُسی کی فرمانبرداری کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں چار یا ناچار اور اُسی کے پاس پھر جاوینکے ﴿۴۷﴾

† ما، بمعنی المصدر مع الفعل والتقدير کو ذرا رہائی دینا — یہ کو تم مالہ دین و معلولین رہیب
 ‡ اہلکم الکتاب (تفسیر کیو) —
 † لہا آیتکم یقرل حین اعطیکم (تفسیر ابن عباس) —

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ
 وَاِسْمٰعِيْلَ وَاسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ وَمَا اَوْفٰى
 مُوسٰى وَعِيسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ دُبْحِهِمْ لَا نَفْرَقُ بَيْنَ اَحَدٍ
 مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا
 فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٤٩﴾ كَيْفَ
 يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنْ الرّٰسُوْلَ
 حَقٌّ وَجَآءَ هُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٠﴾
 اُولٰٓئِكَ جزَاؤُهُمْ اَنْ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنّٰسِ
 اَجْمَعِيْنَ ﴿٥١﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَخَفُّ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ
 يَنْظُرُوْنَ ﴿٥٢﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاصْلَحُوْا فَاِنَّ
 اللّٰهَ غَفُوْرٌ رّٰحِيْمٌ ﴿٥٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ
 اَزْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تَقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضّٰلُّوْنَ ﴿٥٤﴾
 اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفّٰرٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ
 اَحَدِهِمْ مِّلٌ اِلَّا اَرْضٌ ذٰهَبًا وَّلَوْ اَفْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

کہدے (اے پیغمبر) کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اُس پر جو ہم پر اوتارا گیا اور اُس پر جو ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُس کے بیٹوں پر اوتارا گیا اور اُس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ اور تمام نبیوں کو اُن کے پروردگار کے پاس سے دیا گیا ہم فرق نہیں کرتے کسی میں اُن میں سے اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں ﴿۷۸﴾ اور جو شخص سوائے اسلام کے ہوسرا دین چاہے تو ہرگز اُس سے قبول نہ کیا جاویگا اور وہ قیامت میں ٹوٹے والوں میں ہوگا ﴿۷۹﴾ کیونکہ اللہ ہدایت کرے ایسی قوم کو کہ کافر ہو گئی اپنے ایمان لانے کے بعد اور گواہی ہی کہ بے شک رسول برحق ہی اور اُن کے پاس صریح نشانیاں بھی آچکیں اور اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو ﴿۸۰﴾ وہی ہیں جنکی سزا ہمہ ہی کہ اُنہر ہی لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی ﴿۸۱﴾ ہمیشہ اُسی میں رہینگے اُن سے عذاب کی تخفیف نہوگی اور نہ اُن کو مہلت سی جاویگی ﴿۸۲﴾ مگر جنہوں نے اُس کے بعد توبہ کی اور نیکی کی تو بے شک اللہ بخشنے والا ہی مہربان ﴿۸۳﴾ بے شک جو کافر ہوئے اپنے ایمان کے بعد پھر زیادتی کی کفر میں ہرگز قبول نہ کی جاویگی اُن کی توبہ اور وہی ہیں گمراہ ﴿۸۴﴾ بے شک جو کافر ہوئے اور کفر ہی میں مر گئے تو نہ قبول ہوگا اُن میں سے ایک کا بھی زمین بھر کر سونا اگر وہ اُس کو بدلے میں دے اُنہی لوگوں کے لئے

عَذَابِ الْيَمِّ وَ مَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٨٨﴾ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى
تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ وَ مَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ
بِهِ عَلِيمٌ ﴿٨٩﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلالًا لِبَنِي إِسْرَءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ
إِسْرَءِيلَ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرَةُ قُلْ فَاتُوا
بِالتَّوْرَةِ فَاتْلَوْهَا إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٩٠﴾ فَمَنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٩١﴾ قُلْ صَدَقَ
اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٢﴾
إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبْرَكًا وَ هُدًى
لِلْعَالَمِينَ ﴿٩٣﴾ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مِمَّا رَفَعْنَا إِبْرَاهِيمَ وَ مِنْ دَخَلَهُ كَانَ
أَمِنًا وَ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ حَكِيمٌ الْبَيْتِ مِنْ أَسْطِطَاعِ إِلَيْهِ سَبِيلًا ﴿٩٤﴾
وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٥﴾ قُلْ يَاهَلَّ الْكِتَابِ
لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ اللَّهِ شَهِيدٌ عَلَى مَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾
قُلْ يَاهَلَّ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَمْنٍ
تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ وَ مَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾

دیکھ دینے والا عذاب ہی اور کوئی اُن کے لئے مدد کار نہیں ۱۸۱) ہرگز نہ پہنچو گے بھلائی کو جب تک کہ خرچ کرو اُس میں سے جس سے معصیت رکھتے ہو (یعنی مال و دولت میں سے) اور جو کوئی چیز تم خرچ کر دے تو بے شک اللہ اُس کا جائزہ والا ہی ۱۸۲) سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل پر مگر جو حرام کر لیا تھا اسرائیل نے خود اپنے پر قبل نازل کیئے جانے توریت کے کھدے (اے پیغمبر) کہ لے آؤ توریت کو اور اُسکو پڑھو اگر تم سچے ہو ۱۸۳) پھر جو کوئی خدا پر اس کے بعد جھوٹا اقترا کرے تو وہی لوگ ہیں ظالم ۱۸۴) کھدے (اے پیغمبر) کہ سچ کہا خدا نے پھر پیروی کرو ابراہیم کے خالص دین کی اور (ابراہیم) مشرکوں میں سے نہ تھا ۱۸۵) بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا (یعنی لوگوں کے لئے خدا کی عبادت کرنے کو) وہ ہی جو مکہ میں ہی، مبارک اور ہدایت عالموں کے لئے ۱۸۶) اُس میں صریح نشانیاں ہیں مقام ابراہیم کی اور جو کوئی وہاں آیا امن میں ہوا اور اللہ کے واسطے لوگوں پر اُس گھر کا حج کرنا ہی جس کو استطاعت ہو وہاں تک کے رستہ کی ۱۸۷) پھر جو کوئی کافر ہوا تو اللہ بے پرواہ ہی عالموں سے ۱۸۸) کھدے (اے پیغمبر) کہ اے اہل کذاب کہوں کفر کرتے ہو اللہ کی نشانیاں کے ساتھ اور اللہ گواہ ہی اُس پر جو تم کرتے ہو ۱۸۹) کھدے (اے پیغمبر) کہ اے اہل کتاب کیوں تم روکتے ہو اللہ کے رستہ سے اُس کو جو ایمان لایا تم اللہ کے رستہ کو تیرھا کرنا چاہتے ہو اور تم جانتے ہو اور اللہ بے غیب نہیں ہی اُس سے جو تم کرتے ہو ۱۹۰)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كُفَرِينَ ﴿٩٥﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَ أَنْتُمْ
تَقُولُ عَلَيْكُمْ آيَةُ اللَّهِ وَ فِيكُمْ رَسُولُهُ وَ مَنِ يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ
هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٩٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ
تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٩٧﴾ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ
اللَّهِ جَمِيعًا وَ لَا تَفَرَّقُوا وَ أَنْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
أَعْدَاء قَالِفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبِرْهُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ﴿٩٨﴾ وَ كُنْتُمْ
عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُم مِّنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ
لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿٩٩﴾ وَلَتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى
الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ أُولَئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَ اخْتَلَفُوا مِنْ
بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠١﴾ يَوْمَ
تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ
أَكْفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَانْقَرُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿١٠٢﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اطاعت کرو گے ایک فرقہ کی اُن میں سے جن کو کتابِ نبیؐ کئی ہی پہیروں دینکے تمکو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنانا کو (۹۸) اور کھنکر تم کافر ہو گئے اور تم ہی ہو کہ پڑے سنائی جاتی ہیں تمکو اللہ کی نشانیاں اور تم میں اُس کا رسول ہی اور جو کوئی اللہ کو مضبوط پکڑے تو بے شک اُس کو سیدھا راستہ بتایا گیا (۹۹) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہی اور تم ہو گرنہ مرد بجز ایسی کھالت کے کہ تم مسلمان ہو (۱۰۰) اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی سب ملکر اور متفرق مت ہو اور یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو اپنے پر جبکہ تم آپس میں دشمن تھے پھر ملاپ کر دیا تمہارے دلوں میں پھر تم اُس کی نعمت سے صبح کو اُٹھے آپس میں بھائی بنکر (۱۰۱) اور تم آگ بھرے ہوئے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر تمکو اُس سے بچایا اس طرح تمکو اللہ بتلاتا ہی اپنی نشانیاں تاکہ تم ہدایت پاؤ (۱۰۲) اور تم میں ایک گروہ ہونا چاہیئے کہ بولائے (لوگوں کو) نیکی کی طرف اور اور اچھے کام کرنے کو کہے اور بُرے کاموں سے منع کرے اور وہی لوگ ہیں ظالم بنانے والے (۱۰۳) اور اُن لوگوں کی مانند مت ہو جنہوں نے تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا بعد اس کے کہ اُن کے پاس نشانیاں آئیں اور وہی لوگ ہیں کہ اُن کے لیئے بڑا عذاب ہی (۱۰۴) جس دن کہ کچھ منہ سفید ہونگے اور کچھ منہ کالا ہونگے پھر جنکے منہ کالے ہونگے (اُن سے کہا جاوینگا) کہ کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے پھر عذاب

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وَجُوهُهُمْ فِيهِ رَحْمَةُ اللَّهِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ تَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا لِلَّهِ
يُودِي ظُلُمًا لِلْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا
فِي الْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿١٠٥﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ
أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ
مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٠٦﴾ لَنْ يَضُرَّكُمْ إِلَّا أَنْفَى
وَأَنْ يَقَاتِلُوا كَمَا يُوَلُّوكمُ الْآبَارُ ثُمَّ لَا يَنْصُرُونَ ﴿١٠٧﴾ ضَرَبَتْ
عَلَيْهِمُ الذِّكْرَةَ أَنْ يَنْتَفِرُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ
مِنَ النَّاسِ وَبَاءَ وَبَغَضَ مِنَ اللَّهِ وَضَرَبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةَ
ذَلِكَ بَأْنَهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بَايَتْ اللَّهُ وَبِإِتْلَافِ الْأَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ
حَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿١٠٨﴾ لَيْسُوا سَوَاءً
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ أَنْذَارًا لِيْلٍ وَهُمْ
يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٠٩﴾ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ

اور جنکے منہ سفید ہونگے تو اللہ کی رحمت میں ہونگے وہ اُس میں ہمیشہ رہینگے ﴿۱۱۲﴾

یہہ ہیں نشانیاں اللہ کی ہم تجھکو پڑے سناتے ہیں برحق، اور اللہ لوگوں پر ظلم کرنے کا ارادہ نہیں کرتا ﴿۱۱۳﴾ اور اللہ ہی کے لیئے ہی جو کچھ کہ آسمانوں میں ہی اور جو کچھ کہ زمین میں ہی اور اللہ ہی کی طرف سب کام رجوع کیئے جاتے ہیں ﴿۱۱۴﴾ تم اچھے اُمت ہو جو لوگوں کے لیئے پیدا کی گئی ہی اچھے کاموں کے کرنے کو کہتے ہو برے کاموں کے کرنے سے منع کرتے ہو اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آویں تو بلا شبہ اُن کے لیئے اچھا ہی اُن میں سے بعضے ایمان والے ہیں اور اکثر اُن میں فاسق ہیں ﴿۱۱۵﴾ تمکو ضرر نہیں پہونچانے کے بجز تھوڑی سی اذیت دینے کے اور اگر تم سے لڑینگے تو تم سے پخت پھیر دینگے پھر اُن کی مدد نہ کی جاوے گی ﴿۱۱۶﴾ اُن پر ذلت ڈالی گئی ہی جہاں وہ ہوں (وہ کہیں نہیں تھر سکتے) بغیر خدا کی پناہ یا آدمیوں کی پناہ لینے کے وہ پھر پڑے ہیں اللہ کے غضب میں یہہ بات اس لیئے ہوئی کہ وہ کفر کرتے تھے اللہ کی نشانیں سے اور مار ڈالتے تھے نبیوں کو ناحق، یہہ کام اُن کے گناہ کرنے کے سبب ہوا اور وہ حد سے زیادہ بڑے گئے تھے ﴿۱۱۷﴾ وہ ایک سے نہیں ہیں، اہل کتاب ہی میں سے لوگ ہیں سیدھے وہ پڑھتے ہیں اللہ کی آیتوں کو بچھائی رات میں اور وہ سجدہ کرتے ہیں ﴿۱۱۸﴾

ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور اچھے کاموں کے کرنے کو کہتے ہیں

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُصَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَئِكَ
مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١١٠﴾ وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يَكْفُرُوا وَاللَّهُ
عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿١١١﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تَغْنِي عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ
وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ ﴿١١٢﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ
رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ
وَمَا ظَلَمَ هُمُ اللَّهَ وَلَكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُوا
مَا عَنْتُمْ قَدْ بَدَأَ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي
صُدُورُهُمْ اكْبِرْ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١١٤﴾
هَآنَتْ أَوْلَادُكُمْ تَحِبُّونَهُمْ وَلَا يَحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ
كُلِّهِ وَإِنَّا لَنَقُولُكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِنَّا خَالُوا عِضْوًا عَلَيْكُمْ
إِنَّا نَأْمِلُ مِنَ الْغَيْظِ قُلُومًا تَوَتَّوْا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ
الصُّدُورِ ﴿١١٥﴾ إِنَّ تَمَسُّكُمْ حَسَنَةٌ قَسْوَهُمْ

اور برے کاموں کے کرنے سے منع کرتے ہیں اور جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں اور وہ لوگ نیکوں میں ہیں ﴿۱۱۰﴾ اور جو کچھ کہ وہ بھلائیوں میں سے کرتے ہیں وہ مٹائی نہ جاوے گی اور اللہ جانتا ہی پڑھیز گاؤں کو ﴿۱۱۱﴾ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اُن کو اُن کا مال اور اُنکی اولاد اللہ سے کچھ بھی بے پرواہ نہیں کرنے کی اور وہ لوگ آگ میں پڑنے والے ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۱۲﴾ جو کچھ کہ وہ دنیا کی اس زندگانی میں خرچ کرتے ہیں اُس کی مثال ایسی ہوا کی مانند ہے جس میں سخت پالا ہو جو ایک قوم کی کھیتی پر پڑے جنہوں نے آپ اپنے پر ظلم کیا ہو پھر تمام کھیتی کو مار دیا اور اُن پر خدا نے ظلم نہیں کیا، لیکن وہ آپ اپنے پر ظلم کرتے ہیں ﴿۱۱۳﴾ اے لوگوں! ایمان لائے ہو اپنے لوگوں کے سوا کسی کو اپنا بھیدی مت بناؤ وہ تمہاری خرابی میں کمی نہیں کرتے وہ دوست رکھتے ہیں اُس چیز کو جو تمہیں رنج میں ڈالے بے شک اُن کے منہ کی باتوں سے دشمنی ظاہر ہو گئی ہے اور جو کچھ اُن کے دل میں چھپا ہوا ہے وہ اُس سے زیادہ ہے بلاشبہ ہمنے تمکو نشانیاں بتلا دیں اگر تم سمجھتے ہو ﴿۱۱۴﴾ دیکھو جن لوگوں کو تم دوست رکھتے ہو اور وہ تمکو دوست نہیں رکھتے اور ہو ایک کتاب پر ایمان رکھتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب وہ اکیلے ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کے مارے اُنکیاں کات کھاتے ہیں کہدے (اے پیغمبر) کہ مہر اپنے غصہ میں بے شک اللہ جانتا ہی دل کی باتوں کو ﴿۱۱۵﴾ اگر تمکو کوئی بھلائی پہونچتی ہے تو اُنکو رنج دیتی ہے

وَ اِنْ تَصْبَحُكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَ اِنْ تَصْبِرُوا وَ تَتَّقُوا
 لَا يَضُرَّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿۱۱﴾ وَ اِنْ
 غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تَبُوْءِي الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَ اللّٰهُ
 سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ اِنْ هَمَّتْ طَائِفَتَيْنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَ اللّٰهُ وَلِيَهُمَا
 وَ عَايَ اللّٰهُ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرِ
 وَ اَنْتُمْ اَنْلَئْتُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنْ تَقُوْلُ
 لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَكْفِيَكُمْ اَنْ يَمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ اَلْفٍ
 مِنْ الْمَلَائِكَةِ مُنْزِلِيْنَ ﴿۱۵﴾

﴿۱۱﴾ (اِنْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ) پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ جو لوگ در حقیقت تمہارے دوست نہیں ہیں اُنکو اپنا بھید مت بتلاؤ، وہ ظاہر میں دوست ہیں اور باطن میں دشمن، اُسکی مثال میں اللہ تعالیٰ نے جنگ اُحد کے واقعہ کو یاد دلایا — اُس لڑائی میں عبداللہ ابن ابی بھودہ بھی تین سو آدمی لیکر شامل تھا، وہ ظاہر میں مسلمانوں سے ملا ہوا تھا مگر دل میں نفاق رکھتا تھا، اور جس طرح پر لڑا تھا اُن بھیدوں کی اُسکو بھی خبر تھی، جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ معہ اپنے تین سو آدمیوں کے بھاگ نکلا — اُسکو بھاگتا ہوا دیکھ کر بنو سلمہ جو بنی خزرج کے قبیلہ کے تھے اور بنو حارثہ جو اُوس کے قبیلہ میں سے تھے اور یہ دونوں گروہ انصار میں سے اور سچے مسلمان تھے گھبرا گئے، اور انہوں نے بھی بھاگنے کا ارادہ کیا مگر پھر دل مضبوط کر کے قائم رہے، اور لڑائی میں ایسی بے ترتیبی ہو گئی کہ آنحضرت صلعم کے دندان مبارک کو بھی صدمہ پہونچا، آخر کار بہزار خرابی پھر سب مسلمان یکجا ہوئے اور دلیبری سے لڑے اور دشمنوں کو ہزیمت دی *

﴿۱۲﴾ (وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ) اُحد کی لڑائی کی مثال تو خدا نے اُس ضرر کے بتانے کی دی تھی جو غیر لوگوں کو بھید کی خبر کر دینے سے ہوتا ہی، اب یہ دوسری مثال بدر کے واقعہ کی دی ہی جس میں کوئی غیر شخص لڑائی کے بھیدوں سے واقف نہ تھا، اور باوجودیکہ مسلمان

اور اگر تم پر کوئی برائی پڑتی ہی تو وہ اُس سے خوش ہوتے ہیں، اور اگر تم صبر کرو اور
 بچتے رہو تو تمکو اُن کا فریب کچھ بھی ضرر نہ کرے، بے شک اللہ اُن چیزوں پر جو
 وہ کرتے ہیں حادی ہی ﴿۱۱۶﴾ اور (یاد کر) جب کہ تو اپنے لوگوں میں سے صبح کو اُٹھاتا
 بیٹھاتا تھا مسلمانوں کو کہیں گاہ میں لڑنے کے لیئے، اور اللہ سننے والا ہی جاننے والا ﴿۱۱۷﴾
 جب کہ تم میں سے دو گروہوں نے ارادہ کیا بزدلی کرنے کا اور اللہ اُن کا حمایتی تھا، اور
 چاہیئے کہ ایمان والے اللہ ہی پر توکل کریں ﴿۱۱۸﴾ اور بے شک اللہ نے تمہاری مدد بدر
 (کی لڑائی) میں کی تھی اور تم بے حقیقت (یعنی تھوڑے اور کم زور) تھے پھر اللہ سے ترو
 تاکہ تم شکر کرو ﴿۱۱۹﴾ جب کہ تو مسلمانوں سے کہتا تھا کہ کیا تمکو کافی نہوگا کہ تمہارا پروردگار
 تین ہزار بھیجے ہوئے فرشتوں سے تمہاری مدد کرے ﴿۱۲۰﴾

نہایت کم اور کم زور تھے اور دشمن بہت زیادہ اور قوی اسپر بھی مسلمانوں نے فتح پائی *
 بڑا مسئلہ بحث طلب اس آیت میں فرشتوں کا لڑائی میں دشمنوں سے لڑیکے لیئے
 اُترنا ہی، میں اسبات کا بالکل منکر ہوں، مجھے یقین ہی کہ کوئی فرشتہ لڑیکو سپاہی
 بن کر یا گھوڑے پر چڑھ کر نہیں آیا — مجھکو یہ بھی یقین ہی کہ قرآن مجید سے بھی
 ان جنگ جو فرشتوں کا اُترنا ثابت نہیں ہی، مگر تمام مسلمانوں کا اعتقاد اُسکے برخلاف
 ہی، وہ یقین کرتے ہیں کہ درحقیقت فرشتوں کا رسالہ لڑیکو اُترا تھا، وہ نادانی سے یہ بھی
 کہتے ہیں کہ فرشتوں کا لڑائی کے لیئے اُترنا منصوص ہی اور اُس سے انکار کرنا قرآن کا انکار
 کرنا ہی، مگر اُن کا یہ خیال محض غلط ہی *

مجھکو فکر تھی کہ اُڑ کھی مسلمان نے بھی اس سے انکار کیا ہی یا نہیں، تو مجھکو
 ایک مسلمان ملا جسنے اس سے انکار کیا ہی، تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ ابوبکر اصم اس سے
 سخت منکر تھے، انہوں نے اپنے انکار کی چار دلیلیں بیان کی ہیں — ایک یہ کہ ایک فرشتہ
 بھی تمام دنیا کے غارت کردینے کو کافی تھا پھر فرشتوں کی فوج بھیجنے سے کیا فائدہ تھا —
 دوسرے یہ کہ جو کفار کے لئے اُنکو سب لوگ جانتے تھے اور جو صحابہ اُنکے مقابل ہوئے
 اُنکو بھی لوگ جانتے تھے پھر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کفار کو فرشتوں نے مارا تھا — دوسرے

بَلَىٰ إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن فُورِهِمْ هَذَا يَمْسِدْكُمْ
 بِكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا جَعَلَ اللَّهُ
 الْإِبْرَہِی لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِّنْ عِندِ اللَّهِ
 الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا
 خَائِبِينَ ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ
 أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿۱۲۳﴾ وَاللَّهُ مَافِي السَّمَاوَاتِ وَمَافِي الْأَرْضِ
 يَغْفِر لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۴﴾

یہ کہ اگر فرشتے لڑے تھے تو وہ لوگوں کو دکھائی دیتے تھے یا نہیں، اور اگر دکھائی دیتے تھے تو آدمیوں کی صورت میں دکھائی دیتے تھے یا اُور کسی صورت میں، اگر آدمیوں کی صورت میں دکھائی دیتے تھے تو وہ آنحضرت صلعم کے لشکر میں شمار ہوتے تھے، اور اسلئے آنحضرت صلعم کا لشکر تین ہزار یا اُس سے زیادہ ہو گیا ہوگا، اور اتنا لشکر کسینے بیان نہیں کیا، اور قرآن کے بھی برخلاف ہی کیونکہ دشمنوں کی آنکھوں میں تہوڑا لشکر دکھائی دیتا تھا، اور اگر اُور کسی صورت پر دکھائی دیتے تو تمام لوگوں کے دل پر دہشت پڑ جاتی، اور اگر وہ لوگوں کو دکھائی نہ دیتے تو کفار کو لوگ بغیر قتل کرنے والے کے قتل ہوتا ہوا دیکھتے، اور یہ واقعہ اعظم معجزات میں سے ہوتا، مگر اس طرح پر کفاروں کا مارا جانا وقوع میں نہیں آیا - چوتھے یہ کہ جو فرشتے آئے تھے اُنکے اجسام کثیف تھے یا لطیف اگر کثیف تھے تو اُنکو سب لوگ دیکھتے حالانکہ اُن کو کسی نے نہیں دیکھا، اور اگر اُنکے اجسام ہوا کی طرح لطیف تھے تو وہ گہوڑے پر سوار ہو کر نہیں آسکتے تھے *

امام فخر الدین رازی نے ان شبہوں میں سے کسیکا جواب نہیں دیا اور ملائوں کی طرح یہ بات کہی کہ ایسے شبہ کونا اُس شخص کو لایق ہی جو قرآن اور نبوت کا منکر ہو، مگر جو شخص کہ قرآن اور نبوت کو مانتا ہو اُسکو ایسے شبہ کرنے لایق نہیں، پس ابو بکر اہم

بلکہ اگر تم صبر کرو اور (بزدلی سے) بچتے رہو اور ابھی وہ تم سے ابھریں اسی دم ، تمہاری مدد کریگا تمہارا پروردگار پانچ ہزار نشاندار فرشتوں سے ﴿۱۲۱﴾ اور نہیں کیا اللہ نے اُس کو مگر بشارت واسطے تمہارے اور تاکہ اُس سے تمہارے دل مطمئن ہو جاویں اور فتح نہیں ہی مگر اللہ کی طرف سے جو بڑا ہی حکمت والا (بدر کی لڑائی میں تمکو اس لیے فتح دی) تاکہ توڑ دے اُن لوگوں کے ایک گروہ کو جو کافر ہوئے یا اُن کو ذلیل کر دے پھر وہ نامراد ہو کر اُلتے پھر جاویں ﴿۱۲۲﴾ تبھکو اس سے کچھ کام نہیں یا اُن کو معاف کرے یا اُن کو عذاب دے کیونکہ بے شک وہ ظالم ہیں ﴿۱۲۳﴾ اللہ ہی کے لئے ہی جو کچھ آسمانوں میں ہی اور جو کچھ زمین میں ، بخشتا ہی جس کو چاہتا ہی ، اور عذاب دیتا ہی جس کو چاہتا ہی ، اور اللہ بخشنے والا ہی مہربان ﴿۱۲۴﴾

کولایق نہ تھا ، ان باتوں کا انکار کرتا باوجود اس کے کہ نص قرآن سے اُن کا ہونا پایا جاتا ہی اور ایسی حدیثوں میں جو تواتر کے قریب ہیں اُنکا بیان ہی *
 امام صاحب نے اخیر بات تو یقینی غلط کہی ہی ، کیونکہ تواتر تو درکنار کسی صحیح اور قوی حدیث سے بھی ان باتوں کا ثبوت نہیں ہی ، تمام ضعیف اور موضوع حدیثیں ہیں جنمیں ایسی باتیں مذکور ہیں علماء محققین ایسی حدیثوں پر اعتبار نہیں کرتے اور اصول حدیث سے بھی اُن کی تنوید نہیں ہوتی — پہلی بات بھی امام صاحب کی صحیح نہیں ہی ، کیونکہ قرآن مجید سے فی الواقع سپاہی بنکر فرشتوں کا اُترنا پایا نہیں جاتا ، بلکہ صرف وہ ایک بشارت تھی مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کرنے اور لڑائی میں ثابت قدم رہنے کی ، جیسیکہ خود خدا نے اس جگہ اور سورۃ انفال میں فرمایا ہی ، ” وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم بہ “ مگر اس سورۃ میں جنگ بدر کے واقعہ کا جس سے یہ آیت متعلق ہی بہت ہی تھوڑا بیان ہی ، اور سورۃ انفال میں وہ واقعہ بالاستیعاب بیان ہوا ہی اور اُس میں ہزار فرشتوں کی مدد کا ذکر ہی ، پس ہم اسکی زیادہ تفصیل اور فرشتوں کی امداد کی حقیقت اور تین ہزار و پانچ ہزار اور ایک ہزار کے عدد کے کہنے کی وجہ سے خدا نے چاہا تو سورۃ انفال کی تفسیر میں بیان کریں گے *

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٢٥﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ وَأَطِيعُوا
اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٢٦﴾ وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ
مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٢٧﴾
الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظِ
وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٨﴾ وَالَّذِينَ
إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا
لذُنُوبِهِمْ وَمِن يَغْفِرَ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يَصِرُوا عَلَى مَا
فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٢٩﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاءُ هُم مَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ
وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ
الْعَامِلِينَ ﴿١٣٠﴾ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿١٣١﴾ هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ
وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٢﴾ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا
وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٣٣﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو سو نہ مت کھاؤ دو گنے پز دو گنا اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم قلعہ پاؤ (۱۲۵) اور بچو اُس آگ سے جو طیار کی گئی ہی کانڈوں کے لیئے اور اطاعت کرو خدا کی اور رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جاوے (۱۲۶) اور درو اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور جنت کی جس کی چوڑان آسمانوں اور زمین کی مانند ہی طیار کی گئی ہی پرہیز گاروں کے لیئے (۱۲۷) وہ لوگ وہ ہیں جو (اپنا مال) خرچ کرتے ہیں فراخی میں اور تنگی میں، اور غصہ کو پی جاتے ہیں، اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں، اور اللہ درست رکھتا ہی احسان کرنے والوں کو (۱۲۸) اور وہ لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی برا کام کرتے ہیں، یا اپنے پر آپ ظلم کرتے ہیں، تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، پھر معافی چاہتے ہیں اپنے گناہوں کی، اور کون بخشتا ہی گناہوں کو بخیز خدا کے اور (وہ لوگ) اپنے کیئے پر مت نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں (۱۲۹) وہی لوگ ہیں کہ اُن کی جزا اُن کے پروردگار سے بخشش ہی اور جنتیں کہ اُن کے نیچے نہیں بہتی ہیں، وہ ہمیشہ اُن میں رہینگے، اور اچھا بدلا ہی (نیک) عمل کرنے والوں کا (۱۳۰) بے شک تم سے پہلے (بہت سے) واقعات ہو چکے ہیں پھر زمین کی (یعنی دنیا کی یا ملکوں کی) سیر کرو، پھر دیکھو کہ کیونکر ہوا انجام جھٹلانے والوں کا (۱۳۱) یہ لوگوں کے لیئے (ایک) بیان ہی اور ہدایت اور نصیحت ہی پرہیز گاروں کے لیئے (۱۳۲) تم سست مت ہو اور رنج مت کرو اور تم ہی اعلیٰ ہو اگر

أَنْ يَمَسَّكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ وَ تِلْكَ الْيَافِ
 قُودُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَيَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذُ مِنْكُمْ
 شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿١٣٦﴾ وَ لِيَحْصِيَ اللَّهُ الَّذِينَ
 آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ﴿١٣٧﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ
 وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاءُوا بِإِيمَانٍ مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ﴿١٣٨﴾
 وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ
 وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿١٣٩﴾ وَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ
 مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ
 وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ
 الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٠﴾ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كَتَبَ
 مُوَدَّلًا وَمِنْ يَدِ ثَوَابِ الدُّنْيَا نَفْسَهُ مِنْهَا وَمِنْ يَدِ ثَوَابِ الْآخِرَةِ
 نَفْسَهُ مِنْهَا وَ سَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴿١٤١﴾ وَ كَافِرِينَ مِنْ نَبِيِّ قَتَلَ
 مَعَهُ رَبيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 وَ مَا ضَعَفُوا وَ مَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٢﴾

اگر تمکو کوئی زخم (یعنی رنج و مصیبت یا نقصان) پہونچے تو اگلی قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہونچا ہی، اور یہہ زمانہ ہی کہ ہم اُس کو لوگوں میں اذلّے بدلّے رہتے ہیں، تاکہ جان لے اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں، اور تہرا لے تم میں سے شاہد، اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو ﴿۱۳۷﴾ اور تاکہ کسوٹی پر کس لے اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور متادے کافروں کو ﴿۱۳۸﴾ کیا تمنے گمان کیا کہ جنت میں جاؤنگے اور ابھی تک نہیں جانا اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں کو جو جہاد کرتے ہیں اور (ابھی تک نہیں جانا) صبر کرنے والوں کو ﴿۱۳۹﴾ اور ہاں بے شک تم موت کی آرزو کرتے تھے اس سے پہلے کہ اُس سے ملو پھر بیشک تمنے اُسکو دیکھ لیا اور تم دیکھتے ہو ﴿۱۴۰﴾ اور متحمد اور کچھ نہیں ہی مگر ایک غمخیز، بیشک اُس سے پہلے بھی پیغمبر گذرے ہیں، پھر کیا اگر وہ مرجاوے یا مارا جاوے نہ تم اپنی ایتروں پر پامت جاؤگے، اور جو کوئی اپنی ایتروں پر پلّے اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہونچاتا اور اللہ جزا دیگا شکر کرنے والوںکو ﴿۱۴۱﴾ اور کسی جاندار کے لیئے نہیں ہی کہ مرے مگر اللہ کے حکم سے، لکھا ہوا ہی (اُسکی موت کا) وقت، اور جو کوئی دنیا کی بھلائی چاہتا ہی اُس میں سے اُسکو ہم دینگے، اور جو کوئی آخرت کا ثواب چاہتا ہی اُسکو ہم اُس میں سے دینگے، اور جزا دینگے شکر کرنے والوں کو ﴿۱۴۲﴾ اور نبیوں میں سے بہت ایسے ہوئے کہ اُن کے ساتھ ہو کر بہت سے خدا پرست لوگ (کافروں سے) لڑ مرے پھر وہ اُن مصیبتوں سے جو اُن کو خدا کی راہ میں پہونچیں سست نہیں ہوئے، اور نہ ناتوان ہوئے اور نہ عاجز ہوئے، اور اللہ دوست رکھتا ہی

وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَاسْرَافْنَا
فِي أَمْرِنَا وَثَبَّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ
فَاتَّخَذَهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحَسَنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَحِبُّ
الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣١﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا اللَّهَ وَاللَّيْنَ كُنْتُمْ
يُرَدُّوكُمْ عَلَىٰ عَثَابِكُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ﴿١٣٢﴾ بَلِ اللَّهُ مَرَكُم
وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ﴿١٣٣﴾ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا
الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يَنْزَلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ
وَبَشِّرِ الظَّالِمِينَ ﴿١٣٤﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ أَنْ
تُكْسِبَهُمْ بِأَنْهَ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَ
عَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تَكْبُرُونَ ﴿١٣٥﴾ مِنْكُمْ مَنْ يَرِيدُ الدُّنْيَا
وَمِنْكُمْ مَنْ يَرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَّفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ
عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَالِي الْمَوْزِنِينَ ﴿١٣٦﴾ إِنْ تَصْعَدُونَ
وَلَا تَلُون عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْوَابِكُمْ فَاتَابَكُمْ
عَمَّا بَغِمْتِكُمْ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ

اُنکا قول بجز اس کے نہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ اور ہمارے کاموں میں ہماری زیادتیاں ہمکو معاف کر دے اور ہمارے قدموںکو (کافروں کے مقابلہ میں) قائم رکھے اور ہمکو مدد دے کافروں کی قوم پر ۴ پھر اللہ نے اُنکو دنیا کی بھلائی اور آخرت کا اچھا ثواب عطا کیا اور اللہ دوست رکھتا ہی احسان کرنے والوںکو ﴿۱۳۱﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اگر تم اطاعت کرو گے کافروں کی تو وہ تمکو بھیڑ دینگے تمہاری ایڑیوں پر پھر تم ہو جاؤ گے تَرْتَا اُوٹھانے والے ﴿۱۳۲﴾ بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہی اور وہ اچھا مدد کرنے والا ہی ﴿۱۳۳﴾ ہم جلد دھشت ڈال دینگے اُن لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہوئے اِسلام کے کہ وہ شریک کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اُس چیز کو کہ اُسکے لیئے کوئی حجت نہیں اُتاری اور اُنکی جگہ آگ ہی اور وہ بڑی جگہ ہی ظالموں کے رہنے کی ﴿۱۳۴﴾ اور ہاں بے شک تم سے اللہ نے اپنا سچا وعدہ کیا (یعنی اُحد کی لڑائی میں) جبکہ تم اُنکو (یعنی اپنے دشمنوںکو) بہکاتے تھے اُسکے حکم سے یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور تم نے (اپنے متعلق) کام میں جھگڑا کیا اور تم نے نافرمانی کی (یعنی پیغمبر کی) بعد اُسکے کہ دکھا دیا تم کو جو تم چاہتے تھے (یعنی دشمنوں پر فتح اور غلبہ) ﴿۱۳۵﴾ تم میں سے وہ تھے جو دنیا کو چاہتے تھے اور تم میں سے وہ تھے جو آخرت کو چاہتے تھے پھر تمکو اُن سے شکست دلا کر لوٹایا تاکہ تمکو مبتلا کرے اور ہاں بیشک تمکو معاف کیا اور اللہ فضل کرنے والا ہی مسلمانوں پر ﴿۱۳۶﴾ جس وقت کہ تم بے تحاشا بھاگے جاتے تھے اور کسی کی طرف مڑتے بھی نہ تھے اور پیغمبر تمکو بلاتا تھا تمہاری پچھلی صف میں پھر سزا دی تمکو غم ہو غم کی (اللہ نے تمکو معاف کیا) تاکہ جو کچھ کہ تم نے کھو دیا اُس پر غمگین نہو اور نہ اُس پر جو کچھ کہ تمکو پہنچ

وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۳۷﴾ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَى طَائِفَةً مِّنكُمْ

﴿۱۳۷﴾ (امنتہ نعاساً) یہہ مضمون دو آیتوں میں آیا ہی ایک اسی آیت میں اور دوسرے سورہ انفال کی آیت میں جہاں فرمایا ہی، "اِنْ يَغْشَيْكُمْ النُّعَاسُ اَمْنَةٌ مِّنْهُ" پہلی آیت جنگ اُحد سے متعلق ہی اور دوسری جنگ بدر سے — جنگ اُحد میں یہہ اُس پریش آیا تھا کہ لڑائی شروع ہونے پر مسلمانوں کی فتح اور دشمنوں کی شکست ہوئی شروع ہوئی، مسلمانوں کا ایک گروہ تو بدستور لڑنیکي جگہہ قایم رہا اور لڑا کیا مگر ایک گروہ نے لوت کے لالچ سے اُن مقامونکو جہاں وہ متعین تھے چھوڑ دیا اور لوت پر جا پڑے، دشمن اس بے تربیتی کو دیکھ کر پھر پڑے اور خوب مارا یہاں تک کہ فتح کی شکست ہو گئی اور وہ لوگ جو لوت کے لالچ میں پڑے تھے اور اُنکی دیکھا دیکھی اور لوگ بے تحاشا بھاگ نکلے — آنحضرت صلعم کو بھی ایک گھڑے میں گر پڑے مگر پھر سنبھل کر لوگوں کو پکارا اور اُنہا کیا اور اُن کے دلکو تقویت دی اور دشمنوں پر حملہ کیا وہ بھاگ نکلے اور اخیر کو مسلمانوں کی فتح ہوئی — شکست کے بعد جو لوگوں کے دلکو تقویت اور دوبارہ حملہ کرنیکی جرأت ہوئی اُس کا ذکر خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ان لفظوں سے کیا ہی کہ ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاساً *

دوسری آیت جو جنگ بدر سے متعلق ہی اُس میں یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ مسلمان نہایت اقل قلیل تھے تین سو تک بھی اُنکی تعداد نہ تھی اور ہتھیار بھی نہایت کم معدودے چند تھے اُنکا دفاعاً مقابلہ دشمن کے گروہ کثیر سے جو بخوبی مسلح تھے ہو گیا مسلمانوں پر نہایت مایوسی اور دہشت طاری ہوئی دل چھوڑ گئے دشمنوں کی کثرت سے گھبرا گئے مگر آنحضرت صلعم نے اُنکے دلونکو تقویت دلائی خدا کے ہر وہ پر لڑنیکو آمادہ کیا سب کے دلمیں طمانیت اور جرأت پیدا ہوئی دشمنوں سے مقابلہ کیا اور ایسی بہادری و دلیری سے مقابلہ کیا کہ دشمنوں کا دل چھوڑ گیا وہ بھاگ نکلے اور بہت سے مارے گئے ایک قلیل گروہ کو خدا نے جم غفیر پر فتح دی — اُس پہلی ہراس و مایوسی اور دہشت کے بعد جو تقویت و طمانیت و جرأت مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوئی اُسکا ذکر خدا نے دوسری آیت میں ان لفظوں سے کیا ہی، "اِنْ يَغْشَيْكُمْ النُّعَاسُ اَمْنَةٌ مِّنْهُ" *

اور اللہ خبر رکھتا ہی جو کچھ کہ تم کرتے ہو ﴿۱۷۴﴾ یہو تم پر اس غم کے بعد امن اوتارا ایسا کامل جسمیں اونگہ آ جاوے چھا لیتا تھا ایک گروہ کو تم میں سے

ان دونوں آیتوں میں جو نعاس کا لفظ ہی اُسپر لوگوں نے روایتیں گھڑنی شروع کیں اور کہا کہ درحقیقت اُس لڑائی میں وہ گروہ جس نے فتح حاصل کی اُونگہ گئے تھے، ایک راوی نے ابوطلحہ کا قول نقل کیا کہ ہم ایسے اُونگہ گئے تھے کہ ہمارے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑتی تھی یہو ہم اُسکو اُٹھاتے تھے اور یہو اُونگہ کے مارے چھوٹ پڑتی تھی، یہو ان بے اصل روایتوں پر علماء نے طبع آزمائی شروع کی اور کہا کہ ایسے خوف کی حالت میں اُونگہ کا آجانا ایک معجزہ تھا اور یہہ معجزہ اسلامیہ ہوا تھا کہ مسلمانوں کا ایمان اور خدا کی قدرت پر یقین اور زیادہ بڑھ جاوے، اور فیند آجانے سے کسل و ضعف رفع ہو جاوے، اور جن لوگوں کو دشمن قتل کر رہے تھے اُنکا قتل ہونا ندیکھیں، کیونکہ اگر وہ لوگ جو قتل ہونے سے بچ گئے اُونگہ نجات اور اپنے عزیز و اقارب کو قتل ہوتے دیکھتے تو اُنپر خوف و ہزدلی چھا جاتی — اور جو لوگ باوجود اُونگہ جانے کے قتل ہونے سے بچ گئے اُنکو خدا کی حفاظت پر زیادہ یقین ہو گیا — یہہ ایسے بیہودہ خیالات ہیں کہ جو کوئی اُن کو پڑھتا ہی افسوس کرتا ہوگا *

ہمارے علماء مفسرین کی عادت ہی کہ ضعیف اور موضوع بے اصل روایتوں کو اپنی تفسیروں کا زیور سمجھتے ہیں اور کیسی ہی ضعیف و بے اصل روایت اُن کے کان تک پہنچے قرآن مجید کے اصل مطلب پر غور کیئے بغیر قرآن کی آیتوں کو توڑ مروڑ کر اُن بے اصل روایتوں کے مطابق کرنا چاہتے ہیں، اُسی اپنی عادت کے مطابق اُنہوں نے ان دونوں آیتوں کو بھی توڑا مروڑا ہی *

پہلی آیت میں اُنہوں نے “امنة نعاسا” کو بدل و مبدل منہ قرار دیا ہی یعنی امنہ کو مبدل منہ اور نعاسا کو بدل اور جو کہ بدل و مبدل منہ میں مقصود بدل ہوتا ہی اسلئے اُنہوں نے قرار دیا کہ خدا نے فی الحقیقت نیند ہی کو مسلط کیا تھا — مگر اس مقام پر بدل کل تو صحیح نہیں ہو سکتا اسلامیہ کہ بدل کل اور مبدل منہ میں اتحاد ذاتی ضرور ہی اور امن اور نعاس میں اتحاد ذاتی نہیں — اور بدل بعض بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اُس میں بدل مبدل منہ کا جزو ہونا چاہیئے اور نعاس امن کا جزو نہیں ہی اور عام طور سے بدل اشتمال بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اُس میں بدل کا مبدل منہ سے ایک ایسا تعلق ہونا چاہیئے کہ

و طَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ
ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ

اُسکا تصور مبدل منہ کے تصور کا مستلزم ہو شاید اُنہوں نے امانۃ نعام کو بدل اشتمال کی وہ قسم قرار دیا ہو جسمیں مبدل منہ بدل کا جزو ہوتا ہی اور اُنہوں نے امن کو نعام کا جزو قرار دیا ہوگا کہ وہ بغیر امن کے نہیں ہو سکتی *

سورۃ انفال کی آیت سے یہ مطلب حاصل ہونا نہایت مشکل بلکہ درحقیقت ناممکن ہی، مگر ہمارے مفسرین نے اُس سیدھی صاف آیت کو بھی توڑ مروڑ ڈالا ہی — اُنہوں نے نعام کو یغشی فعل متعدی کا مفعول بہ اور امانۃ کو مفعول لہ قرار دیا ہی، مگر امانۃ مفعول لہ نہیں ہو سکتا تھا اسلئے کہ مفعول لہ ہونیکے لیئے ضرور ہی کہ فعل جو عامل ہی اُسکا اور مفعول لہ دونوں کا فاعل واحد ہو اس جگہ یغشی فعل متعدی کا فاعل تو خدا تھا اور امانۃ جو باب لازمی سے ہی وہ ایک صفت ہی جو خود مخاطبین میں قائم تھی، اب ہمارے مفسرین نے خواہ نخو قرآن مجید کو اُن بے اصل کہانیوں سے ’مطابق کرنیکے لیئے جنکو قبل از غور معانی قرآن بطور سچ کے تسلیم کر لیا تھا، اور امانۃ کو مفعول لہ تھرانے کے لیئے تمام سیاق قرآن مجید کو بدل دیا — صاحب بیضاوی فرماتے ہیں کہ ”وہو مفعول لہ باعتبار المعنی“ فان قوله يغشيكم النعاس متضمن معنی تنعسون “ یعنی امانۃ لفظوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ معنوں کے اعتبار سے مفعول لہ ہی کیونکہ خدا کا یہ کہنا کہ چھا دیا (یعنی اللہ نے) تم پر اُونگھ کو اس کے معنی یہہ ہیں کہ تم اُونگھ گئے — اُونگھ جانا بھی ایک صفت ہی جو مخاطبین میں قائم تھی پس گویا دونوں کے فاعل مخاطبین ہو گئے اور امانۃ کا مفعول لہ ہونا درست ہو گیا *

مگر ہر شخص انصاف سے دیکھ سکتا ہی کہ اس طرح آیت کے معنی قرار دینا بالکل نظم قرآنی کو بدل دینا ہی — اول — یغشی جو متعدی ہی اُسکو باعتبار معنی مفروضہ لازمی قرار دینا ہی — دوسرے — تمام سیاق قرآنی اس مقام پر اس طرح واقع ہوا ہی کہ خدا تعالیٰ اپنے احسانوں کو یاد دلاتا ہی اور اپنے تئیں اُنکا فاعل بیان کرتا ہی — اس آیت کے قبل بیان فرمایا ہی، ”وان يعدکم اللہ“ پھر فرمایا ”ان تستغيثون ربکم فاستجاب لکم“ پھر اُس آیت کے بعد فرمایا ”ان يوحی ربکم“ پس اگر ان یغشیکم النعاس کو بمعنی تنعسون لیا جاوے اور فعل متعدی کو بمعنی لازمی قرار دیا جاوے تو تمام سیاق قرآنی الٹ جاتا

اور ایک گروہ تھا کہ اُن کو اُن کی جانوں ہی نے فکر میں ڈالا تھا گمان کرتے تھے اللہ پر فاحق، جاہلیت کا گمان، کہتے تھے کہ کیا اس کام میں ہمارے اختیار میں کچھ ہے

ہی بلکہ سلسلہ عطف و معطوف کا درست نہیں رہتا، ان تمام خرابیوں کا سبب یہ ہے کہ اُن بے اصل روایتوں پر پہلے سے دلمیں یقین بیٹھا لیا ہے کہ درحقیقت لڑائی میں لوگ سو رہے تھے اور پھر اسکی مطابقت کرنیکو استدلال تکلف کیا ہے *

قرآن مجید کی دونوں آیتوں کے معنی نہایت صاف ہیں، کوئی شخص لڑائی میں نہ سویا تھا نہ اُونگھا تھا، بلکہ، ”امّۃ نعاسا“ سے کنایہ غایت امن اور کامل امن سے ہے۔ انسان اُسی وقت سوتا ہے جب کہ اُس کو دورا امن ہو اس لیئے نعاسا سے غایت امن یا کامل امن کا کنایہ کیا گیا ہے۔ پس پہلی آیت میں ”امّۃ“ موصوف ہے اور ”نعاسا“ اُسکی صفت ہے، مصادر میں تانیث و تذکیر ضروری امر نہیں ہے پس تقدیر کلام کی یوں ہے کہ، ”امّۃ کامّۃ النعاس“ یعنی فیند کا سا امن — جب رسول خدا صلعم نے شکست ہونے کے بعد لوگوں کا دل بڑھایا اور ہمت دلائی تو خدا نے اُن کے دلوں پر کامل اور غایت درجہ کا امن اور تسلی و طمانیت ڈالی کہ وہ شکست کے بعد پھر پڑے اور دشمنوں پر فتح پائی *

تفسیر کبیر میں بھی لکھا ہے کہ بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس آیت میں ”نعاس“ کے لفظ سے کنایہ غایت امن کا ہے، لیکن اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ بغیر کسی دلیل کے لفظ نعاس کے حقیقی معنی چھوڑ کر متجازی معنی لیئے جاتے ہیں، مگر یہ اعتراض اُن کا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس جگہ لفظ نعاس کو متجازی معنوں میں لیئے کے لیئے خود سورہ انفال کی آیت دلیل موجود ہے جیسیکہ ہم بیان کرتے ہیں *

اور جبکہ ہم نعاس کو امن کامل سے کنایہ کہتے ہیں تو اگر ”امّۃ نعاسا“ کو بدل و مبدل منہ ہی قرار دیں تو بھی کچھ ہرج نہیں ہے، کیونکہ امن کامل اور امن میں اتکاد ذاتی ہے اس صورت میں ”امّۃ نعاسا“ بدل کل ہو جاویگا جیسیکہ سورہ انفال کی آیت میں ہے *

جو معنی کہ مفسرین نے سورہ انفال کی آیت کے لیئے تھے اُن کی غلطی اور بے ترتیبی ہم نے اوپر بیان کر دی ہے، اور وہ بے ترتیبی اسی لیئے کی گئی تھی کہ جو غلط معنی سورہ آل عمران کی آیت کے قرار دیئے تھے اُسی کے مطابق سورہ انفال کی آیت کے معنی

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهُ لِلّٰهِ يَخْشَوْنَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ مَا لَا يَبْدُوْنَ لَكَ
 يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَا قَتَلْنَا هٰٓهٖنَا قُلْ لَوْ
 كُنْتُمْ فِيْ بَيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كَتَبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلَ اِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ
 وَ لَا يَبْتَلِيْ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ لِيَمْلِكَنَّ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ
 وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذٰتِ الصُّدُوْر ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلّٰوْا مِنْكُمْ يَوْمَ
 التَّقْيِ الْجَمْعَانِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَ لَقَدْ
 عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
 لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لَاخٰوَانُهُمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ
 اَوْ كَانُوْا غَزٰٓى اَوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَانُوْا وَ مَا قَتَلُوْا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ
 ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ

ہوجاویں، لیکن جب اُن تمام خیالات کو جو پہلے سے دل میں بٹھا لیئے ہیں دور کر دیا
 جاوے تو سورۃ انفال کی آیت کے معنی صاف ہو جاتے ہیں اور سورۃ آل عمران کی آیت کے
 معنی اُس مطلب کے بالکل مطابق ہیں جو ہم نے بیان کیا ہے *
 سورۃ انفال کی آیت کے یہ لفظ ہیں ”اِذْ يَغْشِيْكَ الْغَاسُ اَمْنَةً مِنْهُ“ یعنی جب کہ
 چھا دیا تم پر خدا نے اونگھ کو کہ وہ امن تھا خدا کی طرف سے — اس آیت میں
 ”غاس“ کا لفظ مبدل منہ ہی اور ”امنتہ“ موصوف ہی اور ”منہ“ جار مجرور نازلۃ
 کے متعلق ہو کر صفت ہی موصوف کی اور موصوف صفت دونوں ملکر بدل میں مبدل منہ
 سے جیسے کہ آیت ”بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةً كَ الذِّبَةِ“ میں ہی — بدل و مبدل منہ میں مبدل منہ

کہدے (اے پیغمبر، کہ تمام کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں) چہانے رکھتے ہیں اپنے دلوں میں وہ باتیں جو نہیں ظاہر کرتے تجھ پر، کہتے ہیں کہ اگر اس کام میں ہمارے اختیار میں کچھ ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے، کہدے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو بھی بے شک وہ لوگ جن پر قتل ہونا لکھا تھا اپنے قتل ہونے کی جگہ پر نکل پڑتے ہوتے، اور تاکہ امتحان کر لے اللہ جو کچھ کہ تمہارے سینوں میں ہے اور کسوٹی پر کس لے جو کچھ کہ تمہارے دلوں میں ہے، اور اللہ جانتا ہی دلوں کی باتوں کو ﴿۱۶۸﴾ بے شک جنہوں نے تم میں سے پیٹھ پیٹ دی ہو فوجوں کے بھڑ جانے کے دن اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ڈمکا دیا اُن کو شیطان نے اُن بعض کاموں کے سبب جو اُنہوں نے کیئے، اور ہاں بے شبہ اللہ نے اُن کو معاف کیا، بے شک اللہ بخشنے والا حلم والا ہی ﴿۱۶۹﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اُن لوگوں کی مانند مت ہو جو کافر ہوئے اور اپنے بھائیوں کو کہا جب کہ وہ سفر کرنے کو چلے یا جب وہ لڑائی پر تھے کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ کر دے اللہ اُس کو پچھتاوا اُن کے دلوں میں

مقصود بالذات نہیں ہوتا بلکہ بدل مقصود بالذات ہوتا ہی، پس ظاہر ہی کہ نعاس مقصود بالذات نہیں ہی بلکہ امن من اللہ مقصود بالذات ہی، اس سے ثابت ہوتا ہی کہ در حقیقت نعاس نازل نہیں ہوا تھا بلکہ امن نازل ہوا تھا اور نعاس کا لفظ صرف امن کامل سے کنایہ ہی — امن کامل سے امن من اللہ زیادہ تر افضل ہی اسلیئے اُس کا بدل ”امنة منه“ لایا گیا ہی، یہہ معنی ایسے صاف ہیں جنکو ہر شخص ادنیٰ غور کے بعد تسلیم کر سکتا ہی اور دونوں آیتوں میں بلا کسی تکلف کے مطابقت ظاہر ہوتی ہی اور پہلی آیت میں نعاس کے لفظ کو کنایہ غایت امن سے قرار دینے کو خیر دوسری آیت بطور دلیل کے موجود ہی، نا فہم و تدبر، *

وَاللَّهُ يَهْدِي وَيُضِلُّ وَمَا تَعْمَلُونَ بِصِيرٍ ﴿١٥٠﴾ وَلَئِنْ
 قَاتَلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مَاتُمْ أَمْغُفَرَهُ مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَةً
 خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿١٥١﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ أَوْ قَاتِلُوا لِيَاللَّهُ
 تَكْشِرُونَ ﴿١٥٢﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لَنْتُمْ لَهُمْ وَأَوْ كُنْتُمْ فُظَا
 غُلِيظَ الْقُلُوبِ لَا انْقَضُوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ
 لَهُمْ وَشَاوَرَهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ
 يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٣﴾ إِنْ يَنْصُرْكُمْ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ
 يَخْذَلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
 الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٥٤﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغْلُ وَ مَنْ يَغْلُ يَأْتِ
 بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثُمَّ تَوْفَى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ
 لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٥٥﴾ أَفَمِنْ أَتْبَعَ رِضْوَانِ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطِ
 مِنَ اللَّهِ وَمَا وَجَّهَهُمْ وَ بَثَّسَ الْمَصِيرَ ﴿١٥٦﴾ هُمْ دَارِجَتِ
 عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ بِصِيرِ بَمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٥٧﴾ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
 إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ

اور اللہ جلاتا ہی اور مارتا ہی اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اُسکو دیکھتا ہی (۱۵۰)

اور اگر تم مارے جاؤ اللہ کی راہ میں یا مرجاؤ تو بلاشبہ بخشش اللہ کی اور رحمت بہترو ہی اُس سے جو وہ جمع کرتے ہیں (۱۵۱) اور اگر تم مرجاؤ یا مارے جاؤ بے شبہ اللہ کے پاس لیجائے جاؤ گے (۱۵۲) پھر خدا کی رحمت سے ہی کہ تو اُنکے لیئے نرم (مزاج) ہوا اور اگر تو تندخو اور سخت دل ہوتا تو تیرے ارد گرد سے بھاگ جاتے، پھر اُنکو معاف کر اور اُنکے لیئے (خدا سے) معافی چاہ اور اس کام میں اُن سے مشورہ کر پھر جب تو مصمم ارادہ کرے تو اللہ پر توکل کر، بے شک اللہ دوست رکھتا ہی توکل کرنے والوں کو (۱۵۳) اگر تمہاری مدد خدا کرے تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں، اور اگر تم کو خوار کرے تو پھر کون ایسا ہی جو اُس کے بعد تمہاری مدد کرے اور اللہ پر توکل کرتے ہیں ایمان والے (۱۵۴) اور کسی نبی کے لایق نہیں ہی کہ (غنیمت کے مال میں) غبن کرے اور جو کوئی غبن کریگا آویگا اُس چیز سمیت جسکو غبن کیا ہی قیامت کے دن پھر پوری دی جاویگی (سزا) ہر ایک شخص کو اُس کی جو اُس نے کمایا ہی اور اُن پر ظلم نہ کیا جاویگا (۱۵۵) پھر کیا وہ شخص جس نے تابعداری کی اللہ کی رضامندی کی اُس شخص کی مانند ہوگا جس نے کمایا غصہ اللہ کا اور اُسکی جگہ جہنم ہی اور بڑی جگہ جانے کی ہی (۱۵۶) اُنکے درجے ہیں اللہ کے پاس اور اللہ دیکھتا ہی جو کچھ وہ کرتے ہیں (۱۵۷) بے شک اللہ نے احسان کیا ہی ایمان والوں پر جب بھیجا اُن میں رسول انہی میں سے پڑے سناتا ہی اُنکو اُسکی نشانیاں

و يَزَيِّهِمْ وَيَعْلَمُ الْكُتُبَ وَالْحِكْمَةَ وَ إِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ
لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿١٥٨﴾ أَوْ لَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ
مِثْلَهَا قُلْتُمْ أَنَا هَذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٥٩﴾ وَ مَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ التَّتْيِ الْجَمْعِ فَبَدَّانِ
اللَّهُ وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ
لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ دَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ
قِتَالًا لَا تَبْعَنَكُمُ هُمْ لِلْكَفَرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ﴿١٦٠﴾
يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا
يَكْتُمُونَ ﴿١٦١﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِأَخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا
مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرِكُوا أَنْفُسَكُمْ الْمَوْتُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٢﴾
وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا

﴿١٦٢﴾ (ولا تحسبن الذين) اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی نے تفسیر
کبیر میں مفسرین کے تمام رطب و یابس اقوال نقل کیئے ہیں، انہیں سے صرف قول ام
بلخی کا صحیح و درست ہی جسکو ہم اس آیت کی تفسیر میں کافی سمجھتے ہیں اور
وہ یہ ہے کہ ”مرے ہوئے شخص کا جب دین کے لحاظ سے بہت بڑا درجہ ہو اور قیامت
میں اُسکو خوشی اور بزرگی اور سعادت نصیب ہونے والی ہو تو اُسکی نسبت یہ کہنا کہ وہ
زندہ ہی مرا نہیں صحیح ہی، جیسے کہ ایک جاہل کی نسبت جس سے نہ اُسکی ذات

اور پاک کرتا ہی اُنکو اور سکھاتا ہی اُنکو کتاب اور حکمت اور بے شک وہ تھے اس سے پہلے کہلی ہوئی گمراہی میں (۱۵۸) کیا جب تمکو پہونچتی مصیبت (اُحد کی لڑائی میں)
 بے شک پہونچتے تھے تم اُس سے دو چند کو (بدر کی لڑائی میں) تمنے کہا کہ یہہ کہاں سے
 ہی (یعنی بدر کی لڑائی کی مصیبت) کہدے کہ وہ خون تمہیں میں سے ہی بے شک
 اللہ ہر چیز پر قادر ہی (۱۵۹) اور جو کچھہ تمکو پہونچا دو گروہوں کی مٹ بھیڑ کے دن
 بہر اللہ کے حکم سے تھا اور تاکہ جان لے ایمان والوں کو اور تاکہ جان لے اُن لوگوں کو جنہوں
 نے نفاق کیا اور کہا دُیا اُنکو بڑھو لڑو اللہ کی راہ میں یا (کافروں کے حملے کو) دفع کرو
 کہنے لگے کہ اگر ہم لڑنا چاہتے تو بے شک تمہاری پیروی کرتے وہ کفر کے لڈئے اُس دن قریب
 تر تھے بہ نسبت اس کے کہ اُنمیں سے (کوئی) واسطے ایمان کے (۱۶۰) کہتے ہیں اپنے منہوں
 سے جو نہیں ہی اُن کے دلوں میں اور اللہ جانتا ہی جو وہ چھپاتے ہیں (۱۶۱) جن لوگوں
 نے کہا اپنے بھائیوں کو اور آپ بیٹھہ رہے کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے کہدے کہ
 ہٹادو اپنے آپ سے موت کو (۱۶۲) اور نہ گن اُن لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں

مرے ہوئے

کو نفع پہونچتا ہو نہ کسی دوسرے کو یہہ کہنا صحیح ہی کہ وہ مردہ ہی زندہ نہیں ہی،
 اور جیسیکہ احمق آدمی کی نسبت کہا جاتا ہی کہ وہ گدھا ہی، اور مونی آدمی کی نسبت
 کہا جاتا ہی کہ وہ درندہ ہی — کہتے ہیں کہ جب عبدالہلک بن مردان زہری سے ملے
 اور اُن کی تفقہ اور تحقیق کو جانا تو اُنکے باپ کی نسبت جو مرچکے تھے کہا کہ، وہ شخص
 نہیں مرا جسنے تجھسا بیتا چھوڑا، غرض کہ اس میں کچھہ شک نہیں کہ انسان جب کہ
 مرجاوے اور کوئی اچھا کلم اور اچھی یادگاری چھوڑ جاوے تو اُسکی نسبت بطریق معجاز

بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿۱۶۳﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ
 اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَ يَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ
 مِنْ خَلْفِهِمْ إِلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۶۴﴾
 يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ وَ فَضْلٍ وَ أَنَّ اللَّهَ لَا يَضِيعُ
 أَجْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۶۵﴾ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ
 مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ الَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۶۶﴾
 الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

کہا جاتا ہی کہ وہ مرا نہیں بلکہ زندہ ہی، اسطرح اس آیت میں شہدا کی نسبت کہا
 گیا ہی کہ وہ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں *

تمام الفاظ جو اس آیت میں آئے ہیں وہ اسی مطلب پر دلالت کرتے ہیں جو اصم بلخعی نے
 بیان کیا ہی، مثلاً اس آیت میں ہی کہ ”بل احیاء عند ربهم“ یعنی بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے
 پروردگار کے نزدیک، اس لفظ سے کہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں ثابت ہوتا ہی کہ انکی
 زندگی زندہ انسانوں کی سی زندگی نہیں ہی، اور نہ اُس زندگی کو ابدان سے کچھ تعلق
 ہی۔۔۔ ”یُرْزَقُونَ فَرِحِينَ“ کے بعد آیا ہی ”بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ“ یعنی اُنکا رزق دیا جانا اور خوش
 ہونا اُن اشیاء یا اسباب سے نہیں ہی جس سے ایسے زندے جنکو تعلق ابدان سے ہوتا ہی
 رزق دینے جاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، بلکہ اُنکا رزق دیا جانا اور خوش ہونا اُس چیز
 سے ہی جو خدا نے اُن کو دی ہی — پھر آگے اُسکا بیان کیا ہی کہ وہ چیز کیا ہی، وہ
 اللہ کا فضل ہی — پس معنی یہہ ہوئے کہ وہ اللہ کے فضل اور کرم و رحمت سے رزق دیئے
 جاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں نہ مثل زندہ انسانوں کے اشیاء خوردنی و نوشیدنی سے *

تفسیر کبیر میں ایک حدیث نقل کی ہی کہ ”قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اہبت عند ربی
 یطعمنی ویستغنی“ یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں ایک رات خدا کے پاس

بلکہ زندہ ہیں اپنے پرور دگار کے نزدیک رزق دیئے جاتے ہیں ﴿۱۶۳﴾ خوش ہیں اُس چیز سے جو دیاہی اُن کو اللہ نے اپنے فضل سے خوش خبری دیتے ہیں (ایک دوسرے کو) اُن لوگوں سے جو اُنکے بعد (ابھی تک) اُنسے آکر نہیں ملے (یعنی ابھی تک شہید نہیں ہوئے) کہ اُنکو کچھ خوف نہیں ہی اور نہ وہ غمگین ہونگے (یعنی شہید ہونے کے بعد) ﴿۱۶۴﴾ خوش خبری دیتے ہیں (اپنے آپکو) اللہ کی نعمت سے اور فضل سے اور بے شک اللہ نہیں ضایع کرتا اجر ایمان والوں کا ﴿۱۶۵﴾ جن لوگوں نے قبول کیا (حمراءِ اسد میں ابو سفیان کے حملہ کو روکنے کے لیئے جانا) اللہ و رسول کے لیئے بعد اس کے کہ اُن کو زخم پہونچا تھا (اُحد کی لڑائی میں) تو اُن میں سے اُن لوگوں کے لیئے جنہوں نے اچھے کام کیئے اور پڑھیز گاری کی بہت بڑا اجر ہی ﴿۱۶۶﴾ وہ لوگ جن سے لوگوں نے کہا تھا کہ بے شبہ بہت لوگ تمسے لڑنیکو جمع ہوئے ہیں (بدر صغریٰ کے مقام میں) پھر اُنسے ترو

مہمان رہا وہ مجھکو کھلاتا تھا اور مجھکو پلاتا تھا — اسپر امام رازی ارقام فرماتے ہیں کہ کچھ شک نہیں کہ اس کھانے اور پینے سے، معرفت و محبت الہی اور انوارِ عالم غیب سے اکتسابِ نور مراد ہے — ہم اسوقت نہ اس حدیث کی صحت و عدم صحت پر بحث کرتے ہیں، نہ اُسکے معنوں پر، بلکہ اس مقام پر اُسکو صرف اسلامی نقل کیا ہی کہ علماء اسلام نے متعدد جگہ طعام و شراب سے یعنی رزق سے وہ معنی مراد لیئے ہیں جو ارواح سے متعلق ہوتے ہیں نہ ابدان سے *

اب یہ سوال باقی رہتا ہی کہ مرنے کے بعد کیا چیز باقی رہتی ہی، جسکی نسبت کہا جاتا ہی کہ ”یرزقون! فرحین من فضلہ“ اسکا جواب یہی ہو سکتا ہی کہ وہ چیز باقی رہتی ہی جسکو روح کہتے ہیں — روح کی اور اُسکی بقا کی اور اُسکی فرحت و الم کی بحث نہایت دقیق و طویل ہی ہم اُسکو اس مقام میں مخلوط کر دینا نہیں چاہتے، بلکہ اس بحث کو جہاں تک کہ ہماری سمجھ اور ہمارے خیال کی رسائی ہی، اور جہاں تک کہ قرآن مجید سے اُسکو ہم مستنبط کر سکے ہیں اور جو ایک ایسی بحث ہی کہ انسان کی زندگی میں تجربہ میں نہیں آسکتی سورہ بنی اسرائیل کی اُس آیت کی تفسیر میں بیان کریں گے جس میں خدا نے فرمایا ہی ”قل الروح من امر ربی“

فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿١٦٧﴾ فَانْقَلَبُوا
بِنِعْمَةِ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمَسَّهُمْ سُوٌّ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ
وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿١٦٨﴾ إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ
فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٦٩﴾ وَلَا يَحْزَنُكَ
الَّذِينَ يَسَارِعُونَ فِي الْكُفْرَانِهِمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا يُرِيدُ
اللَّهُ الْأَيْجَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ وَاهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٠﴾
إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوْا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا
وَاهُمْ عَذَابُ أَلِيمٌ ﴿١٧١﴾ وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمَلِّي
لَهُمْ خَيْرًا لَّأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمَلِّي لَهُمْ لِيُذِذُوا وَإِنَّمَا لَهُمْ عَذَابٌ
مُهِينٌ ﴿١٧٢﴾ مَا كَانَ لِلَّهِ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى
يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ﴿١٧٣﴾ وَمَا كَانَ لِلَّهِ لِيُطَاعَكُمْ عَلَى
الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مَنْ رَسَلَهُ مِنْ يَشَاءُ فَامْنُوا بِاللَّهِ
وَرَسَلَهُ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٤﴾ وَلَا
يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنْتُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ

اس کہنے نے اُنکے ایمان کو زیادہ کر دیا اور اُنہوں نے کہا کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہی اور اچھا کارساز ہے۔ پھر وہ وہاں سے پھر آئے اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل کے ساتھ اُنکو کسی برائی نے چھوا تک نہیں اور اُنہوں نے پیروی کی اللہ کی رضامندی کی اور اللہ بڑا فضل والا ہی ہے۔

اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ یہ کہنے والا شیطان تھا دُرّاتا تھا اللہ کے دوستوں کو پھر تم اُنسے مت ڈرو اور معجزہ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔ اور تجھکو غمگین نہ کریں گے (اے پیغمبر) وہ لوگ جو بڑھے جاتے ہیں کفر میں بے شک وہ کچھ بھی اللہ کو ضرر نہیں پہنچا سکتے خدا چاہتا ہی کہ اُنکے لئے کوئی حصہ آخرت میں نہ کرے اور اُنکے لئے بڑا عذاب ہی ہے۔ بے شک جن لوگوں نے خریدنا کفر کو ایمان کے بدلے وہ کچھ بھی اللہ کو ضرر نہ پہنچا دینگے۔

اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو کافر ہوئے کہ ہمارا اُن کو مہلت دینا اُنکے حق میں بہتر ہی اسکے سوا کچھ نہیں کہ ہم اُنکو اسلئے مہلت دیتے ہیں تاکہ گناہوں میں زیادہ ہو جاویں اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہی ہے۔

نچھوڑیگا اللہ ایمان والوں کو اُس حالت پر جس پر کہ تم اب ہو یہاں تک کہ جدا کرے پاک کو ناک سے۔ اور نہ مطلع کریگا تمکو اللہ غیب پر ولیم اللہ چن لیتا ہی اپنے رسولوں میں سے جسکو چاہتا ہی پھر ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور پڑھیز گاری کرو گے تو تمہارے لئے بڑا اجر ہی ہے۔ اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اُس میں جو دیا ہی اُنکو اللہ نے اپنے فضل سے کہ وہ (بخل) اُنکے لئے اچھا ہی

بَلْ هُوَ شَرُّ الْهَمِّ ﴿۱۷۵﴾ سَيَطَوَّعُونَ مَا بَخُلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلِلَّهِ
 مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۱۷۶﴾
 لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ
 أَغْنِيَاءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْآنَبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنَقُولُ
 ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿۱۷۷﴾ ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْت أَيْدِيكُمْ وَ
 أَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ الْمَعْبُودِ ﴿۱۷۸﴾ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ عَهْدُ
 إِلَيْنَا إِلَّا نُوْمنَ لِرَسُولٍ حَتَّىٰ يَأْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ ﴿۱۷۹﴾

﴿۱۷۹﴾ (یا تینا بقریان تاکلہ النار) یہودی جس جانور کی قربانی بغیر تقرب الی اللہ
 یا بطور کفارہ گناہ کرتے تھے اُس کو ذبح کرنے کے بعد آگ میں جلا دیتے تھے، توریت سے معلوم
 ہوتا ہے کہ یہہ (رسم حضرت آدم اور حضرت نوح کے وقت سے چلی آتی تھی، تاریخ کی
 کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بت پرست لوگوں میں اور یونانی بت پرستوں میں بھی یہہ
 رسم تھی، مذہب اسلام اس قسم کی قربانیوں کے بالکل بر خلاف تھا — اسپر یہودیوں نے
 آنحضرت صلعم سے کہا کہ ”توریت میں حکم ہے کہ کسی نبی پر جب تک کہ وہ ایسی قربانی
 نہ کرے جسکو آگ جلا دے ایمان نہ لاؤ“ — خدا نے اُن پر حجت الزامی قائم کی کہ آنحضرت
 صلعم سے پہلے تمہارے پاس انبیاء صریح نشانیاں لیکر آئے اور جس طرح کہ تم کہتے ہو اسی طرح
 کی قربانی بھی اُنہوں نے کی، پھر تم نے اُنکو مار ڈالا اگر تم سچے ہو — اس سے ثابت
 ہوا کہ تمہارا یہہ بیان کہ ”توریت میں ایسا حکم ہے اور تمہارا یہہ کہنا کہ جو نبی ایسی
 قربانی کرے اسپر ایمان لاؤ گے یہہ دونوں باتیں سچ نہیں ہیں *

ہمارے علماء مفسرین نے اس مقام پر بڑی غلطی کی ہے، اُنہوں نے یہودیوں کی بعض
 یہودہ روایتوں سے یہہ سن لیا کہ جو قربانی آگ سے جلائی جاتی تھی اُسکے جلانے کو آسمان
 پر سے ایک سفود آگ بغیر دھڑکن کے ایک سن سناہٹ کے ساتھ اُترتی تھی، اور قربانی کیٹے

بلکہ وہ اُن کے لیئے برا ہی [۱۷۵] جس چیز کا کہ اُنہوں نے بغفل کیا ہی اُسی کا طوق
 قہامت کے دن اُن کو پہنایا جاویگا اور اللہ کے لیئے ہی مہراث آسمانوں کی اور زمین
 کی اور اللہ خبر رکھتا ہی اُس کی جو تم کرتے ہو [۱۷۶] بے شک اللہ نے سنا اُن لوگوں
 کا کہنا جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ فقیر ہی اور ہم غنی ہیں ہم لکھ رکھتے ہیں جو کچھ
 کہ اُنہوں نے کہا اور (لکھ رکھتے ہیں) اُن کا نبیوں کو مارنا ناحق اور ہم کہیں گے (یعنی
 قہامت کے دن) کہ چکھو جلانے والا عذاب [۱۷۷] یہہ اُسکا بدلا ہی جو تمہارے ہاتھوں نے
 آگے بھیجا ہی اور بے شک اللہ ظلم کرنے والا نہیں ہی بندوں پر [۱۷۸] وہ لوگ جنہوں نے کہا
 کہ بے شک اللہ نے ہم اُسے عہد لیا ہی اِکے ہم نہ ایمان لائیں کسی رسول پر جب تک کہ
 ہمارے پاس ایسی قربانی لاوے کہ اُسکو آگ کھالے [۱۷۹]

ہوئے جانور کو جلا کر خاکستر کر جاتی تھی - اُنہوں نے سمجھا کہ انبیاء بنی اسرائیل کا یہہ
 معجزہ تھا اور یہودیوں نے یہی معجزہ آنحضرت صلعم سے طلب کیا تھا — آنحضرت صلعم
 نے یہہ معجزہ تو نہیں دکھایا مگر اور دلیلوں سے اُن کو ساکت کر دیا *
 یہہ خیال مفسرین کا متحضر غلط ہی، توریت میں کہیں یہہ حکم نہیں ہی کہ جب
 تک کوئی نبی آگ سے جلنے والی قربانی نکرے اُسپر ایمان مت لاؤ — اور نہ توریت میں
 کہیں اسبات کا ذکر ہی کہ قربانی کے جلائیکو آسمان پر سے آگ اُترتی تھی *
 قربانی سوختنی کا ذکر بہت جگہ توریت میں آیا ہی، حضرت موسیٰ نے اُسکے قواعد
 مقرر کیئے ہیں اور وہ سب قواعد (جنکو پڑھ کر تعجب ہوتا ہی) توریت سفر لویان
 میں مندرج ہیں، اُس سے ثابت ہی کہ قربانی سوختنی کو کالہن آگ جلا کر اُس میں
 جلا دیتا تھا، چنانچہ باب اول سفر لویان ورس ۶ و ۷ میں لکھا ہی کہ، ”قربانی سوختنی را
 پوست کلدہ آفرایا پارہ پارہ نماید، و پسران ہارون کالہن آتش را بر مذبح بگذارند و ہوزم را
 بالای آتش بچھنند“ اسطرح اور بہت سے مقام ہیں جنہیں ذکر ہی کہ کالہن آگ جلا کر
 اُس میں قربانی سوختنی کو جلاتے تھے نہ یہہ کہ آسمان پر سے آگ اُترتی تھی *
 انسان کے گناہوں کے کفارہ میں قربانی کرنا اور انسان کے جرم کے سبب ایک جانور

قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ
 فَلَمْ قَتَلْتَهُمْ هُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۸۰﴾ فَاِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ
 كَذَّبَ رَسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْکُتُبِ
 الْمُنِيرِ ﴿۸۱﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَا نِقَّةٍ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوفُونَ اَجُورَ
 كُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ
 فَازَ وَاِلَى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعٌ الْغُرُورِ ﴿۸۲﴾ لَتَبْلُوُنَ فِيْ
 اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اَوْتُوا الْکُتُبَ
 مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوا اِنِّیْ كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا
 وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۸۳﴾ وَاِنْ اَخَذَ اللّٰهُ

کی جان مارنا اور یہہ سمجھنا کہ انسان اُس گناہ سے پاک ہو گیا ایک عجیب و غریب
 خیال ہی جو نہایت تاریکی اور جہالت کے زمانہ میں لوگوں کو پیدا ہوا تھا — عام
 جاہلوں کے خیال کا بقیہ ہو ایک زمانہ میں چلا آتا ہی، اور کیسا ہی بڑا مصلح ہو کچھ
 نہ کچھ اُسکا دھبہ اُسکے زمانہ میں بھی باقی رہتا ہی، انبیاء علیہم السلام ایسے امور کی جو خدا
 کی وحدانیت اور ایمان کے برخلاف نہ تھے، اور ایسے امور کی جس نے عام جاہلوں کے خیال
 میں کسی قسم کا خیال تقدس و تقرب الی اللہ پیدا ہوتا تھا (گو فی نفسہ وہ بے اصل ہی ہو)
 کچھ پرواہ نہ کرتے تھے اور اُسی حال پر چھوڑ دیتے تھے، یہی سبب تھا کہ حضرت موسیٰ نے
 اُس قدیم رسم کو جاری رہنے دیا، لیکن نبی آخر الزمان کا یہہ کام تھا کہ اس قسم کے خیالات
 کو بھی توڑ دے — کسی قربانی کا حکم بطور انسانی گناہ کے کفار کے قرآن مجید میں
 نہیں آیا ہی، حج کی قربانیاں نہ حقیقت مذہبی قربانیاں نہیں ہیں، نہ اُنکی فرضیت

کہدے (اے پیغمبر) کہ بے شک تمہارے پاس رسول آئے مجتہد سے پہلے صریح (نشانوں) کے ساتھ اور اُس کے ساتھ جو تمنہ! کہا پھر کس لیئے تمنہ! اُنکو مار دالا اگر تم سچے ہو (۱۸۰) پھر اگر وہ تجھکو جھٹلاویں تو بے شک جھٹلائے گئے ہیں رسول تجھسے پہلے آئے تھے صریح نشانوں اور صحیفوں اور روشن کتابوں کے ساتھ (۱۸۱) ہر جاندار موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے! اور اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہاری مزدوریاں قیامت کے دن پوری دی جاوینگی، پھر جو کوئی آگ سے بچا دیا گیا — اور جنت میں داخل کیا گیا تو بے شک مزاح کو پھونچا، اور دنیا کی زندگی کچھ ہی نہیں مگر پونجی فریب دینے والی (۱۸۲) البتہ تم آزمائے جاوگے اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں، اور البتہ تم سب کو اُن لوگوں سے جنکو کتاب دی گئی ہے اور اُن لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سی ایذا دینے والی باتیں، اور اگر تم صبر کروگے اور پڑھو گاری کروگے تو بے شک یہہ ہمت کے

کاموں میں سے ہے (۱۸۳) اور جسوقت وعدہ لیا اللہ نے

قرآن مجید سے یا نص صریح سے پائی جاتی ہے، یہی سبب ہے کہ ہمارے علماء مجتہدین نے کتب فقہ میں کسی قربانی کو فرض نہیں قرار دیا ہے، زیادہ سے زیادہ جو کوشش کی ہے تو واجب لکھا ہے اور ہم کو اُس میں بھی کلام ہے *

اسلام نے کوئی قربانی بطور تقرب الی اللہ یا بطور کفارہ گناہ مقرر نہیں کی، یہودی سمجھتے تھے کہ بدون قربانی سوختنی انسان پاک ہو نہیں سکتا، پھر وہ کیونکر ایسے نبی پر ایمان لاتے جس کے ہاں انسان کے گناہوں کے کفارہ کے لیئے نہ قربانی تھی نہ قربانی سوختنی، وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم ایسے نبی پر ایمان لائے تو گناہوں سے کیونکر پاک ہونگے — مگر وہ نہ سمجھے کہ اسلام نے گناہوں سے پاک ہونے کے لیئے کسی بے گناہ جانور کے مارنے کے بدلے خود گناہگار کے دل کی قربانی مقرر کی ہے جسکو مذہبی اصطلاح میں قربہ و استغفار سے تعبیر کیا ہے، اور یہی قربانی حقیقت میں حقیقی قربانی ہے *

مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ
 فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبُئْسَ مَا
 يَشْتَرُونَ ﴿٨٧﴾ لَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُوتُوا وَيَسْتَكْبِرُونَ
 أَنِ يُحَكِّمُوا بِهِمَ لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسِبْنَهُمْ بِمُقَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ
 وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٨٨﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٨٩﴾ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
 وَاخْتِلَافِ أَلْوَانِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٩٠﴾ الَّذِينَ
 يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ
 فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا
 سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٩١﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ مَن قَدْ دَخَلَ النَّارَ
 فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٩٢﴾ رَبَّنَا إِنَّنا سَمِعْنَا
 مَنَّا يَا أَيُّهَا الْإِيمَانُ أَنْ آمَنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ﴿٩٣﴾ رَبَّنَا فَاعْفُوْا لَنَا
 ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ﴿٩٤﴾ رَبَّنَا وَ
 إِنَّا مَا وَعَدْتُنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ

اُن لوگوں سے جنکو کتاب دی گئی تھی کہ بتا دیں گے اُسکو لوگوں کو اور اُسکو نہ چھپا دیں گے پھر پھینک دیا، اُسکو اُنہوں نے اپنی پیٹھوں کے پیچھے اور لیا اُسکے بدلے میں مول تھوڑا پھر بری ہی وہ چیز جو وہ لیتے ہیں ﴿۱۸۷﴾ مت اگمان کر اُن لوگوں کو جو خوش ہوتے ہیں اُسکام سے جو اُنہوں نے کیا اور پسند کرتے ہیں کہ اُنکی تعریف کی جائے اُسپر جو اُنہوں نے نہیں کیا پھر مت گمان کر اُنکو عذاب سے چھٹکارے میں اور اُنکے لیئے عذاب ہی دکھ دینے والا ﴿۱۸۸﴾ اور اللہ ہی کے لیئے ہی بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہی ﴿۱۸۹﴾ بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے اختلاف میں البتہ نشانیاں ہیں عتلمندوں کے لیئے ﴿۱۹۰﴾ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کہنے اور بیکہ اور اپنی کورت پر لیئے اور سوچتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار یہہ جو کچھ تونے پیدا کیا ہی بیفائدہ نہیں ہی تو پاک ہی پھر بچھا ہمکو آگ کے عذاب سے ﴿۱۹۱﴾ اے ہمارے پروردگار بے شک تو جسکو دوزخ میں ڈال دے تو بے شبہہ تونے اُسکو ذلیل کیا اور ظالموں کے لیئے کوئی مدد گار نہیں ﴿۱۹۲﴾ اے ہمارے پروردگار بے شک ہمنے سنا منادی کرنے والے کو ایمان کے لیئے منادی کرتا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ پھر ہم ایمان لائے ﴿۱۹۳﴾ اے پروردگار ہمارے پھر ہمارے لیئے ہمارے گناہ بخش دے اور ہمسے ہمارے گناہ دور کر دے اور ہمکو نیکوں کے ساتھ موت دے ﴿۱۹۴﴾ اے ہمارے پروردگار اور ہمکو وہ دے جسکا تونے ہمسے اپنے رسولوں کی زبان پر وعدہ کیا ہی اور ہمکو قیامت کے دن

أَنْكَ لَا تُخَلِّفُ الْوَعْدَ ۚ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ
 عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّمَّنْ ذَكَرَ أَوْ أَنثَىٰ بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ ۚ
 قَالَتِ الْيَهُودُ هَاجِرُوا وَ أَخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ أَوْدُوا فِي
 سَبِيلِي وَ قَتَلُوا وَ قَتَلُوا لَكَفَرْنَ عَنْهُمْ سِيَّاتِهِمْ وَ لَا دُخْلَ لَهُمْ
 جَنَّتُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ
 عِنْدَهُ حَسَنُ التَّوَابِ ۚ لَا يَغْرَنَكَ نَقْلُ الَّذِينَ كَفَرُوا
 فِي الْبَلَاءِ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَا وَ آهِمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ
 الْمِهَادُ ۚ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لِيُمْسِكُوا جَنَّتُ تَجْرِي مِنْ
 تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نَزَّلًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَ مَا عِنْدَ
 اللَّهِ خَيْرٌ لِلْآبِرَادِ ۚ وَ إِنْ مِنْ أَعْلَى الْكُتُبِ لَمَنْ يُؤْمِنُ
 بِاللَّهِ وَ مَا أَنْزَلَ الْبُكْمُ وَ مَا أَنْزَلَ أَيْهِمْ خَشَعِينَ لِلَّهِ لَا
 يَشْتَرُونَ بِأَيْتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ أُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ
 عِنْدَ رَبِّهِمْ إِنْ اللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 اصْبِرُوا وَ صَابِرُوا وَ رَاطِبُوا وَ اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۚ

ذلیل مت کر پے شک تو وعدہ کے برخلاف نہیں کرتا ﴿۱۹۲﴾ پھر قبول کر لیا اُن کے لیئے اُنکے پروردگار نے (اُنکی دعا کو اور کہا کہ) میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے مودیا عورت کا عمل ضائع نہ کروں گا ایک تم میں سے ایسا ہی جو سہ دوسرا ﴿۱۹۳﴾ پھر جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے ملک سے نکالے گئے اور میری راہ میں ایذا دیئے گئے اور لڑے اور مارے گئے البتہ دور کو دور نہا میں اُنسے اُنکے گناہ اور بے شک داخل کروں گا میں اُنکو جنتوں میں بہتی ہیں اُنکے نیچے نہریں ﴿۱۹۴﴾ بطور ثواب کے اللہ کے پاس سے اور اللہ اُسکے پاس اچھا ثواب ہی ﴿۱۹۵﴾ تجھ کو فریسا میں نہ ڈالیں (تجارت سے فائدہ اُٹھانے کے لیئے) کثرت سے آنا جانا کافروں کا شہروں میں یہ پونہ پونہ تہری ہی پھر اُنکی جگہ جہنم ہی اور ہری جگہ ہی ﴿۱۹۶﴾ مگر وہ لوگ جو اپنے پروردگار سے دُرتے ہیں اُن کے لیئے جنتیں ہیں بہتی ہیں اُنکے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے اُس میں سب چیز تیار پاویں گے اللہ کے پاس سے اور جو کچھ اللہ کے پاس پہنچی ہی ایک لوگوں کے لیئے ﴿۱۹۷﴾ اور بے شک اہل کتاب میں سے وہ شخص ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو کچھ بھیجا گیا ہی تمہارے پاس اور جو کچھ بھیجا گیا ہی اُن کے پاس ناجزی کرتے ہیں اللہ کے لیئے نہیں لینے ہیں اللہ کی نشانیوں کے بدلے تھوڑا مول ﴿۱۹۸﴾ وہ لڑگ ہیں کہ اُنکے لیئے اُنکا ثواب ہی اُن کے پروردگار کے پاس بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہی ﴿۱۹۹﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور صبر دلاؤ اور بندھے رہو (پیغمبر کے حکم سے) اور اللہ

سورة النساء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝
 وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَبْدِلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ۝
 وَلَا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكَحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِمَّنِّي وَثَلَاثٌ وَرُبْعٌ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةٌ أَوْ مَاءٌ مَكَّتْ إِيمَانَكُمْ ذَلِكَ إِذْنِي أَلَّا تَعُولُوا ۝
 وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاكُلُوهُ

هَذِيئَةً مَرِيئًا ۝

۲ - (فان خفتم الا تقسطوا في اليتامى) يتامى جمع الجمع ہى یتیم کی اور یتیم اسکو کہتے ہیں جس کا باپ مر گیا ہو یعنی سرپرست سے تنہا رہ گیا ہو — یہ لفظ لڑکوں پر اور لڑکیوں پر اور جن عورتوں کا نکاح ہونے سے پہلے باپ مر گیا ہو اطلاق ہوتا ہى گو کہ وہ جوان ہو گئی ہوں — اس پر تفسیر کبیر میں مفصل بحث لکھی ہى مگر اُس کا حاصل مطلب امی قدر ہى جو ہم نے بیان کیا اس مقام پر “یتامى” سے صرف لڑکیاں اور بن بیاہی عورتیں جن کے باپ مر گئے ہوں مراد ہى *

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہی بڑا مہربان

اے لوگو! قَرَو اپنے پرور نگار سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور پیدا کیا اُس سے اُسکا

چہرہ اور بھلائے دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں اور قَرَو اللہ سے جس کے نام سے آدمی میں

سوال کرتے ہو اور (قَرَو) کذبہ کے (چہرے نے سے) بے شک اللہ تم پر نگہبان ہی ۱

یتیموں کا مال اُن کو دو اور مت بدادو بوا بعوض اچھے کے اور نہ کہا جاؤ اُن کا مال اپنے

مال میں ملا کر بے شک وہ بڑا گناہ ہی ۲ اور اگر تم کو قَر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں

انصاف نہ کرو گے تو نکاح کرو اور عورتوں سے جو تمہیں اچھی لگیں دو دو اور تین تین اور چار چار

پھر اگر تم کو قَر ہو کہ (اُنہیں) عدل نہ کرو گے تو پھر (تمہارے لئے) ایک ہی یا وہ جن کے

مالک تمہارے ہاتھ ہو چکے ہیں یہ اُس سے کم ہی تاکہ ظلم نہ کرو اور دیدو عورتوں کو اُنکا

مہر خوشی بخوشی پھر اگر اپنے جی کی خوشی سے وہ تم کو اُس میں سے کچھ چہرے دیں

تو اُسکو کھاؤ رچتا پچتا ۳

اس آیت میں اور اس سے پہلی آیت میں یتیم لڑکیوں یا عورتوں کے حق میں نا انصافی کرنے کا امتناع ہی اس مقام پر بنظر مزید احتیاط یہ فرمایا ہی کہ اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے میں اُن کے مال اور اُن کے حقوق میں انصاف نہ کرو گے تو اور عورتوں سے نکاح کرو - اس سے غایت درجہ کی احتیاط یتیموں کے مال اور حقوق کی حفاظت کی پائی جاتی ہی *

تفسیر کبیر میں عروہ سے ایک روایت لکھی ہی کہ اُنہوں نے حضرت عائشہ سے کہا کہ

وَلَا تَوَدُّوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالُكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا وَارْزُقُوهُمْ

فِيهَا وَ اكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ﴿۲۷﴾

روى عن عروة انه قال قلت لعائشة ما معنى قول الله وان خفتم الا تنسوا في اليتامى فقالت يا ابن اختي هي اليتيمة تكون في حيز ولها فيرغب في مالها وجمالها الا انه يريد ان ينكحها بآدمي من صداقتها ثم اذا تزوج بها عاملها معاملة ردية لعلمه بانه ليس لها من يذب عنها ويدفع شر ذاك الزوج عنها فقال تعالى و ان خفتم ان تظلموا اليتامى عند نكاحهم فانكحوا من غيرهن ما طاب لكم من النساء (تفسير كبير) -

بہ جو خدا نے فرمایا ہی کہ ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی اس کے کیا معنی ہیں حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یتیم لڑکی اپنے ولی کی حفاظت میں ہوتی ہی اور وہ اُس کے مال و جمال کی لالچ کرتا ہی اور وہ چاہتا ہی کہ تہورے سے مہر پر اُس سے نکاح کر لے اور پھر جب نکاح کر لینا ہی تو بد سلوکی سے پیش آتا ہی اور اُسکا کوئی ایسا سرپرست نہیں ہوتا کہ اُس کی حمایت کرے اور اُس کے خصم کی بد سلوکی سے اُس کو بچاوے اس پر خدا نے فرمایا کہ اگر تم کو

کہ ہو کہ نکاح کر لینے سے یتیم لڑکیوں پر ظلم کرو گے تو اور عورتوں سے نکاح کرو * جو تفسیر آیت کی حضرت عائشہ نے فرمائی اور سیاق کلام بھی اُسی پر دلالت دیتا ہی اُس کے لحاظ سے تفسیر کلام یوں ہی کہ ”ان خفتم الا تنسوا فی الیتامی فلا تنکحوہن وانکحوا من غیرہن ما طاب لکم من النساء“ یعنی اگر تم کو تر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف نہ کرو گے تو اُن سے نکاح مت کرو اور اُن کے سوا اور عورتوں سے جو پسند ہوں نکاح کرو — فلا تنکحوہن — گویا جزاے محذوف ہی اور ”فانکحوا ما طاب لکم“ اُسب۔ معطوف ہی، جزا کر محذوف کر کے معطوف علی الجزا کو اُس کی جگہ فرمایا ہی اس میں ایک نہایت دہقی نکتہ ہی اور وہ یہہ ہی کہ اگر ”فلا تنکحوہن“ کو محذوف نہ کیا جاتا تو یہہ شبہ پیدا ہوتا کہ یتامی سے اُن کے اولیاء کا نکاح قطعاً ممنوع ہے حالانکہ امتناع صرف تصرف مال اور اُن کے حقوق میں ناانصافی کرنے سے متعلق تھا *

نکاح در حقیقت دو شخصوں میں ایک معاہدہ ہی مثل دیگر معاہدوں کے، مگر یہہ ایک ایسا معاہدہ ہی کہ اُس کے مثل کوئی دوسرا معاہدہ نہیں ہی، اور ایک ایسا معاہدہ ہی جو فطرت انسانی کا مقتضی ہی، اور اُس سے بالتخصیص ایسے احکام بمقتضائے فطرت انسانی متعلق ہیں جو دوسرے کسی معاہدہ سے متعلق نہیں ہیں، اور وہ احکام ایک

اور مت دو بے عقلوں کو اپنا مال جسکو اللہ نے تمہارے لیئے وجہ معیشت کیا ہی اُس

میں سے اُنکو کھلاؤ اور پہناؤ اور کہو اُن کے لیئے نیک بات ﴿۲﴾

نوع کے مذہبی احکام ہو گئے ہیں، اس لیئے نکاح عام معاہدوں سے خاص ہے۔ کہ ایک مذہبی معاہدہ میں داخل ہو گیا ہی اور بلحاظ اُس کی خصوصیات کے ٹھیک ٹھیک ایسا ہی ہونا لازم تھا *۔

عورت بہ نسبت مرد کے اس معاہدہ کے نتائج کے لیئے متحل ہی، اسی لیئے وہ مجاز نہیں ہوسکتی کہ ایک سے معاہدہ کرنے کے بعد اور اُس معاہدہ کے فسخ ہونے کے قبل دوسرے سے معاہدہ کرے، اسی وجہ سے اسلام نے بمقتضائے فطرت انسانی عورت کو ایک وقت میں تعدد ازواج کی اجازت نہیں دی، مگر مرد کی حالت اُس کے برخلاف ہی - اور علاوہ اس کے مرد کے ساتھ اور اقسام کے ایسے تمدنی امور متعلق ہیں جو عموماً عورات سے متعلق نہیں ہیں، اسی لئے وہ عدم جواز مرد سے بعینہ متعلق نہیں ہوسکتا تھا - پس مرد کو کسی ایسی شرط کے ساتھ جو بجز خاص حالت کے اُسکو بھی تعدد ازواج سے روکے مجاز رکھنا بمقتضائے فطرت نہایت مناسب تھا، ان تمام دقایق کی رعایت مذہب اسلام نے اس عمدگی سے کی ہی جس سے یقین ہوتا ہی کہ بلاشبہ وہ باقی فطرت کی طرف سے ہی - مگر افسوس ہی کہ مسلمانوں نے اُسکو نہایت بری طرح پر استعمال کیا ہی *۔

فطرت اصلی جبکہ اُس میں کوئی آؤر عوارض داخل نہیں تو اُس کا مقتضی یہ ہی کہ مرد کے لیئے ایک ہی عورت ہونی چاہیئے، مگر مرد کو جسے امور تمدن سے بہ نسبت عورت کے زیادہ تر تعلق ہی ایسے امور پیش آتے ہیں جن سے بعض اوقات اُس کو اُس اصلی قانون سے عدول کرنا پڑتا ہی، اور حقیقت میں وہ عدول نہیں ہوتا بلکہ دوسرا قاعدہ قانون فطرت کا اختیار کرنا ہوتا ہی - اگر یہ قاعدہ قرار پاتا کہ جب تک ایک عورت سے قطع تعلق نہ ہو جاوے تو دوسری عورت ممنوع رہے، تو اُس میں اُن عورات پر اکثر حالت میں نہایت بے رحمی کا برتاؤ جایز رکھا جاتا، اور اگر اُس قطع تعلق کو اُس کی موت پر یا کسی خاص فعل کے سبب ہونے پر منحصر رکھا جاتا تو مرد کو بعض صورتوں میں منہیات پر رغبت دلائی ہوتی اور بعض صورتوں میں اُس کی ضرورت تمدن کو روکنا ہوتا پس مرد کو حالات خاص میں تعدد ازواج کا مجاز رکھنا فطرت انسانی کے مطابق عمدہ فوائد پر مبنی تھا *۔

وَابْتَٰلُوا اَلْیَتٰمٰی حَتّٰی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اَنْتُمْ مِنْهُمْ
وَشَدَّاءَ فَاَنْفَعُوْا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْا هَآ اِسْرَافًا وَّ بَدَارًا ﴿۵﴾

اگر ایک عورت ایسے امراض میں مبتلا ہو جاوے کہ اُس کی حالت قابلِ رحم ہو مگر معاشرت کے قابل نہ رہے، یا کوئی عورت عقیدہ ہو جسکے سبب مرد کی خواہش اولاد پوری نہ ہو سکتی ہو (اور جو ایک ایسا امر ہی کہ اندیاد بھی اُسکی تمنا سے خالی نہ تھے) تو کیا یہ مناسب ہوگا کہ ایک بے رحمانہ طریقہ اُس سے قطع تعلق کا اختیار کیئے بغیر دوسری عورت جایز نہ ہو، یا اُسکی موت کے انتظار میں مرد کو اُن اُمیدوں کے حاصل کرنے میں جو بلحاظ تمدن اُسکے لیئے ضروری ہیں روکا جاوے — یہ ایسے امور ہیں کہ بمقتضائے فطرت انسانی روک نہیں سکتے، اور جب روکے جاتے ہیں تو اُس سے زیادہ خرابیوں میں مبتلا کرتے ہیں *

ہاں تعدد ازواج کے جایز رکھنے کے ساتھ اسباب کی روک ضرور تھی کہ سوائے حالت ضرورت کے کہ وہ بھی بمقتضائے فطرت انسانی ہو اس جواز کو خواہش نفسانی کے پورا کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جاوے (جیسا کہ مسلمانوں نے بنایا ہی) پس اسلام نے نہایت خوبی اور بے انتہا عمدگی سے اُس روک کو قائم کیا ہی، جہاں فرمایا ہی کہ ”فان خفتم الا تعدلوا فواحدة“ یعنی اگر تم کو تر ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی جورو چاہئے — لفظ ”ان خفتم“ زیادہ تر غور کے لائق ہی کیونکہ کوئی انسان ایسا نہیں ہی کہ جسکو کسی وقت اور حالت میں بھی خوف عدم عدل نہ ہو — پس قرآن کی رو سے تعدد ازواج کی اجازت اُسی حالت میں پائی جاتی ہی جبکہ محل عدل بمقتضائے فطرت انسانی باقی نہ رہے، کیونکہ صحیح طور سے اُس وقت عدم خوف عدل صادق آسکتا ہی — ایسی حالت میں بھی اسلام نے تعدد ازواج کو بلکہ نفس نکاح کو بھی لازم نہیں کیا، کیونکہ اس مقام پر ”فانکھتوا“ صیغہ امر کا (جیسا کہ اُڑ مفسر بھی تسلیم کرتے ہیں) وجہ کے لیئے نہیں ہی بلکہ جواز کے لیئے ہی *

اس آیت میں جس لفظ پر بحث ہو سکتی ہی وہ لفظ ”عدل“ ہی علماء اسلام نے عدل کو صرف رہنے میں باری باندھنے اور نان و نفقہ دینے میں مخصوص کیا ہی، اور پہلے تلبی یعنی محبت و وراست میں اور اُس امر میں جو خاص زوجیت سے متعلق ہی عدل کو متعلق نہیں کیا — انہوں نے یک حدیث سے اسکا استنباط کیا ہی جسکے یہ لفظ

اور یتیموں کو آزمالو جبکہ وہ نکاح کی حد تک پہنچیں (یعنی حد بلوغ کو) پھر اگر
تم اُن میں ہوشیاری پاؤ تو اُن کو اُنکا مال دیدو اور اُن کے مال کو (اُن کے چھتین
میں) اسراف اور جلدی کر کے مت کھا جاؤ ﴿۵﴾

ہیں ” ان النبی صلعم کان یقسم بین نسائه فیعدل و یقول: اللہم هذا قسمی فیما املک فلا
تلمنی فیما تملک و لا املک ” یعنی آنحضرت صلعم باری باندہ تھے اپنی بیویوں میں اور
عدل کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے خدا یہہ مہرہی تقسیم ہی جس میں میں مالک ہوں
پھر تو مجھکو ملامت مت کر اُس میں جس میں تو مالک ہی اور میں مالک نہیں
ہوں ” ترمذی نے لکھا ہی کہ بعض علماء نے بیان کیا ہی کہ ان اخیر لفظوں سے محبت
و مروت مراد ہی - اور لمعات میں اُس امر کو بھی جو خاص زوجیت سے متعلق ہی
اسی میں داخل کیا ہی *

مگر ہمکو اس میں کلام ہی - اول تو اس حدیث کی صحت قابل بحث ہی اس حدیث
کے دو سلسلے ہیں ایک حماد بن سلمہ سے اور ایک حماد بن زید اور اور لوگوں سے حماد بن
سلمہ نے اپنے سلسلہ کو حضرت عائشہ تک ملا دیا ہی اور حماد بن زید اور اور لوگوں نے صرف
ابن قتیبہ تک چھوڑ دیا ہی یعنی اُن کی حدیث مرسل ہی، ترمذی نے پہلے سلسلہ کو کافی
اعتبار کے لایق نہیں سمجھا اور کہا کہ دوسرا سلسلہ یعنی حماد بن زید کا زیادہ صحیح ہی
مگر جبکہ وہ خود مرسل ہی تو کافی اعتبار کے لایق نہیں ہی *

دوسرے یہہ کہ الفاظ ” فلا تلمنی فیما تملک و لا املک ” سے کسی امر کی طرف کفایہ ہی
اُسکو میل قلبی یعنی محبت و موانست پر مخصوص و متعین کر لینے اور بالتخصیص اُس
امر سے بھی متعلق کر دینے کی جو خاص زوجیت سے متعلق ہی کوئی وجہ نہیں ہی، بلکہ
انبیاء علیہم السلام کی عظمت و شان اور اُن کی نیکی طینت و پاکیزگی طبیعت کے بالکل
برخلاف ہی، کیا یہہ انبیاء کی شان سے ہی جو وہ یہہ کہیں کہ اے خدا جس پر میرا دل
آجائے تو اُس میں تو مجھکو معاف کر، یا جسکے ساتھ میں وہ امر نکروں جو خاص زوجیت
سے متعلق ہی تو تو مجھکو ملامت مت کر - انفس ہی کہ بعض دفعہ اکابر بھی قدر
و منزلت نفوس قدسیہ انبیاء کو بھول جاتے ہیں اور اپنے نفوس پر قیاس کر کے وہی خفیف
و نا زیبا باتیں جو اُنکے نفوس میں ہیں نفوس قدسیہ انبیاء کی طرف منسوب کرتے ہیں
و شان الانبیاء اعلیٰ و اجل و ارفع مما یظنون *

اگر اس حدیث کو واقعی تصور کر لیا جائے اور اُس کے الفاظ بھی وہی تسلیم کیئے جائیں

اَنْ يَّكْبُرُوْا وَّ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَّ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا
 قَلِيْلًا كَلِّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴿٦﴾ اِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاشْهَدُوْا
 عَلَيْهِمْ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿٧﴾

جو رسول خدا صلعم کی زبان مبارک سے نکلے، تھے، جسکا یقیناً تسلیم کرنا نہایت مشکل
 ہے، تو ممکن ہی کہ ان الفاظ سے اُن امور کی طرف اشارہ ہو جو قضا و قدر الہی سے واقع
 ہوتے ہیں اور جنہیں انسان کا کچھ اختیار نہیں ہے، مثلاً امراض میں سے کسیکو کسی
 مرض کا لاحق ہو جانا، یا ایک کا ذی والد اور ایک کا لالہ ہونا وغیرہ، نہ اُن امور کی
 طرف جو خواہش نفسانی سے علائقہ رکھتے ہیں کیونکہ انبیاء کی قدر و منزلت کا ادنیٰ درجہ
 اُنکا خواہش نفسانی کے مطیع نہ ہونے کو یقین کرنا ہی * ۔

تیسرے یہ کہ باری کی اور فان و نفقہ کی تقسیم میں مساوات جسکو ایک حریص
 علی الزواج کرسکتا ہی کوئی ایسا امر مشکل اور مہتم بالشان نہ تھا جسکی نسبت لفظ " فان
 ختم " استعمال ہوتا، یہ لفظ خون اسباب پر دلالت کرتا ہی کہ اُس سے کوئی ایسا امر
 عظیم الشان مراد ہی جس کی بیجا آوری بجز اُن نفوس قدسیہ کے جو فی الحقیقت نفسانی
 خواہشوں کے مطیع نہیں ہیں یا اُس حالت میں جبکہ مقتضای فطرت انسانی منحل
 عدل باقی نہیں ہی اور کسی طرح پر ہو نہیں سکتی * ۔

چوتھے یہ کہ — عدل کے لفظ میں میل قلبی کو داخل نہ سمجھنا ایک بڑی غلطی
 ہی، بلکہ جو تعلقات نہ باہم زن و شوہر کے ہیں اُن میں میل قلبی سب سے مقدم امر
 ہی اور اسلامی لفظ عدل بدرجہ اوای اُسی امر مقدم سے متعلق ہوتا ہی اور وہ امر مقدم
 کسی طرح اُس سے خارج نہیں رہ سکتا اور اسلامی حدیث مذکورہ بالا کے الفاظ " لا تلتمنی فیما
 ملک و لا ملک " سے میل قلبی کی طرف اشارہ سمجھنا سراسر غلطی ہی * ۔

خود خدا تعالیٰ نے موانست و محبت کو تعلقات زن و شوہر میں امر مقدم قرار دیا
 ومن آیاتہ ان خاق لکم من انفسکم ازواجاً + لیسکنوا + الیہا و جعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان
 میں سے ہی کہ تمہارے لیئے تم ہی میں سے
 فی ذلک لایات لقوم یتفکرون (سورہ روم) - جوڑا پیدا کیا تاکہ تم دلی میلان اُس سے

(اس گھر سے) کہ بڑے ہو جاویں گے اور جو شخص آسودہ ہو تو اُسکو (اُن کے ماں سے) بچنا چاہیئے اور جو کوئی محتاج ہو تو وہ (اُس میں سے) کھارے نیکی سے [۱] پھر جب تم اُن کو اُنکا مال دیدو تو اُن پر گواہ کرو اور اللہ کافی ہی حساب لینے والا [۲]

گھر اور تم دونوں میں مصدقیت و دیکھ بھال پیدا کیا، پس جو امر کہ تعلقات زن و شوہری سے منحصر ہی وہ کیونکر لفظ عدل سے جو ایسے موقع پر بولا گیا ہی خارج رہ سکتا ہے۔

پانچویں یہ کہ - جن کے پاس پہلے سے یعنی اس حکم کے آنیکہ قبل سے متعدد جوروں تھیں اُنکی نسبت حکم بیان کرتے وقت خود خدا نے عدل کو میل قلبی سے متعلق کیا ہی ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو جہاں فرمایا ہی کہ ”ہرگز تم عدل نہ کر سکو گے حرصتم فلا تمیلوا کل المیل (سورۃ نساء) - عورتوں میں اور گوکہ تم کو حرص ہو پھر مت جھک پڑو (یعنی ایک پر) بالکل جھک پڑنا“ اس مقام پر فرمایا ہی کہ تم عدل نہیں کر سکنے کے، اگر عدل سے صرف مساوات نان و نفقہ و باری معین کرنے سے مراد ہوتی تو یہ بات ایسی نہ تھی جس کی نسبت کہا جاتا کہ تم ہرگز نہ کر سکو گے تو کہ اُس کے کرنے کی حرص بھی کرو اُسکے بعد میل قلبی کا ذکر فرمایا ہی جس سے صاف پایا جاتا ہی کہ عدل میل قلبی کو شامل تھا، ممکن ہی کہ حدیث مذکورہ بالا اس آیت سے متعلق ہو * غرض کہ قرآن مجید سے جو حکم پایا جاتا ہی وہ یہی ہی کہ ایک جو رو ہونی چاہیئے تعدد ازواج کی اجازت اُسی وقت ہی کہ جب بمقتضائے فطرت انسانی و ضروریات تمدنی کے عقل و اخلاق و تمدن اُس کی اجازت دے اور خوف عدم عدل باقی نہ رہے *

”لفظ اوما ملک ایمانکم“ اُن عورات سے متعلق ہی جو قبل اُسکے نکاح میں آچکی ہوں یا بموجب رسم جاہلیت کے بطور ملک یمین لڑکوں کے پاس ہوں مگر بعد کو مذہب اسلام نے اُس رسم جاہلیت کو موقوف کر دیا جہاں فرمایا کہ ”فاما مذا بعد و اما فدا“ پس اُس کے بعد کوئی انسان کسی انسان کا ملک یمین نہیں ہو سکتا - اسباب میں میثرا مستقل رسالہ مسمی ”بتدریۃ الاسلام عن شین الامۃ والعلم“ موجود ہی جس کیسے مستوعب بحث دیکھنی ہو اُس کو دیکھ اور میں اپنی اس تفسیر میں بھی مذکورہ بالا آیت کے تحت میں بالاجمال اُس کا ذکر کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ *

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ
 نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ
 نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿٨﴾ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
 وَالْمَسْكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ﴿٩﴾
 وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكَوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعْفًا خَافُوا
 عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿١٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ
 يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَ
 سَيَصَابُونَ سَعِيرًا ﴿١١﴾ يُوْصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمُ الذَّكَرَ مِثْلُ
 الْإُنْثَىٰ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ
 وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
 السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ
 وَوَرِثَتْهُ أَبَوَاهُ فَلِلْمِثْلِ ثُلُثٌ إِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِلْمِثْلِ السُّدُسُ
 مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٌ يُوصِي بِهَا أَوْ دِينَ إِبْرَاهِيمَ وَكُمُ الْوَارِثُونَ
 أَهْلُ الْبَيْتِ لَكُمْ نَفْعٌ فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٢﴾

مردوں کے لئے اُس میں سے جو اُن کے ماں باپ اور قرابت مندوں نے چھوڑا ہی حصہ
 ہی، اور عورتوں کے لئے بھی اُس میں سے جو اُن کے ماں باپ اور قرابت مندوں نے چھوڑا
 ہی حصہ ہی، اُس مال میں سے تھوڑا ہو یا بہت مقرر کیا ہوا حصہ ۸ اور جب موجود
 ہوں تقسیم ہوتے وقت قرابت مند اور یتیم اور مسکین تو اُس میں سے اُن کو کچھ دیدو
 اور کہو اُن کو نیک بات ۹ اور اُن لوگوں کو (جو قریب المہرگ مریضوں کو اُن کے مال
 کی نسبت صلاح دیتے ہوں صلاح دینے میں خدا سے) ڈرنا چاہیئے کہ اگر وہ اپنے پیچھے
 ضعیف اولاد چھوڑ جاتے کہ اُن پر (تنگی کا) ڈر کرتے (تو اپنے مال کی نسبت کیا کرتے)
 پس اُن کو خدا سے ڈرنا چاہیئے اور کہنی چاہیئے بات پختہ ۱۰ بے شک جو لوگ
 یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں تو اُس کے سوا کچھ نہیں کہ اپنے پیٹوں میں انکارے
 بہرتے ہیں اور جاہلگہ دوزخ میں ۱۱ بتا دیتا ہی + تمکو اللہ مہراث میں تمہاری اولاد کا
 حصہ، مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کی برابر ہی، پھر اگر اولاد میں عورتیں (یعنی
 بیٹیوں) ہوں دو سے زائد تو اُن کا حصہ کل ترکہ میں دو ثلث ہی، اور اگر ایک بیٹی ہو
 تو نصف متروکہ اُس کا حصہ ہی — اور اُس کے ماں باپ کا اُن دونوں میں سے ہر ایک
 کا متروکہ میں چھٹا حصہ ہی اگر اُس کے اولاد ہو، پھر اگر اُس کے کوئی اولاد نہ ہو اور اُسکے
 وارث اُس کے ماں باپ ہوں تو اُس کی ماں کا تیسرا حصہ ہی، پھر اگر اُس کے بھائی
 ہوں تو اُس کی ماں کا چھٹا حصہ ہی، وصیت کے جو وہ کی گئی ہو یا قرض کے ادا کرنے
 کے بعد، اپنے باپوں اور اپنے بیٹوں (میں سے) تم نہیں جانتے کہ اُن میں سے کون تمہارے
 لئے نفع پہونچانے میں قریب تر ہی، مقرر کر دیا گیا (اُن کا حصہ) اللہ کی طرف سے
 بے شک اللہ جاننے والا ہی حکمت والا ۱۲

+ یعنی جبکہ کوئی شخص بلا وصیت مر گیا ہو یا کسی قدر کی وصیت کی ہو اور باقی متروکہ بقا
 وصیت ہو کہونکہ مہرہ تحقیق میں نیک مال پر وصیت مجوزہ نہیں ہے۔

وَلَكُمْ نَصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ
كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يوصِينَ
بِهَا أَوْ دِينَ ١٣ وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ
فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّلُثُ مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
تَوْصُونَ بِهَا أَوْ دِينَ ١٤ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورِثُ كِلَاهُ أَوْ امْرَأَةٌ
وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتُ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا
أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
يُوصِي بِهَا أَوْ دِينَ ١٥ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةٍ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
حَلِيمٌ ١٦ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
يَدْخُلْ جَنَّةً تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَ
ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ١٧ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ
حُدُودَ اللَّهِ يَدْخُلْ خِلَافًا نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ١٨
وَأَتَى يَاتِئِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَمَا لَهُنَّ شُهَدَاؤُا عَلَيْهِنَّ
أَرْبَعَةٌ مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَمَا سَكَوْهُنَّ فِي الْبُيُوتِ

اور تمہارے لئے نصف حصہ ہی تمہاری چوروں کے متروکہ میں اگر اُن کے کوئی اولاد نہ ہو،
 پھر اگر اُن کے اولاد ہو تو تمہارا چوتھائی حصہ ہی اُن کے متروکہ میں، وصیت کے جو وہ
 کر گئے ہوں یا قرض کے ادا کرنے کے بعد [۱۳] اور اُن کے لئے چوتھائی حصہ ہی تمہارے
 متروکہ میں اگر تمہارے کوئی اولاد نہ ہو، پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو اُن کے لئے آٹھواں حصہ
 ہی تمہارے متروکہ میں، وصیت کے جو تم کر گئے ہو یا قرض کے ادا کرنے کے بعد [۱۴] اگر
 ایک مرد ہو کہ اُس کے ورثہ لینے والوں میں اُس کی اولاد اور باپ کے سوا اور لوگ ہوں
 اور یا ایسی ہی کوئی عورت ہو اور اُس کے وارثوں میں بیٹائی اور بہن ہوں تو اُن میں
 سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہی، پھر اگر وہ اُس سے زیادہ ہوں تو وہ تیسرے حصہ میں
 شریک ہیں، وصیت کے جو وہ کی گئی ہو یا قرض کے ادا ہونے کے بعد [۱۵] بغیر مضرت
 پہونچانے کے، مقرر کیا گیا ہی اللہ کی طرف سے اور اللہ جاننے والا ہی حاکم والا [۱۶] یہ
 ہیں اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں اور، جو کوئی اطاعت کرے اللہ کی اور اُس کے رسول
 کی اللہ اُسکو داخل کریگا بہشتوں میں، بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں ہمیشہ رہینگے اُس میں
 اور یہ ہی کامیابی بڑی [۱۷] اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور
 توڑ دیں اُس کی مقرر کی ہوئی حدیں اللہ اُسکو ڈال دینا آگ میں ہمیشہ رہیگا اُس میں
 اور اُس کے لئے عذاب ہی ذلیل کرنے والا [۱۸] تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں بد کاری
 کریں تو اُن پر تم میں سے چار شخص گواہ مانگو پھر اگر وہ گواہی دیں تو اُن کو بند کر رکھو

وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُم إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿۲۵﴾
 وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَأَلَ إِيَّاهُ
 كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿۲۶﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ
 وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَتُكُمْ وَعُمَّتُكُمْ وَخَالَتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ
 الْأَخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهُتُمْ
 نِسَائُكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِّن نِّسَائِكُمُ
 اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ
 عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا
 بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۲۷﴾
 وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كَتَبَ اللَّهُ
 عَلَيْكُمْ وَأَحَلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَلِكَ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ

﴿۲۸﴾ (ان تبتغوا باموالکم) یہ آیت بھی منجملہ ان آیتوں کے ہے جسکی تفسیر میں
 مجھکو تمام مفسرین اور علماء متقدمین سے اختلاف ہے۔ تمام مفسرین اس آیت کو آیت متعہ
 کہتے ہیں یعنی اس آیت میں متعہ کے جایز ہونے کا حکم ہے۔ متعہ کے یہ معنی ہیں کہ
 ایک مرد ایک عورت سے میعان معین کے
 لیئے مثلاً ایک شب کے لیئے بغرض مال معین
 کے مثلاً دس روپیہ کی اجرت تہرالمہ اور اس
 وہی ای المتعہ عبارة عن ان يستاجر
 الرجل المرأة بمال معلوم الى اجل معين
 فيجاءها (تفسیر کبیر) -

حالانکہ بے شک تمنے ایک دوسرے سے حاجت روائی کی ھی اور عورتوں نے تمسے مضبوط قول لے لیا ھی [۲۵] اور مت نکاح کرو عورتوں میں سے اُس عورت سے جس سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہو، مگر جو ہوا سو گذر گیا، بے شک وہ بیٹھیا ھی اور نا پسندیدہ اور بد راہ [۲۶] حرام کی گئیں تم پر تمہاری ماٹیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری بھوپیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری ماٹیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری دودھ بہنیں اور تمہاری بیویوں کی ماٹیں اور تمہاری گیلز بیٹیاں جو تمہاری گون میں ھیں تمہاری ایسی بیویوں کے پیت سے جن سے تمنے صحبت کی ھی پھر اگر تمنے اُن سے صحبت نہ کی ہو تو کچھ گناہ تمپر نہیں اور (حرام کی گئیں تم پر) تمہارے بیٹوں کی جوڑواں جو تمہاری پیتھ سے ھیں اور (حرام کیا گیا) کہ دو بہنوں کو اکٹھا کرو، مگر جو ہوا سو گذر گیا، بے شک اللہ بخشنے والا ھی مہربان [۲۷] اور (حرام کی گئیں تم پر) عورتوں میں سے آزاد عورتیں مگر وہ جنکے مالک ہوئے ھیں تمہارے ہاتھ (یعنی نکاح کر لینے سے) لکھ دیا اللہ نے تم پر (یہہ حکم) اور حلال کیا گیا تمہارے لینے ان محترمات کے سرا، اس لینے کہ تم ڈھونڈو بعض اپنے مال کے (آزاد عورتوں کو نکاح کرنے کے لینے)

سے اُس موقع تک مباشرت کرے، جیسا کہ اس زمانہ میں بے حیا عورتوں سے بے حیا مردوں کا عام دستور ھی *

علماء کا اتفاق ھی کہ ابتدائی اسلام میں متعہ جایز تھا اور اسباب میں کہ وہ بدستور جایز ھی یا ممنوع یا منسوخ ہو گیا ھی اختلاف ھی، گروہ کثیر امت کا یہہ قول ھی کہ اس آیت میں تو بلاشبہ جواز متعہ کا حکم ھی لیکن یہہ حکم منسوخ ہو گیا ھی، مگر جن آیتوں سے اس کے نسخ کا استدلال کرتے ھیں وہ استدلال موہبی دانست میں نہایت ضعیف ھی *

مَحْصِنِينَ غَيْرَ مَسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُمْ فَاتُوا هُنَّ أَجُورَهُنَّ فَرِيضَةً

اور گر وہ قلیل اُمۃ کا یہہ قول ہی کہ حکم جواز متعہ بدستور بحکال و غیر منسوخ ہی، ابن عباس سے اس میں مختلف روایتیں ہیں - ایک روایت تو جواز متعہ کی ہی بلا کسی قید کے - اور ایک روایت میں اُسکا جواز بحالت اضطراب بیان ہوا ہی، جیسیکہ مردار و سور کا گوشت حالت اضطراب میں کھا لینا جائز ہی - اور ایک روایت میں بیان ہوا ہی کہ ابن عباس نے تسلیم کیا کہ حکم جواز متعہ منسوخ ہو گیا ہی - عمران بن حصین اُس کے جواز کے قایل تھے اور کہتے تھے کہ جواز متعہ کی آیت قرآن میں موجود ہی اور اُس کے بعد کوئی ایسی آیت سے جس سے حکم جواز متعہ منسوخ ہوا ہو نازل نہیں ہوئی - اور شیعہ حضرت علی مرتضیٰ سے جواز متعہ کی بہت سی روایتیں بیان کرتے ہیں، مگر اہل سنت و جماعت کے ہاں حضرت علی مرتضیٰ سے کوئی معتبر روایت جواز متعہ پر منقول نہیں ہی - محمد بن جریر الطبری نے اپنی تفسیر میں حضرت علی سے یہہ روایت لکھی ہی کہ، ”اگر عمر لوگوں کو متعہ کرنے سے منع نہ کرتے تو بجز کسی بد بخت کے کوئی زنا نہ کرتا“ - اور محمد بن الحنفیہ سے جو حضرت علی کے بیٹے ہیں یہہ روایت ہی کہ، ”حضرت علی مرتضیٰ ابن عباس پاس گئے جو جواز متعہ کا فتویٰ دینے تھے اور فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے متعہ سے منع کیا ہی“ *

میرے نزدیک علماء و مفسرین کا اس آیت سے حکم جواز متعہ پر استدلال کرنا محض غلط ہی، بلکہ اس آیت سے علانیہ متعہ کے امتناع کا حکم پایا جاتا ہی - تمام تاریخوں اور قدیم کتابوں سے پایا جاتا ہی کہ ہر ایک قوم میں قدیم زمانہ سے اس قسم کی عورتیں تھیں جو یہی پیشہ کرتی تھیں، کہ لوگوں سے اجرت ٹھہرا کر اُنکو اپنے ساتھ مباشرت کرنے دیتی تھیں، جیسیکہ اس زمانہ میں بھی ایسی عورتیں پائی جاتی ہیں، جن کو بلحاظ اُن کے حالات کے خانگیان اور کسبیاں کہتے ہیں، یہودیوں میں فارسیوں میں بلکہ تمام قوموں میں اس قسم کی عورتیں تھیں، عرب میں بھی قبل اسلام اور ابتدائی اسلام میں اور شاید اُس کے بعد بھی ایسی عورتوں کا وجود تھا، اور شاید اب بھی ہوں یا اُس کی ظاہری صورت میں کچھ تبدیلی واقع ہوئی ہو - یہہ طریقہ اور یہہ فعل صرف اس وجہ سے نکلا تھا کہ مردوں کو اپنی مستی جہازنیکا موقع ملے - تزوج میں اور اس طرح پر متعہ یعنی اجرت

پاک دامنی رکھنے کو نہ مستی جھانے کو، پھر جو عورت کہ تم نے اُس سے فائدہ اُٹھایا عورتوں

میں سے تو دو اُنکو اُنکی مقرر کی ہوئی اجرت (یعنی مہر)

سے کام چلانے میں فی نفسہ کوئی فرق نہ تھا، اسلئے کہ مہر اور اجرت حقیقتاً ایک ہی شیء ہی
وہ معاہدہ دونوں حالت میں ایک ہی حقیقت رکھتا ہے، متعہ میں میعاد کا معین ہوجانا
اور تزویج میں تعین میعاد کا اختیار زوج کے ہاتھ میں رہنا، یا میعاد کا معلوم ہونا مگر اُسکی
تعداد کا نا معلوم ہونا کہ کب موت اُٹیکے حقیقت معاہدہ میں کوئی معتدبہ تبدل نہیں
کرتا۔ پس ان دونوں میں جو حقیقتاً فرق تھا وہ یہی تھا کہ تزویج سے مقصود دراصل احسان
یعنی پاک دامنی اور نیکی تھی، اور متعہ سے صرف مستی جھاننے، کیونکہ اُس سے اُس کے
موتکب کو بجز سفح منی کے اور کوئی مقصود نہیں ہوتا۔ پس اسکو خدا تعالیٰ نے منع
کیا جہاں فرمایا کہ ”ان تبتغوا باسوالکم محصنین غیر مسافئین“ یعنی تم بغرض اپنے مالی
نے آزاد عورتوں کو نکاح کرنے کے لیئے تلاش کرو اور اُن سے نکاح کرنا پاک دامنی رکھنے کی
غرض سے ہو نہ مستی جھاننے کی غرض سے۔ مطلب آیت کا صرف محصنین کے لفظ پر ختم
ہو گیا تھا۔ غیر مسافئین کا لفظ صرف اُسی طریقہ متعہ کے منع کرنے کو کہا گیا ہے جو
فہایت بے حیائی اور بد اخلاقی سے رایج تھا، ”انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا“ پس اس آیت
سے متعہ کا امتناع پایا جانا ہی نہ اسکا جواز جیسیکہ غلطی سے علماء اسلام نے خیال کیا ہے *
باقی رہی روایتیں، جن میں سے بعض سے بجز اُس کے اور کچھ نہیں پایا جاتا کہ مکہ

کی عورتیں بن سنور کو بیٹھتی تھیں جیسے

اب بھی اس قسم کی عورتیں میلوں اور
مجمعوں میں بذاؤ سنگار کو کر بیٹھتی ہیں
اور اُن سے متعہ کرنے کی آنحضرت صلعم نے
اجازت دی تھی، وہ سب روایتیں محض

روى ان النبی صلعم لما قدم مکة فی
عمرة تزین نساء مکة فشکا اصحاب الرسول
صلعم طول العزوبة فقال استمتعوا من هذه
النساء (تفسیر کبیر) -

بیہودہ و لغو ہیں۔ جسقدر حدیثیں جواز متعہ پر بیان ہوئی ہیں اور جسقدر کہ اُس کی
مفسوخی یا بکالی کی نسبت منقول ہوئی اُن میں سے ایک بھی لایق التفات اور قابل
تسلیم نہیں ہے۔ کیونکہ اُن میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ متعہ پر جو
بحث شروع ہوئی ہے وہ اسی آیت کی بنا پر ہوئی ہے، کہ علماء و مفسرین نے غلطی سے
سمجھا کہ اس آیت سے جواز متعہ نکلتا ہے۔ پھر ایک گروہ اُس کا مخالف ہوا اُس نے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَا ضَبْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۲۸﴾ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكَحِ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتْيَتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَيْمَانُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَأَنْكِحُوهُنَّ بِأَذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مِمَّا حَصَنْتُمْ غَيْرَ مُسْفَحَاتٍ وَلَا تَتَّخِذْنَ أَخْدَانٍ ﴿۲۹﴾ فَإِذَا أَحْصَيْتِ فِائِدَتَيْنِ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۰﴾ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ الَّذِي سَنَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَبِتُوبِ عَالِيكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۳۱﴾

اُسکی منہ سوخی ثابت کرنے پر توجہ کی، اور اُسکی تائید پر ناسخ حدیثیں موجود ہو گئیں اور اُسکی مؤیدین نے اُس کے جواز کی حدیثیں پکڑ بلائیں، شیعہ کے پشت پناہ تو جناب علی مرتضیٰ ہیں ہی انہوں نے سچ جہوت جو چاہا اب المظلوم علیہما السلام پر تہمت دھر دی - البتہ اگر اس آیت سے حکم امتناع متعہ تسلیم کیا جاوے جو اُس زمانہ میں عرب میں مروج تھا تو وہ روایتیں جن میں بلا ذکر نسخ صرف حکم امتناع متعہ ہی بتائیں اس آیت کے قابل ترجیح یا لائق اعتماد متصور ہو سکیں گی اور خیال ہو سکتا ہی کہ بعد نزول اس آیت نے آنحضرت صلعم نے متعہ مروجہ کا امتناع کیا *

جبکہ ہم روایات متعلق متعہ کو صحیح تسلیم نہیں کرتے تو ضرورتاً یہ لازم آتا ہی نہ

اور تم پر کچھ گناہ نہیں جس میں تم آپس میں اُسپر راضی ہو جاؤ (مہر) مقرر کرنے کے بعد، بے شک اللہ جاننے والا ہی حکمت والا ﴿۲۸﴾ اور جو کوئی تم میں سے بلحاظ مقدور کے استطاعت نہ کہتا ہو کہ مسلمان آزاد عورتوں سے نکاح کرے تو تمہاری اُن مسلمان چہرہ کریوں سے (نکاح کرے) جنکے مالک تمہارے ہاتھ ہوئے ہیں، اور اللہ جانتا ہی تمہارے ایمان کو ایک تم میں کا ایسا ہی جیسے دوسرا، پھر اُن سے نکاح کرو اُن کے صاحبوں کی اجازت سے اور اُن کو دو اُنکی اجرت (یعنی مہر) خوشی سے جبکہ وہ پاکدامن ہوں نہ مسنی جھاننے والی اور نہ پوشیدہ آشنا رکھنے والی ﴿۲۹﴾ پھر جب شوہر دار ہونے کے بعد فاحشہ پنا اختیار کریں تو اُن پر اُس عذاب کا آدھا ہی جو (عذاب) آزاد عورتوں پر ہی چہرہ کریوں سے نکاح کرنا اُس کے لیئے ہی جس کو تم میں سے بدکاری کا خوف ہو، اور اگر تم صبر کرو تو تمہارے لیئے بہتر ہی اور اللہ بخشنے والا ہی مہربان ﴿۳۰﴾ اللہ چاہتا ہی کہ تمکو بنادے اور تمکو ہدایت کرے اُن لوگوں کی راہ کو جو تم سے پہلے تھے اور معاف کرے تمکو اور اللہ جاننے والا ہی حکمت والا ﴿۳۱﴾

ہم اس بات کو بھی کہ متعہ کی نسبت آنحضرت صلعم نے جواز کا حکم دیا اور ابن عباس اور عمران بن حصین نے یہہ کہا اور علی مرتضیٰ نے یہہ فرمایا تسلیم نہیں کرتے، اور جو تفسیر اس آیت کی ہم نے بیان کی اُس کی نسبت یہہ نہیں کہا جاسکتا کہ اُن بزرگوں کے اقوال کے برخلاف ہی — ہاں یہہ کہا جاسکتا ہی کہ سوائے ہمارے تمام مفسرین و علماء متقدمین آیت کے معنی اُلٹے سمجھے، مگر اس کہنے کی ہمکو کچھ پرواہ نہیں ہی غرضکہ ہماری تحقیق 'یہہ ہی کہ متعہ کا طریقہ اسلام نے پیدا نہیں کیا بلکہ وہ قدیم سے جاری تھا، اسلام نے اُسکو منع کیا گو کہ ابتدائے زمانہ اسلام میں بھی جاری رہا ہو — بہت سے رواج زمانہ جاہلیت کے ایسے تھے جو زمانہ ابتدائی اسلام میں رائج تھے بعد کو ممنوع ہوئے متعہ بھی اُس میں ہی *

وَاللَّهُ يَرِيدُ أَنْ يُتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ
 أَنْ تُقِيلُوا مِيزًا عَظِيمًا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ خَاقَ
 الْإِنْسَانِ ضَعِيفًا ﴿٣٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ
 بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا
 أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٣٣﴾ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ
 عَدُوًّا نَاوٍ ظَلَامًا فَسَوْفَ نُنْصِلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ
 يَسِيرًا ﴿٣٤﴾ إِنْ تَجْتَنِبُوا كِبَرًا مِمَّا نَهَوْا عَنْهُ نَكْفُرْ عَنْكُمْ
 سِيئاتَكُمْ وَنُدْخِلَكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْدَمُوا مَا فَضَّلَ اللَّهُ
 بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ الرِّجَالُ نَصِيبٌ مِمَّا كَتَبْنَا لِلنِّسَاءِ
 فَصِيبٌ مِمَّا كَتَبْنَا لِلرِّجَالِ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ
 شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٣٦﴾ وَاتَّكَلِ عَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ
 وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلَّذِينَ عَقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ فَاتَوْا هُمْ نَصِيبَهُمْ إِنَّ اللَّهَ
 كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿٣٧﴾ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ
 بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ

اور اللہ چاہتا ہی کہ معاف کرے تمکو اور جو لوگ خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہیں، چاہتے ہیں کہ تم کنجروی کرو بڑی کنجروی کرنی، اللہ چاہتا ہی کہ تم پر سے (بوجہ) ہلکا کرے اور انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہی [۳۲] اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت کھاؤ اپنے آپس کا مال دغا سے مگر یہ کہ آپس کی رضامندی سے تم میں سوداگری ہو، اور مت مار ڈالو اپنے آپ کو بے شک اللہ تمہارے ساتھ رحم کرنے والا ہی [۳۳] اور جس شخص نے زیادتی اور ظلم سے ایسا کیا تو ہم اُس کو جلد آگ میں ڈالینگے اور یہ اللہ پر آسان ہی [۳۴] اگر تم بھڑوگے اُن بڑی باتوں سے جن سے (یعنی جن کے کرنے سے) منع کیئے گئے ہو تو ہم دور کر دیں گے تم سے تمہارے گناہ اور داخل کریں گے اچھی جگہ میں [۳۵] اور تم تمنا نہ کرو (یعنی حسد مت کرو) اُسکی جو بزرگی کہ اللہ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر دی ہی، مردوں کے لئے اُس کا حصہ ہی جو اُنہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے اُس کا حصہ ہی جو اُنہوں نے کمایا اور اللہ سے مانگو اُس کا فضل بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہی [۳۶] ہر ایک کے لئے ہمارے وارث قرار دیئے ہیں اُس میں جو چھوڑا ہی ماں باپ نے اور قرابت مندوں نے، اور جن لوگوں سے تم نے عہد باندھا ہی پھر تم اُن کا حصہ اُن کو دو، بے شک اللہ ہر چیز پر شاہد ہی [۳۷] مرد تسلط رکھنے والے ہیں عورتوں پر بسبب اُس کے کہ بزرگی دی ہی اللہ نے انسانوں میں سے ایک کو دوسرے پر

وَمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَلَا صِلَاحَ لَهَا قُنْتُ حَفِظْتُ
لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَالَّذِينَ يَخَافُونَ فَشَوْرَ هُنَّ فَعُظُوهُنَّ
وَأَهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا
تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنْ اللَّهُ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ﴿٣٨﴾ وَإِنْ
خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ
أَهْلِهَا إِنْ يَرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنْ اللَّهُ كَانَ عَلِيمًا
خَبِيرًا ﴿٣٩﴾ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ
إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنْ اللَّهُ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَلًا فَخُورًا ﴿٤٠﴾
الَّذِينَ يَدْخُلُونَ وَيَمْرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا
آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ﴿٤١﴾
وَالَّذِينَ يَنْفَقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا
بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَهُمْ يَكُونُ لِلشَّيْطَانِ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ﴿٤٢﴾

اور اس سبب سے کہ خرچ کیا ہی اپنے مال میں سے، پھر نہکبخت عورتیں فرماں بردار ہیں حفاظت رکھنے والی ہیں اپنے (شوہروں کے) پیچھے اللہ کی حفاظت کے ساتھ، اور جو عورتیں کہ اُن سے تمکو سرکشی کا ڈر ہو تو اُن کو سمجھاؤ اور اُن کو اُن کے سونے کی جگہ میں اکھلا ڈالو، اور اُن کو مارو پھر اگر وہ فرماں بردار ہو جاویں تو اُن پر اور کوئی راہ مت ڈھونڈو (یعنی کوئی اور حیلہ اُن کے ایذا دینے کا یا طلاق دینے کا مت ڈھونڈو) بے شک اللہ بڑا بلند مرتبہ والا ہے ﴿۳۸﴾ اور اگر تمکو اُن دونوں میں نا موافقت کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ مرہ کے لوگوں میں سے اور ایک پنچ عورت کے لوگوں میں سے مقرر کرو، اگر وہ اصلاح چاہیں تو خدا اُن میں توفیق دیگا، بے شک اللہ جاننے والا ہے خبردار ﴿۳۹﴾ اور عبادت کرو اللہ کی اور مت شریک کرو اُس کے ساتھ کسی چیز کو، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور قرابت مندوں اور یتیموں اور غریبوں اور قرابت مند ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور پاس رہنے والے اور راہ چلتے کے ساتھ اور اُس کے ساتھ جس کے مالک تمہارے ہاتھ ہوئے ہیں، بے شک اللہ نہیں دوست رکھتا اُس کو جو متکبر شیعہ بننے والا ہے ﴿۴۰﴾ جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کرنے کو کہتے ہیں اور چہیتے ہیں اُس کو جو اُن کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے، اور طیار کیا ہے ہمنے کافروں کے لئے عذاب ذلیل کرنے والا ﴿۴۱﴾ اور جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں اپنا مال لوگوں کے دکھلانے کو اور ایمان نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ اخیر دن پر اور جو کوئی کہ ہو شیطان اُس کا مصاحب تو برا مصاحب ہے ﴿۴۲﴾

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَانْفَقُوا مِمَّا
رَزَقَهُمُ اللَّهُ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ﴿٢٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظَاهِرُ
مُتَّقِلًا ذَرَّةً وَ إِنْ تَكَ حَسَنَةً يَضَعَهَا وَ يَوْتِ مِنْ لَدُنْهِ
أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ
وَ جِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا يَوْمَئِذٍ الَّذِينَ كَفَرُوا
وَ عَصَوُا الرُّسُولَ لَوْ تَسَوَّى بِهِمُ الْاَرْضُ وَ لَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ
حَدِيثًا ﴿٢٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَ أَنْتُمْ
سَكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَ لَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي
سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا وَ إِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ
جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا
مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَ أَيْدِيكُمْ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا غَفُورًا ﴿٢٦﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أَوْتُوا نَصِيبًا
مِنَ الْكُتُبِ يَشْتَرُونَ الضَّلَاةَ وَ يَرِيدُونَ أَنْ تَضِلُّوا السَّبِيلَ
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ وَ كَفَى بِاللَّهِ وَلِيًا وَ كَفَى بِاللَّهِ نَصِيرًا ﴿٢٧﴾

اور اُن کا کیا نقصان تھا۔ اگر وہ اللہ پر اور اخیر دن پر ایمان لاتے اور خرچ کرتے اُس میں سے جو اُن کو اللہ نے دیا ہی، اور اللہ اُن کے (حال کو) جاننے والا ہی [۴۳] ہے شک اللہ ظلم نہیں کرتا۔ فرقہ بھر بھی، اور اگر ٹھیک ہو، تو اُس کو دوگنا کر دیتا ہی اور اپنے پاس سے بڑا اجر دیتا ہی [۴۴] پھر کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ایک امت سے گواہ بلائیں گے اور تجھ کو اُن پر گواہ لائیں گے، اُس دن چاہیں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے اور رسول کی نافرمانی کی کہ گامکے برابر ہو جاتی اُن پر زمین اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات [۴۵] اے لوگو جو ایمان لائے ہو نماز کے نزدیک مت جاؤ (یعنی مت بڑھو) ایسے حال میں کہ تم نشہ میں ہو، جب تک کہ تم جانو کہ کیا کہتے ہو، اور نہ ایسے حال میں کہ تم ناپاک ہو مگر رستہ چلتے (یعنی مسافرت میں) جب تک کہ نہالو، اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی ضرورت رفع کر کے آوے یا تنہا عورتوں کو چھوڑا ہو اور تم بانی نہ پاؤ تو قصد کرو پاک مٹی کا پھر مسح کرو اپنے موہوں کو اور ہاتھوں کو، بے شک اللہ معاف کرنے والا ہی بخشنے والا [۴۶] کما نہیں دیکھا تو نے اُن لوگوں کی طرف جن کو دیا گیا ہی ایک حصہ کتاب سے، مول لیتے ہیں گمراہی کو اور چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بھٹک جاؤ، اور اللہ جانتا ہی تمہارے دشمنوں کو اور کافی ہی اللہ

ہرست ہونے کو اور کافی ہی اللہ مدد دینے والا [۴۷]

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يَكْزِفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ
 سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمِعْ غَيْرَ مَسْمُوعٍ وَرَاعِنَا أَيْمًا بِالسِّنْتِهِمْ وَ
 طَعْنًا فِي الدِّينِ ﴿٢٨﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمِعْ
 وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ
 فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آوَتُوا الْكِتَابَ آمَنُوا
 بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْغَسَ وَجُوهَهَا
 فَتَقْوَاهَا عَلَىٰ ادِّبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعْنَا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَ
 كَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿٣٠﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ
 مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا
 عَظِيمًا ﴿٣١﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْكُونَ أَنْفُسَهُمْ بِاللَّهِ يَزْكِي
 مِنْ يَشَاءُ وَلَا يَظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٣٢﴾ انْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ
 الْكَذِبَ وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ﴿٣٣﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ آوَتُوا
 نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ
 لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ﴿٣٤﴾

اُن لوگوں میں سے جو یہودی ہیں یہودیہ دیتے ہیں تلوں کو اُنکی جگہ سے (یعنی ذومعنی لفظ کہنے سے) اور کہتے ہیں (ظاہر میں) ہم نے سنا اور ہم نے اپنے گناہ سے اقرار کیا - اور باطن میں یہہ معنی رکھتے ہیں کہ ہم نے سنا یہہ ہم نے سنا - اور کہتے ہیں (ظاہر میں) سن اے پیغمبر تو کوئی بڑی بات نہ سنایا گیا ہو (یعنی کوئی بڑی بات تجھکو نہ) اور باطن میں یہہ معنی رکھتے ہیں کہ سن اے پیغمبر تہری بات حقی گئی نہی (یعنی تہری بات کوئی نہ سن) اور کہتے ہیں راعنا کا لفظ مگر ایذی زبان کو مروزکر جس سے راعنا سمجھا جاوے پہلے کے معنی ہیں کہ ہماری طرف متوجہ ہو اور دوسرے کے معنی ہیں کہ تو ہمارا چرواہا ہی اور ان باتوں سے دین میں طعنہ کرتے ہیں ۱۲۸ اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور ہم نے نو ماں برداری کی اور سن اور ہماری طرف متوجہ ہو تو اُن کے لیئے اچھا اور درمت تو ہوتا ولکن خدا نے اُنہر بسبب اُن کے کفر کے لعنت کی ہی ہو وہ ایمان نہ لاریتم مگر چند ۱۲۹ اے لوگوں جو کتاب نبی گئی ہو ایمان لاؤ اُسپر جو اُتارا ہم نے سچ بتائے والا اُس کا جو تمہارے پاس ہی اس سے پہلے کہ ہم بگاز دیں تمہارے چہروں کو یہہ ہم یہودیہ اُنکو گدی پر (یعنی اُنکے دل کی بدی اُن کے چہروں پر دکھائی دے اور گدی پر چہرے پر جاویں یعنی راہ راست نہ دکھائی دے) یا ہم اُنکو لعنتی دیں جو سیکہ ہم نے لعنتی ہی اصحاب سبت کو (یعنی اُن یہودیوں کو جو سبت کے دن ممنوعہ کام کرتے تھے) اور خدا کا حکم بجا لایا ہوا ہوتا ہی (دیکھو تفسیر ” کوئو قرۃ خاصوں جلد اول صفحہ ۱۱۷ - ۱۱۹) ۱۳۰ بے شک اللہ نہیں بخشتا (اس گناہ کو) کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جاوے اور بخشتا ہی اس کے سوا (تمام گناہوں کو) جس کسی کے چاہتا ہی اور جو کوئی خدا کے ساتھ شرک کرے تو بے شک اُسے پھدا کیا گناہ بڑا ۱۳۱ کیا تو نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو جو اپنے آپکو پاک ٹھہراتے ہیں ، بلکہ خدا پاک کرتا ہی جسکو چاہتا ہی اور نہ ظلم کہتے جاویتم باریک ناگہ کی برابر بھی ۱۳۲ دیکھو کھونکر بہتان باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹا اور بس ہی یہی کھلا ہوا گناہ ۱۳۳ کیا تو نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو جنکو دیا گیا ہی ایک حصہ کتاب کا یقین کرتے ہیں خبیث روحوں اور بہوتوں پر اور کہتے ہیں اُن لوگوں کو جو کانہ ہیں کہ یہی لوگ اُن لوگوں کی بہ نسبت جو ایمان لائے ہیں بہت ٹھیک

أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَ مِنْ يَلْعَنُ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ
 نَصِيرًا ﴿٥٥﴾ أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِنَ الْمُلْكِ فَإِذَا آلَ يَوْثُونَ
 النَّاسَ نَقِيرًا ﴿٥٦﴾ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ
 مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ آتَيْنَاهُمْ
 مُلْكًا عَظِيمًا ﴿٥٧﴾ فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ بِهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ
 وَ كَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ﴿٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَايَعْنَا سَوْفَ
 نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضْجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا
 لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿٥٩﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا
 وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
 خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا
 ظَلِيلًا ﴿٦٠﴾ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَوَدُّوا الْأَمْنَتَ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَ
 إِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا
 يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٦١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر خدا نے لعنت کی تو اُس کے لیئے تو کوئی مدد کار نہ پائیگا ﴿۵۵﴾ کیا اُنکو حکومت کا کڑی حصہ ہے (اگر ہو) تو جب بھی ندینگے لوگوں کو کھجور کی گتھالی کی دراز برابر بھی ﴿۵۶﴾ کیا وہ حسد کرتے ہیں لوگوں پر جو کچھ اللہ نے اُنکو اپنے فضل سے دیا ہے، تو بے شک ہم نے سی ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت اور ہم نے اُن کو سی بڑی بادشاہت ﴿۵۷﴾ پھر اُن میں سے وہ ہیں جو اُسپر ایمان لائے اور اُن میں سے وہ ہیں جو اُس سے رک گئے اور کافی ہے جہنم آگ بھڑکا ہوا ﴿۵۸﴾ بیشک جن لوگوں نے ہماری نشانہوں کے ساتھ کفر کیا ہم دالینگے اُن کو آگ میں جب جب پک اُٹھیں اُن کی کھلڑیاں بدل دیں گے ہم اُن کی کھلڑیاں اُن کے سوا تاکہ چکھیں عذاب کو بے شک اللہ بڑا ہی حکمت والا ﴿۵۹﴾ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اچھے عمل کیئے ہیں ہم اُن کو داخل کریں گے جنتوں میں بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں ہمیشہ ہمیش اُن میں رہیں گے اُن میں اُن کے لیئے پاکیزہ جوڑے ہیں اور ہم اُنکو داخل کریں گے چھاؤں چھاؤں ﴿۶۰﴾ بے شک اللہ تمکو حکم کرتا ہے کہ دیدو امانتیں امانت والوں کو اور جب تم لوگوں میں حکم کرو تو حکم کرو انصاف سے، بے شک اچھی چیز ہے جس کی اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ سلف والا ہے دیکھنے والا ﴿۶۱﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی

اور اطاعت کرو رسول کی اور تم میں سے حکم والوں کی

فَإِنْ قَدْ زَعَمْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ
تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٦٥﴾
أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ
وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ
وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ
ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أُنْزِلَ
إِلَى اللَّهِ وَ إِلَى الرَّسُولِ زَايَاتٍ الْمُنَافِقِينَ يُصَدُّونَ عَنْكَ
صُدُودًا ﴿٦٧﴾ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ
ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا أَحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ﴿٦٨﴾
أُولَئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ
وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٩﴾ وَ مَا أَرْسَلْنَا
مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا
أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ
لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴿٧٠﴾

پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اُس کو لیجاؤ اللہ اور رسول کے پاس اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اخیر دن پر یہ اچھا ہی اور نیک ہی آخر کو ﴿۱۲﴾ کیا تو نے نہیں دیکھا اُن لوگو کو جو گمان کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں اُس پر جو اُتارا گیا ہی تجھے پر اور جو اُتارا گیا ہی تجھے سے پہلے، چاہتے ہیں کہ فیصلہ کروا دیں ناحق کرنے والوں سے اور بے شہدہ اُن کو حکم دیا گیا ہی کہ اُس کو نہ مانیں اور چاہتا ہی شیطان کہ اُن کو گمراہ کرے دور کی گمراہی ﴿۱۳﴾ اور جب اُن کو کہا جاتا ہی کہ اُو اُس کی طرف جو اُتارا ہی اللہ نے اور (اُو) رسول کے پاس تو تو دیکھتا ہی کہ منافق تجھے سے روک کر روک جاتے ہیں ﴿۱۴﴾ پھر کھونکر جب اُنپر کوئی مصیبت پڑتی ہی اُس سبب سے جو اُن کے ہاتھوں نے آئے بھیج دیا ہی تو پھر تیرے پاس آتے ہیں اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے بجز احسان اور موافقت کے اور کچھ نہیں چاہا تھا ﴿۱۵﴾ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہی کہ دیا اُن کے دلوں میں ہی پھر اُن سے در گذر کر اور اُن کو نصیحت کر اور کہہ اُن سے اُن کے دلوں میں پیٹھ جانے والی بات ﴿۱۶﴾ ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس لیے کہ وہ فرمانبرداری کیا جائے اللہ کے حکم سے اور اگر اُنہوں نے جبکہ ظلم کیا اپنے آپ پر آتے تیرے پاس پھر معافی چاہتے اللہ سے اور معافی چاہتا اُن کے لیے رسول البتہ وہ پاتے اللہ

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
 ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيَسْأَلُوا
 تَسْلِيمًا ﴿٦٨﴾ وَ لَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ
 أَوِخْرَجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ وَ لَوْ أَنَّهُمْ
 فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ﴿٦٩﴾
 وَ إِذَا آتَيْنَاهُم مِّنْ لَّدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا وَ أَهْدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا
 مُسْتَقِيمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ يَطْعَ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ
 أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّدِيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ
 وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿٧١﴾ ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَ كَفَىٰ
 بِاللَّهِ عَلِيمًا ﴿٧٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانفِرُوا
 ثَبَاتٍ أَوْانْفِرُوا جَمِيعًا ﴿٧٣﴾ وَ إِنْ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيْذُمُ الَّذِينَ
 أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّمَا اللَّهُ عَلِيٌّ إِنْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ
 شَهِيدًا ﴿٧٤﴾ وَإِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللَّهِ لَيَقُولُنَّ كَأَن لَّمْ تَكُنْ
 بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يَلْبِثُنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَافْزُزْ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧٥﴾

پھر تھرے پرور دگار کی قسم کہ وہ ایمان والے نہ رہے جب تک کہ تجھ کو حاکم نہ بدیں اُسوں

جسمیں کہ وہ آپس میں جھگڑتے ہیں پھر نہ پاریں اپنے دلوں میں دھکڑ پکڑ اُس سے جو

تیرے حکم کیا اور مان لیں ٹھیک جانکر ﴿۱۸﴾ اور اگر ہم اُن پر لکھ دیتے کہ مارتا لو اپنے تئیں

آپ یا نکل جاؤ اپنے گھروں سے تو اُسکو نکرتے مگر اُن میں سے چند، اور اگر وہ کرتے جس

سے وہ نصیحت دیئے گئے ہیں تو البتہ ہوتا اُن کے لیے اچھا اور بہت زیادہ ثابت (قدم)

رہنا ﴿۱۹﴾ اور اُس وقت البتہ ہم اُن کو دیتے اپنے پاس سے ثواب بڑا اور البتہ ہم اُن کو ہدایت

کرتے رستہ سیدھا ﴿۲۰﴾ اور جس نے کہ اطاعت کی اللہ کی اور رسول کی تو وہ لوگ اُن

لوگوں کے ساتھ ہوں جن پر اللہ نے انعام کیا ہی یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور

صالحوں کے (ساتھ) اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں ﴿۲۱﴾ یہ فضل ہی اللہ کی طرف سے

اور کافی ہی اللہ جاننے والا ﴿۲۲﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اور اپنا بچاؤ پھر نکلو تکرری تکرری

یا نکلو اکٹھے ہو کر ﴿۲۳﴾ اور بے شک تم میں سے وہ شخص ہیں کہ دیر کرتے ہیں پھر اگر

پھونچتی ہی تمکو مصیبت کہتا ہی کہ بے شک اللہ نے مجھے پر احسان کیا جب کہ میں

اُن کے ساتھ موجود نہ تھا ﴿۲۴﴾ اور اگر تمکو پھونچتی ہی بھلائی اللہ کی طرف سے تو کہتا

ہی کہ گویا نہ تھی تم میں اور اُس میں دوستی (کہ اُسکو بھی اپنے ساتھ لے جاتے) اے کاش

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا
بِالْآخِرَةِ ۖ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلْ أَوْ يَغَابَ فُسُوفَ
نُورَتِهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٤﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ
وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ
رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمُ أَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَنَا
مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ﴿٢٥﴾ الَّذِينَ
آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي
سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ
كَانَ ضَعِيفًا ﴿٢٦﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ
وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا
فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً
وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كُتِبَتْ عَلَيْنَا الْقِتَالُ لَوْلَا أَخَرْتَنَا إِلَى
أَجَلٍ قَرِيبٍ ۚ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَى
وَلَا تظَلُمُونَ فَتِيلًا ﴿٢٧﴾

پھر چاہیئے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچ دالتے ہوں دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے، اور جو کوئی اترے اللہ کی راہ میں پھر مارا جاوے یا غالب ہو تو البتہ ہم اُسکو دینکے بڑا ثواب ﴿۷۸﴾ اور کیا ہوا ہی تمکو کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کے (بچانے کے لیئے) مزدوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو نکال اس شہر سے کہ ظلم کرنے والے ہیں اُسکے لوگ اور کر ہمارے لیئے اپنے پاس سے کوئی والی اور کر ہمارے لیئے اپنے پاس سے کوئی مددگار ﴿۷۹﴾ جو لوگ ایمان لائے ہیں لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو لوگ کافر ہیں لڑتے ہیں گمراہ کرنے والوں کی راہ میں پھر لڑو شیطان کے دوستوں سے بے شک شیطان کا مکر بوتا ہی ﴿۸۰﴾ کیا تونے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کہا گیا کہ روک لو اپنے ہاتھ (یعنی مت لڑو اسلامیہ کہ اب لڑائی نہیں ہی) اور پڑھو نماز اور دو زکوٰۃ (تو اسبات کو خوشی خوشی قبول کرتے ہیں) پھر جب لکھا گیا اُنپر لڑنا (یعنی جب پھر لڑائی کا وقت آیا) تو ایک گروہ اُن میں سے آدمیوں سے ڈرتا ہی جیسیکہ خدا کا ڈر ہو یا خدا کے دُرسے بھی زیادہ، اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تونے کیوں لکھدی ہم پر لڑائی، کیوں تونے تھوڑے وقت تک ہمکو اور مہلت ندی، کھدے (اے پیغمبر) کہ دنیا کا فائدہ تھوڑا ہی اور آخرت کا (فائدہ) بہتر ہی اُس شخص کے لیئے جسنے پڑھیزگاری کی اور نہ ظلم کیئے جاوینکے باریک ناگے کی برابر بھی ﴿۸۱﴾

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَدْرِكَكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بَرْجٍ مَّشِيدَةٍ وَ
 أَنْ تُصِيبَهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَأِنْ تُصِيبَهُمْ
 سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَمَالِ
 هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٨٥﴾ مَا أَصَابَكَ مِنْ
 حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنَ نَفْسِكَ وَأَرْسَلْنَاكَ
 لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٨٦﴾ مَنْ يَطْعِ الرُّسُولَ فَقَدْ اطَّاعَ
 اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا ﴿٨٧﴾ وَ يَقُولُونَ
 طَاعَةٌ فَإِنَّا بَازُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي
 تَقُولُ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
 وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٨٨﴾ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ
 عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٩﴾ وَإِذَا جَاءَهُمْ
 أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ
 وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَ الَّذِينَ يُسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا
 فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعَتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٩٠﴾

جہاں کہیں تم ہو گئے پکڑ لیکے تمکو موت اور گو کہ تم مضبوط بوجوں میں ہو، اور اگر اُن کو پہونچتی ہی پہلائی تو کہتے ہیں کہ یہہ اللہ کی طرف سے ہی اور اگر اُن کو پہونچتی ہی برائی تو کہتے ہیں کہ یہہ تمہارے سبب سے ہی، کہدے اے پیغمبر کہ سب کچھہ اللہ کی طرف سے ہی، پھر کیا ہی اس قوم کو کہ بات کو سمجھتی ہوئی نہیں لگتی ۸۰ جو کچھہ کہ تجھکو پہونچا ہی پہلائی سے تو اللہ کی طرف سے ہی اور جو کچھہ کہ تجھکو پہونچا ہی برائی ہی تو خود تیری طرف سے ہی اور ہمنے بھیجا تجھکو لوگوں کے لیئے پیغام پہونچانے والا اور کافی ہی اللہ گواہی کو ۸۱ جس شخص نے کہ اطاعت کی رسول کی تو بے شک اُس نے اطاعت کی اللہ کی اور جو پھر گیا تو ہمنے نہیں بھیجا تجھکو اُن پر نگہبان ۸۲ اور کہتے ہیں فرماں بردار ہیں پھر جب تیرے پاس سے باہر جاتے ہیں تو ایک گروہ اُن میں سے گھر میں بیٹھکر سوچتا ہی اُس کے سوا جو تو کہتا ہی، اور خدا لکھ لیتا ہی جو کچھہ وہ گھر میں بیٹھکر سوچتے ہیں، پھر بے پرواہی کر اُن سے اور توکل کر اللہ پر اور کافی ہی اللہ کام سفوارنے والا ۸۳ پھر کیا وہ نہیں سمجھتے قرآن کو اور اگر خدا کے سوا اور کسی کے پاس سے ہوتا تو وہ بے شک اُس میں بہت اختلاف پاتے ۸۴ اور جب اُن کے پاس کوئی بات امن کی یا خوف کی آتی ہی تو اُس کو مشہور کرتے ہیں اور اگر اُس کو رسول تک لیجاتے یا اُن میں سے حکم والوں تک تو البتہ اُسکو جان لیتے اُن میں سے وہ لوگ جو اُس میں سے ٹھیک بات نکال سکتے، اور اگر خدا کا فضل تم پر نہوتا اور اُس کی رحمت تو البتہ تم پڑوی کرتے شیطان کی حکم چنہ ۸۵

فَتَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تَكْلَفُ الْاَنْفُسَ وَحَرَضَ الْمُؤْمِنِينَ
عَنِ اللَّهِ اَنْ يَكْفَ بِاَسِ الذِّينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ اَشَدُّ بَاسًا وَّ
اَشَدُّ تَنْكِيلًا ﴿٨٩﴾ مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ
مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كُفْلٌ مِنْهَا وَكَانَ اللَّهُ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا ﴿٩٠﴾ وَاِنَّا حَيِّدْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِاِحْسَنِ
مِنْهَا اَوْ رَدُّوْهَا اِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿٩١﴾ اللَّهُ
لَا إِلَهَ اِلَّا هُوَ لِيَجْمَعَ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ
اَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ﴿٩٢﴾ فَمَالَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِتْنَةً وَاللَّهُ
اَرَادَ سُنَّهُمْ بِمَا كَسَبُوا اَقْرِبُونَ اَنْ يَهْتَدُوا مِنْ اِضْلِ اللَّهِ وَّ
مَنْ يَضِلَّ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿٩٣﴾ وَدُوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا
كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ اَوْلِيَاءَ حَتَّى
يَهَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاَقْتُلُوْهُمْ
حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وِلِيَاءَ وَلَا نَصِيرًا ﴿٩٤﴾
اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ

پس اے محمد اللہ کی راہ میں ، تو (اوروں کے فعل کا) ذمہ دار نہیں کیا جاتا مگر خود اپنا اور (لڑنے پر) مسلمانوں کو رغبت دلا قریب ہی کہ اللہ اُن لوگوں کی دھشت کو کھو دیگا جو کافر ہیں اور اللہ بہت سخت دھشت والا ہی اور بہت سخت سزا دینے والا ۸۶ جو کوئی سفارش کریگا اچھی بات کی سفارش تو اُس اچھی بات میں اُسکا بھی حصہ ہوگا اور جو کوئی سفارش کریگا برے کام کی سفارش تو اُس برے کام کا اُسپر بھی بوجھ ہوگا اور اللہ ہر چیز پر طاقت والا ہی ۸۷ اور جب تمکو دعا دیجائے سلامتی کی دعا تو تم اُس سے بہتر سلامتی کی دعا دو یا اُسی دعا کو اُلت کر کہو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہی ۸۸ اللہ ، نہیں ہی کوئی معبود مگر وہی بے شک اکھٹا کریگا تمکو قیامت کے دن جسمیں کچبہ شک نہیں اور کون ہی اللہ سے زیادہ سچ بات کہنے والا ۸۹ پھر (اے مسلمانوں) تمکو کیا ہی کہ منافقوں (کی مدارات کرنے اور نہ کرنے) میں دو فرقہ ہو گئے ہو اور اللہ نے اُن کو سونگیوں کیا اُس چیز سے جو اُنہوں نے کمایا کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ ہدایت کرو اُس کو جس کو اللہ نے گمراہ کیا اور جس کو گمراہ کرے اللہ تو ہرگز تو نہ پاوریگا اُس کے لیئے کوئی رستہ ۹۰ چاہتے ہیں (منافق) کہ تم بھی کافر ہوتے جیسیکہ وہ کافر ہیں تو تم بھی برابر ہوتے پھر اُن میں سے کسی کو دوست مت ٹھیراؤ جب تک کہ وہ ہجرت کریں اللہ کی راہ میں پھر اگر پھر جاویں تو اُن کو پکڑو اور اُنکو مار ڈالو جہاں اُن کو پاؤ اور مت ٹھیراؤ اُن میں سے کسی کو دوست اور مددگار ۹۱ مگر اُن لوگوں کو (مت پکڑو اور مت مارو) جو اُس قوم سے جاملوں جس سے تم میں اور اُن میں قول قرار ہو گیا ہی

أَوْ جَاءُوكُمْ حَصْرَتِ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوا كُمْ أَوْ يَقَاتِلُوا
قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتِلُوا كُمْ فَإِنْ اعْتَزَلُوا
كُم فَلَمْ يُقَاتِلُوا كُمْ وَالْقُوا إِلَيْكُم السَّلَامَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ
عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴿٩٢﴾ سَتَجِدُونَ أَخْزِينَ يَزِيدُونَ أَنْ يُأْمَنُوا كُمْ
وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كَمَا دَرَأُوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ
يُعْتَزِلُوا كُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُم السَّلَامَ وَيَكْفُوا أَيْدِيَهُمْ فذَنُوبُهُمْ
وَأَقَاتِلُوا هُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَئِكَ جَعَلْنَاكُمْ عَلَيْهِمْ
سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿٩٣﴾ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً
وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٌ وَدِيَّةٌ مُسْلِمَةٌ
إِلَى أَهْلِهَا إِلَّا أَنْ يَصُدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوِّكُمْ وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٌ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ
بَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَّةٌ مُسْلِمَةٌ إِلَى أَهْلِهَا وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٌ
فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ
وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٤﴾

یا تمہارے پاس آویں (اور) اُن کے دل میں یہ بات نہ رہی ہو کہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں ، اور اگر خدا چاہتا تو البتہ اُنکو تم پر مسلط کرتا پھر ضرور تم سے لڑتے ، پھر اگر وہ تم سے (یعنی تمہارے مقابلہ سے) علاحدہ ہو جاویں اور تم سے نہ لڑیں اور تم سے صلح کا پیغام ڈالیں تو پھر اللہ نے اُن پر تمہارے لئے کئی رستہ نہیں بنایا ہی ﴿۹۲﴾ تم اور قوموں کو پاؤ گے کہ یہ چاہتی ہیں کہ تم سے امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں ، جب کبھی وہ فساد کی طرف پھیرے جاتے ہیں تو اُس میں نگرہیں ہوتے ہیں پھر اگر تمہارے مقابلہ سے علاحدہ نہ ہوں اور تم سے صلح کا پیغام نہ ڈالیں اور (لڑائی سے) اپنا ہاتھ نہ دکیں تو اُن کو پکڑو اور اُن کو مار ڈالو جہاں اُن کو پاؤ ، اور یہی لوگ ہیں جن پر (یعنی جن کے پکڑنے یا قتل کرنے پر) ہم نے تمکو صریح حکمت دی ہی ﴿۹۳﴾ اور کسی مسلمان کو لایق نہیں ہی کہ کسی مسلمان کو مار ڈالے مگر چوک سے ، اور جو کوئی کسی مسلمان کو چوک سے مار ڈالے تو (اُس کا کفارہ ہی) آزاد کرنا مسلمان بردہ کا اور خوں بہا کا دیا جانا اُس کے لوگوں کو مگر یہ کہ وہ (خوں بہا کا دیا جانا) معاف کر دیں ، پھر اگر (وہ شخص جو مارا گیا ہی) تمہاری دشمن قوم میں سے ہو اور وہ مسلمان ہو تو (اُس کا کفارہ ہی) آزاد کرنا مسلمان بردہ کا ، اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور اُن میں تول قرار ہو گیا ہی تو (اُس کا کفارہ ہی) خوں بہا کا دیا جانا اُس کے لوگوں کو اور آزاد کرنا مسلمان بردہ کا ، پھر جو شخص (مسلمان بردہ) نہ پاوے تو اُس کا (بدلہ ہی) پے درپے دو مہینہ کے روزے معافی چاہنے کو اللہ سے ، اور اللہ جاننے والا ہی

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا
وَعُذِّبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٩٥﴾
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا
تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّامُ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغْنَمٌ كَثِيرَةٌ كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِنْ
قَبْلُ فَمَنْ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ
خَبِيرًا ﴿٩٦﴾ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولَى
الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ
فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ
دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَى وَفَضَلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ
عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٩٧﴾ دَرَجَتٌ مِنْهُ وَمَغْفِرَةٌ وَ
رَحْمَةٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٩٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ
ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ
فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضَ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا

اور جو کوئی مسلمان کو عمداً مار تالے تو اُس کی سزا جہنم ہی میسہ اُس میں رہینا خدا اُسپر غصہ ہوا اور اُسکو لعنت کی اور اُسکے لیئے طیار کیا بڑا عذاب (۹۸) اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم کوچ کرؤ اللہ کی راہ میں تو تحقیق کرؤ (مسلمانوں اور کافروں کو) اور مت کہو اُس شخص کو جسنے تمسے سلام علیک کی ہی کہ تو مسلمان نہیں ہی تم چاہتے ہو دولت دنیا کی زندگی کی تو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں، تم ایسے ہی تھے اس سے پہلے پھر مہربانی کی اللہ نے تم پر پس تحقیق کرؤ، بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے خبردار ہی (۹۹) مسلمانوں میں سے بیتہ رغنہ والے، سوائے ناکاروں کے، اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والے بواب نہیں ہیں، بزرگی دی ہی اللہ نے اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والوں کو بیتہ رغنہ والوں پر مرتبہ میں، اور ہر ایک سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہی، اور بزرگی دی ہی اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیتہ رغنہ والوں پر اجر عظیم دینے سے (۱۰۰) اپنی طرف سے درجہ دینے ہیں اور بخشش اور رحمت، اور اللہ بخشنے والا ہی رحم والا (۱۰۱) بے شک وہ لوگ جن کی روح فرشتے قبض کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پر آپ ظلم کیا ہی (یعنی منافقوں نے) تو فرشتے کہتے ہیں تم کہہ میں تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم اُس ملک میں لاچار تھے (فرشتے) کہتے ہیں کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی تاکہ تم اپنا ملک چھوڑ کر وہاں چلے جاتے،

قَالَتْكَ مَاوَهُمْ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٩﴾ **الْاَلَامِستضعفين**
 مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا
 يَمْتَدُونَ سَبِيلًا قَالَتْكَ عَسَىٰ اَلَا اَنْ يَعْفُو عَنْهُمْ وَكَانَ
 اَللّٰهُ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿١٠٠﴾ **و** مِنْ يَهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اَللّٰهِ يَجِدْ
 فِي الْاَرْضِ مَرَاغِمًا كَثِيرًا وَسَعَةً **و** مَنْ يُخْرَجْ مِنْ بَيْتِهِ
 يَهَاجِرْ اِلَى اَللّٰهِ وَرِسُوْلِهِ ثُمَّ يَدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ
 اَجْرُهُ عَلَى اَللّٰهِ **وَ** كَانَ اَللّٰهُ غَفُورًا رَحِيْمًا ﴿١٠١﴾ **وَ** اِذَا ضَرَبْتُمْ
 فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ
 خِفْتُمْ اَنْ يَفْتَنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنْ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا
 مُّبِيْنًا ﴿١٠٢﴾ **وَ** اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقِمْتُ اِيْهُمْ الصَّلَاةَ فَلَتَقُمْ طَائِفَةٌ
 مِنْهُمْ مَعَكَ **وَ** اِيَّاخُذُوْا اَسْلِحَتَكُمْ فَاِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا
 مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلَتَأْتِ طَائِفَةٌ اٰخَرٰى اَمْ يَصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ
وَ لِيَاخُذُوْا حِذْرَهُمْ **وَ** اَسْلِحَتَهُمْ **وَ** اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ
 عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ **وَ** اَمْتَعْتِكُمْ فَيَهْبِلُوْنَ عَلَيْكُمْ مِثْلَةً وَاحِدَةً

بس یہی لوگ ہوں کہ اُن کے رہنے کی جگہ جہنم ہی اور بری جگہ ہی ۹۹ مگر مردوں اور عورتوں اور لڑکوں میں سے جو لاچار ہیں انہیں کرسکتے کوئی حیلہ اور نہ باتے ہیں کوئی رستہ تو یہی لوگ ہیں کہ جلد اللہ اُن کو معاف کریگا اور اللہ معاف کرنے والا ہی بخشنے والا ۱۰۰ اور جو کوئی کہ ہجرت کرے اللہ کی راہ میں پابینا زمین میں رہنے کی بہت جگہ اور کشائش اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے اللہ کے اور اُس کے رسول کے لئے ہجرت کر کے پھر اُس کو موت لے لیوے تو بے شک اُس کا اجر دینا اللہ کے ذمہ ہی اور اللہ بخشنے والا ہی رحم والا ۱۰۱ اور جب کہ تم کوچ کرو ملک میں تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہی کہ قصر کرو نماز میں سے اگر تمکو قہر ہو کہ فساد کریں گے تم سے وہ لوگ جو کانر ہیں بے شک کانر تمہارے لئے دشمن علانیہ ہیں ۱۰۲ اور اے (پیغمبر) جب کہ تو اُن میں ہو اور تو نے اُن کے لئے جماعت کی نماز کھڑی کی ہو تو چاہئے کہ ایک گروہ اُن میں سے تیرے ساتھ کھڑا ہو (یعنی ایسے موقع پر کہ کعبہ کی طرف منہ کرنے سے دشمن کی طرف پیٹھ ہو جاتی ہو جیسے کہ ذات الرقع کی لڑائی کا موقع تھا) اور چاہئے کہ اے میں اپنے ہتھیار پھر جب (پہلے گروہ کے لوگ) سجدہ کر لیں تو اُن کو چاہئے کہ تمہارے یعنی دوسرے گروہ کے آگے ہو جاویں (یعنی دشمن کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاویں) اور چاہئے کہ آوے گروہ دوسری جس نے کہ نماز نہیں پڑھی تھی (اور دشمن کی طرف منہ کیئے ہوئے کھڑے رہے تھے) پھر چاہئے کہ وہ نماز پڑھیں تیرے ساتھ اور چاہئے کہ میں اپنی حفاظت اور اپنے ہتھیار اور جو لوگ کہ کانر ہیں چاہتے ہیں کہ اگر تم غافل ہو جاؤ اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے تو دل پڑیں تم پر

دل پڑنا ایک ساتھ

+ صف جنگ میں مقتدیوں کو اگر مرقع نماز کا ہو تو صرف ایک رقعہ نماز کی فرض ہی اور اگر اس کا بھی مرقع نہ ہو تو صرف اداۃ ہی سے بلا اداۃ سمیت قبائے کفری ہی اور اگر اتنی بھی فرض نہ ہو تو قضا کرنا جائز ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَنَّىٰ مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ
مَرْضَىٰ أَوْ أَضَعَوْا أُسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ
لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿١٣٣﴾ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْكِرُوا لِلَّهِ
قِيَامًا وَتَعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَنِيمُوا الصَّلَاةَ
إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَرْقُومًا ﴿١٣٤﴾ وَلَا
تَهْنُؤْا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِن تَكُونُوا تَامِرًا فَإِنَّهُمْ يَأْمُرُونَ كَمَا
يَأْمُرُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا
حَكِيمًا ﴿١٣٥﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ
النَّاسِ بِمَا أَرَىٰكَ اللَّهُ وَلَا تَكُنِ الْفَاحِشِينَ خَصِيمًا
وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٣٦﴾ وَلَا تَجَادِلْ
عَنِ الَّذِينَ يَخْتَفُونَ أَنفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ
خَوَانًا أَثِيمًا ﴿١٣٧﴾ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ
مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِنْ يَبْهَتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ
اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٣٨﴾

اور تمپر کچھ گناہ نہیں ہی اگر تمکو کچھ اذیت ہو ، مومنہ سے یا تم بیمار ہو کہ اپنے ہتھار رکھو ، اور لو اپنی حفاظت بے شک اللہ نے طیار کیا ہی کافروں کے لئے عذاب رسوا کرنے والا ﴿۱۰۳﴾ پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لہئے ، پھر جب تمکو اطعمینان ہو جاوے تو قائم کرو نماز کو ، بے شک نماز مسلمانوں پر لکھی گئی ہی معین وقتوں پر ﴿۱۰۴﴾ اور سستی مت کرو اُس قوم یعنی کافروں کے پھچھا کرنے میں اگر تمکو تکلیف ہوتی ہی تو بے شک وہ بھی تکلیف اُٹاتے ہیں جیسے کہ تم تکلیف اُٹاتے ہو اور تم اللہ سے اُمید رکھتے ہو اُس چیز کی کہ وہ اُس کی اُمید نہیں رکھتے ، اور اللہ جاننے والا ہی حکمت والا ﴿۱۰۵﴾ بے شک ہمارے بھیجی ہی تجھے پر یہ کتاب برحق تاکہ تو لوگوں میں حکم کرے اُس چیز سے کہ دکھائی ہی تجھکو اللہ نے اور نہو خیانت کرنے والوں کے لئے جھگڑنے والا ، اور معافی مانگ اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا ہی مہربان ﴿۱۰۶﴾ اور مت جھگڑا کر اُن لوگوں کی طرف سے جو خیانت اپنے دلوں میں کرتے ہیں ، بے شک اللہ دوست نہیں رکھتا اُس کو جو کہ خیانت کرنے والا گنہگار ہو ﴿۱۰۷﴾ چھپاتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھپا سکتے اللہ سے اور وہ اُن کے پاس ہی جب کہ وہ گھر میں بیٹھکر مشورہ کرتے ہیں اُسکا جس بات کو اللہ پسند نہیں کرتا اور جو کچھ کہ

هَآنَتُمْ هَؤُلَاءَ جَاؤَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَوةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُجَابِلُ
اللَّهُ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَمْ مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَنْ
يَعْمَلْ سُوًى أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا
رَحِيمًا ﴿١١٠﴾ وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَى نَفْسِهِ وَ
كَانَ اللَّهُ عَظِيمًا حَكِيمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا
ثُمَّ يَرَمْ بِهِ بَرِيئًا فَقَدْ احْتَدَلَ بِهْتَانًا وَ إِثْمًا مُبِينًا ﴿١١٢﴾ وَ لَوْلَا
فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَ رَحْمَتُهُ لَهَمَّت طَآئِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضْلَوْكَ
وَ هُمْ يُضِلُّونَ إِنَّا أَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَضُرُّوكَ مِنْ شَيْءٍ وَ
أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ كُنْ تَعْلَمُ
وَ كَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿١١٣﴾ لَا خَيْرَ فِي كَثَرٍ مِنْ
تَجْوِهِمْ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ
النَّاسِ وَ مَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ
نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾ وَ مَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ

ہاں تم وہ لوگ ہو کہ دنیا کی زندگی میں اُن کی طرف سے جھگڑتے ہو، پھر کون اُن کی

طرف سے قیامت کے دن اللہ سے جھگڑیگا، کیا کوئی ہوگا اُن پر وکیل (۱۰۹) اور جو کوئی

برا کام کرے یا اپنے پر آپ ظلم کرے پھر اللہ سے معافی چاہے تو اللہ کو پاریگا معاف کرنے والا

رحم والا (۱۱۰) اور جو کوئی گناہ کماتا ہی تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ اُس کو کماتا ہی

اپنے لیے آپ اور اللہ جاننے والا ہی حکمت والا (۱۱۱) اور جو شخص کوئی خطا یا گناہ کرے

ہی پھر اُس کی تہمت کسی بے گناہ پر ڈالتا ہی تو بے شک اُس نے اُٹھایا (بوجھ) علانیہ

بہتان اور گناہ کا (۱۱۲) اور اگر خدا کا فضل تجھ پر نہوتا اور اُس کی رحمت تو البتہ قصد

کیا تھا اُن میں سے ایک گروہ نے کہ تجھ کو (ایک چور کا مقدمہ فیصل کرتے وقت انصاف

کرنے میں) بھکا دیں، اور وہ نہیں بھکتے مگر اپنے آپ کو اور تجھ کو کچھ بھی نقصان

نہیں پہونچاتے اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہی اور تجھ کو وہ سکھایا ہی

جو تو نہیں جانتا تھا اور تجھ پر خدا کا بہت بڑا فضل ہی (۱۱۳) کچھ بھلائی اُن کے

بہت سے مشوروں میں نہیں ہی مگر (اُس شخص کے مشورہ میں بھلائی ہی) جو خیرات

کرنے کو یا کوئی نیک بات کرنے کو کہے یا لوگوں میں اصلاح کراوے اور جو شخص خدا

کی رضامندی چاہئے اُسے ایسا کرے تو ہم جلد اُس کو بڑا اجر دینگے (۱۱۴) اور جس

شخص نے مخالفت کی رسول کی اُس کو ٹھیک راہ ظاہر ہونے کے بعد،

هَٰنَتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَانَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُجَابِلُ
اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَمْ مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿١١٥﴾ وَمَنْ
يَعْمَلْ سَوْءًا أَوْ يظَلِّمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا
رَحِيمًا ﴿١١٦﴾ وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبْهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَ
كَانَ اللَّهُ عَظِيمًا حَكِيمًا ﴿١١٧﴾ وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا
ثُمَّ يَوْمَ بِهِ بَرِيئًا فَقَدْ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿١١٨﴾ وَلَا
فَضْلَ لِلَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ أَهَمُّ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ أَنْ يُضْلُوكَ
وَمَا يُضْلُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوكَ مِنْ شَيْءٍ وَ
أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ كُنْ تَعْلَمُ
وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿١١٩﴾ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ
فُجُورِهِمْ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ
أَنْفُسٍ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ
نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٢٠﴾ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ

ہاں تم وہ لوگ ہو کہ دنیا کی زندگی میں اُن کی طرف سے جھگڑتے ہو، پھر کون اُن کی طرف سے قیامت کے دن اللہ سے جھگڑیگا، کیا کوئی ہوگا اُن پر وکیل (۱۰۹) اور جو کبھی برا کلم کرے یا اپنے پر آپ ظلم کرے پھر اللہ سے معافی چاہے تو اللہ کو پاویگا معاف کرنے والا رحم والا (۱۱۰) اور جو کوئی گناہ کماتا ہی تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ اُس کو کماتا ہی اپنے لیئے آپ اور اللہ جاننے والا ہی حکمت والا (۱۱۱) اور جو شخص کوئی خطا یا گناہ کرے گا ہی پھر اُس کی تہمت کسی بے گناہ پر ڈالتا ہی تو بے شک اُس نے اُٹھایا (بوجہ) علانیہ بہتان اور گناہ کا (۱۱۲) اور اگر خدا کا فضل تجھ پر نہوتا اور اُس کی رحمت تو البتہ قصد کیا تھا اُن میں سے ایک گروہ نے کہ تجھ کو (ایک چرر کا مقدمہ فیصل کرتے وقت انصاف کرنے میں) بہکا دیویں، اور وہ نہیں بہکاتے مگر اپنے آپ کو اور تجھ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہونچاتے اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہی اور تجھ کو وہ سکھایا ہی جو تو نہیں جانتا تھا اور تجھ پر خدا کا بہت بڑا فضل ہی (۱۱۳) کچھ بھلائی اُن کے بہت سے مشوروں میں نہیں ہی مگر (اُس شخص کے مشورہ میں بھلائی ہی) جو خیرات کرنے کو یا کوئی نیک بات کرنے کو کہے یا لوگوں میں اصلاح کراوے اور جو شخص خدا کی رضامندی چاہئے کے لیئے ایسا کرے تو ہم جلد اُس کو بڑا اجر دینگے (۱۱۴) اور جس شخص نے مخالفت کی رسول کی اُس کو تھیک راہ ظاہر ہونے کے بعد،

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَ نُفَصِّلْهُ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿١٥﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ
مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا
بَعِيدًا ﴿١٦﴾ أَنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا انْتًا وَ أَنْ يَدْعُونَ إِلَّا
شَيْطَانًا مَرِيدًا ﴿١٧﴾ لَعَنَهُ اللَّهُ وَ قَالَ لَا تَخْدُنْ مِنْ عِبَادِكَ
نَصِيبًا مَفْرُوضًا وَ لَأُضِلَّهُمْ وَلَا مَنِيْنَهُمْ وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَبْتَئْنَ
إِذَا نِ الْإِنْعَامَ وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنَ خَلْقَ اللَّهِ وَ مَنْ يَتَّخِذِ
الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ﴿١٨﴾
يَعْدُهُمْ وَ يَمْنِيْهِمْ وَ مَا يَعْدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٩﴾ أُولَئِكَ
مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿٢٠﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا
وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا وَ مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ
قِيلًا ﴿٢١﴾ لَيْسَ بِأَمَانِيْكُمْ وَلَا أَمَانِيْ أَهْلِ الْكُتُبِ مَنْ يَعْمَلْ
سُوءَ يَجْزُ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٢٢﴾

اور پڑھ کرے اُس راہ کی جو مسلمانوں کی نہیں، تو پھر دینگے ہم اُس کو جدھر وہ
 پھرا ہی اور ہم اُس کو پہونچا دیں گے جہنم میں اور وہ بری جگہ ہی ۱۱۵ بے شک اللہ
 نہیں معاف کرنے کا کہ شرک کیا جاوے اُس کے ساتھ اور بخشش کا اس کے سوا جس کو
 چاہیگا اور جو کوئی شرک کرے اللہ کے ساتھ تو بے شک وہ راہ سے بہتک گیا بہت دور
 بہتکنا ۱۱۶ وہ (یعنی مشرک) نہیں پکارتے اُس کے (یعنی اللہ کے) سوا بجز دیہیوں کے
 اور نہیں پکارتے بجز سرکش شیطان کے ۱۱۷ لعنت کی ہی اُس پر اللہ نے اور اُس نے کہا
 کہ البتہ میں لوں گا تیرے بندوں سے مقرر کیا ہوا حصہ اور البتہ میں اُن کو گمراہ کروں گا اور
 اُن کو آرزوؤں میں ڈالوں گا اور البتہ اُن کو حکم ہوں گا تاکہ وہ چار پاؤں کے جانوروں کے کان
 (میری نذر کے لئے) چیریں اور میں اُن کو حکم دوں گا تاکہ (میری بھیت کے لئے) خدا
 کی پیدائش میں تغیر کر دیں، اور جس نے خدا کے سوا شیطان کو اپنا مربی بنایا تو
 بے شک وہ توتے میں پڑا علانیہ توتے میں پڑنا ۱۱۸ اُن کو (شیطان) وعدہ دیتا ہی اور
 آرزوئیں دلاتا ہی اور شیطان اُن کو وعدہ نہیں دیتا بجز فریب کے ۱۱۹ یہی لوگ ہیں
 جنکی جگہ جہنم ہی اور نہ پاوینگے اُس سے مخلصی ۱۲۰ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں
 اور اچھے عمل کیئے ہیں ہم اُن کو داخل کریں گے جنتوں میں بہت ہی ہیں اُن کے نیچے
 نہیں ہمیشہ رہیں گے اُن میں ہمیشہ ہمیش، اللہ نے سچا وعدہ کیا اور کون ہی اللہ سے زیادہ
 سچا بات میں ۱۲۱ نہ تمہاری آرزوؤں سے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں سے (کچھ ہوتا ہی)
 جو کوئی برا کام کریگا اُس کا بدلہ اُسکو دیا جاوے گا اور نہ پاویگا اپنے لئے سوائے خدا کے کوئی

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظَاهَوْنَ نَقِيرًا ﴿١٢٣﴾
وَمَنْ أَحْسَنَ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ﴿١٢٤﴾
وَاللَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
مُّحِيطًا ﴿١٢٥﴾ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِيهِمْ
وَمَا يَتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتِمَّى النِّسَاءِ الَّتِي لَا تَوْلُونَهُمْ
مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ
مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوا
مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿١٢٦﴾ وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ
مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا
بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ
وَأَنْ تَحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٢٧﴾
وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ

اور جو کوئی اچھے کاموں میں سے کرے ، مردوں میں سے یا عورتوں میں سے اور وہ ایمان والا ہی تو یہی لوگ ہیں جو داخل ہونگے جنت میں اور نہ ظلم کیئے جاویں گے کھجور کی گٹھلی کی تَرار برابر بھی ﴿۱۲۳﴾ اور کون دین کی راہ سے اُس شخص سے اچھا ہی جس نے اپنے منہ کو خدا کی اطاعت میں رکھ دیا اور وہ نیکی کرنے والا ہی اور پیروی کی ہی دین ابراہیم کی جو خالص خدا کا پوجنے والا تھا ، اور خدا نے ابراہیم کو دوست ٹھہرایا ہی ﴿۱۲۴﴾ اور اللہ کے لیئے ہی جو کچھ کہ آسمانوں میں ہی اور جو کچھ کہ زمین میں ہی اور اللہ ہو چیز پر محیط ہی ﴿۱۲۵﴾ کچھ سے عورتوں کے باب میں حکم پوچھتے ہیں ، کہدے کہ اللہ اُن کے باب میں حکم دیگا اور جو کچھ پرہیز سنا یا جانا ہی تم کو کتاب میں یتیم عورتوں کے حق میں جن کو تم نہیں دیتے جو اُن کے لیئے لکھا گیا ہی اور رغبت کرتے ہو کہ نکاح کرلو اُن سے ، اور بے بس لڑکوں کے حق میں ، اور اس میں کہ تم یتیموں کے لیئے انصاف سے نایم رہو اور جو کچھ کہ تم کرتے ہو نیکی سے بے شک اللہ اُسکا جاننے والا ہی ﴿۱۲۶﴾ اور اگر کوئی عورت دے اپنے خاوند سے جھگڑنے یا بے التفاتی کرنے سے تو اُن دونوں پر کچھ گناہ نہیں ہی کہ وہ دونوں آپس میں صلح کر لیں کسی طرح کی صلح اور صلح اچھی ہی اور طیار کی گئی ہیں طبیعتیں بخیلی پر اور اگر تم احسان کرو گے اور خدا سے درو گے تو بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس پر خبردار ہی ﴿۱۲۷﴾ اور ہرگز تم طاقت نہیں رکھتے کہ عدل کرو عورتوں میں اور گو کہ تم حرص کرو

فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ فَتَدْرُوهَا كَالْمَعْلَقَةِ وَ إِن تَصْلَحُوا وَ
 تَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٢٨﴾ وَ إِن يَتَفَرَّقَا يَغْنِ اللَّهُ
 كَلَامًا سَعَةً وَ كَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ﴿١٢٩﴾ وَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ
 وَ مَا فِي الْأَرْضِ وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ
 وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ وَ إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ مَا فِي السَّمَوَاتِ
 وَ مَا فِي الْأَرْضِ وَ كَانَ اللَّهُ غَنِيًّا حَمِيدًا ﴿١٣٠﴾ وَ لِلَّهِ مَا
 فِي السَّمَوَاتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ وَ كَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿١٣١﴾ إِنْ يَشَأْ
 يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَ يَأْتِ بِآخَرِينَ وَ كَانَ اللَّهُ عَلَى ذَلِكَ
 قَدِيرًا ﴿١٣٢﴾ مَنْ كَانَ يَرْيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا
 وَ الْآخِرَةِ وَ كَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿١٣٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا
 قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَ لَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ
 وَ الْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا
 تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلَوْا أَوْ تَعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ
 بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٣٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَ رُسُلِهِ

پھر مت جھک جاؤ (ایک طرف) بالکل جھک جانا تاکہ اُس کو چھوڑ دو اندھ میں اور اگر تم صلح کرلو اور خدا سے ڈرو تو بے شک اللہ بخشنے والا ہی رحم والا (۱۲۸) اور اگر تم دونوں چھوٹ جاؤ تو اللہ تم دونوں کو اپنے پاس سے کشائش کر کے بے پرواہ کر دینا اور اللہ کشائش کرنے والا ہی حکمت والا (۱۲۹) اور اللہ ہی کے لیئے ہی جو کچھ آسمانوں میں ہی اور جو کچھ کہ زمین میں ہی اور بے شک ہم نے حکم دیا اُن لوگوں کو جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہی اور تمکو کہ ڈرو اللہ سے اور اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ کے لیئے ہی جو کچھ کہ آسمانوں میں ہی اور جو کچھ کہ زمین میں ہی اور بے شک اللہ بے پرواہ ہی تعریف کیا گیا (۱۳۰) اور اللہ کے لیئے ہی جو کچھ کہ آسمانوں میں ہی اور جو کچھ کہ زمین میں ہی اور کافی ہی اللہ کام سنوارنے والا (۱۳۱) اگر چاہے تو تمکو نیست کر دے اے لوگو اور اوروں کو موجود کر دے اور اللہ ایسا کرنے پر قادر ہی (۱۳۲) جو شخص دنیا کی بھلائی چاہتا ہی تو اللہ کے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی ہی اور اللہ سغنے والا ہی دیکھنے والا (۱۳۳) اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم قائم رہو انصاف پر ، خدا کے لیئے (سچ بات کو) ظاہر کرنے والے اور گوکہ وہ خود تمکو نقصان پہونچانے والی ہو یا ماں باپ اور قرابت مندوں کو خواہ وہ دولت مند ہوں یا فقیر پھر اللہ اُن کے ساتھ (بہ نسبت تمہارے) زیادہ مہربان ہی تو اپنی خواہش کی پیروی مت کرو عدل کرنے میں ، اور اگر تم پیغمبر ڈالو یا منہ موزلو تو بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس پر خبردار ہی (۱۳۴) اے لوگو

جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر

وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ
قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا
ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ أَزْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا
لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ﴿١٥٩﴾ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦٠﴾
الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ
أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴿١٦١﴾ وَقَدْ نَزَّلَ
عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَأَلْتُمْ عَنِ الْكَافِرِينَ بِهَا وَاسْتَفْهَرُوا
بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ
إِذَا مَثَلْتُمْ أَنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ
جَمِيعًا ﴿١٦٢﴾ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِنَ اللَّهِ
قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ وَإِنْ كَانَ الْمُكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ
نَسْتَدِينُكُمْ عَلَيْهِمْ وَنَمْنَعُكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ﴿١٦٣﴾

اور اُس کتاب پر جو بھیجی گئی ہی اُس کے رسول پر اور اُس کتاب پر جو بھیجی گئی ہی اُس سے پہلے اور جس نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اور اُس کے فرشتوں کے اور اُس کی کتابوں کے اور اُس کے رسولوں کے اور اخیر دن کے تو بے شک وہ بھٹک گیا دور کے رستہ پر بھٹکتا ﴿۱۳۸﴾ بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر بڑے گئے کفر میں ہرگز نہ بخشیں گے اللہ اُن کو اور ہرگز نہ بتاویگا اُن کو رستہ ﴿۱۳۹﴾ خوشخبری دے منافقوں کو کہ بے شک اُن کے لیئے عذاب ہی دکھ دینے والا ﴿۱۴۰﴾ وہ لوگ (یعنی منافق) جو تھراتے ہیں کافروں کو دوست مسلمانوں کے سوا کیا وہ اُن کے نزدیک عزت چاہتے ہوں پھر بے شک تمام عزت اللہ کے لیئے ہی ﴿۱۴۱﴾ اور بے شک ہم نے (حکم) بھیجا ہی تم پر قرآن میں (سورۃ الانعام آیت ۶۷) کہ جب تم سنو کہ اللہ کے احکام کے ساتھ کفر کیا جاتا ہی اور اُن کے ساتھ تھتا کیا جاتا ہی تو تم اُن لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ اُس کے سوا اور کسی بات میں لگ جاویں بے شک تم اُس وقت (اگر تم اُن میں ملے بیٹھے رہو گے تو) اُن کی مانند ہو گے بے شک اللہ اکھتا کرنے والا ہی منافقوں اور کافروں کو جہنم میں سب کو ﴿۱۴۲﴾ جو لوگ کہتے رہتے ہیں تم کو پس اگر تمہارے لیئے فتح ہو اللہ کی طرف سے تو کہتے ہیں (تم سے) کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ اور اگر کافروں کے لیئے نصیب ہو تو کہتے ہیں (کافروں سے) کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں ہوئے اور کیا ہم نے تم کو بچایا نہیں مسلمانوں سے پھر اللہ تم میں قیامت کے دن فیصلہ کریگا اور ہرگز نہ پکڑے گا کافروں کو

١٢٩ **إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَدَعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى**
الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا
قَلِيلًا ١٣٠ **مُذَبِّبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ**
وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ١٣١ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**
لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَتُرِيدُونَ
أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ١٣٢ **إِنَّ الْمُنَافِقِينَ**
فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ١٣٣
إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ
لِلَّهِ فَالِئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَ سَوْفَ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا
عَظِيمًا ١٣٤ **مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَ**
كَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ١٣٥ **لَا يَحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ**
الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَ كَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ١٣٦ **إِنْ تَبَدُّوا**
خَيْرًا أَوْ تَخَفُوا أَوْ تَعَفَّوْا عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا
قَدِيرًا ١٣٧ **إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ**

ے شک منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں اور اللہ اُن کو فریب دینے والا ہی اور جس وقت (منافق) نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو کھڑے ہوتے ہیں کھل دکھلاتے ہیں لوگوں کو اور اللہ کو نہیں یاد کرتے مگر تھوڑا ﴿۱۴۱﴾ ڈھلتے رہتے ہیں اسی میں نہ ان لوگوں کی طرف اور نہ اُن لوگوں کی طرف اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو پھر تو ہرگز نہ پاریکا اُس کے لیئے کوئی راستہ ﴿۱۴۲﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت پکڑو کافروں کو دوست مسلمانوں کے سوا کیا تم چاہتے ہو کہ کہو اللہ کے لیئے اپنے پر کھلی ہوئی حجت ﴿۱۴۳﴾ بے شک منافقین آگ کے سب سے نیچے کے درجہ میں ہونگے اور تو نہ پاریکا اُن کے لیئے کوئی مدد کرنے والا ﴿۱۴۴﴾ مگر جن لوگوں نے کہ توبہ کی اور صلاحیت اختیار کی اور اللہ کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو خالص اللہ کے لیئے کیا تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور جلد دیگا اللہ ایمان والوں کو اجر عظیم ﴿۱۴۵﴾ کیا کریگا اللہ تمکو عذاب دیکر اگر تم شکر کرو گے اور ایمان لاؤ گے اور اللہ شکر کرنے والا (یعنی شکر کی قدر کرنے والا) جاننے والا ہی ﴿۱۴۶﴾ اللہ پسند نہیں کرتا ظاہر کرنا بری بات کا مگر اُس شخص کا جس پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ سفتے والا ہی جاننے والا ﴿۱۴۷﴾ اگر تم ظاہر کرو بھلائی کو یا اُس کو چھپاؤ یا دکر کر کسی برائی سے تو بے شک اللہ معاف کرنے والا ہی قدرت والا ﴿۱۴۸﴾ بے شک جو لوگ

کافر ہوئے اللہ اور اُس کے رسولوں کے ساتھ

وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَيَقُولُونَ نَحْنُ مِنَ الَّذِينَ
وَنَكْفُرُ بِبَعْضِ مَا يُدْعَوْنَ أَنْ يَأْتِخَذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ﴿١٢٩﴾
أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ﴿١٣٠﴾
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَمَّا يَفْرِقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ
أُولَئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أَجْرُهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٣١﴾
يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تَنزِلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَقَدْ
سَأَلُوا مُوسَى أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ
الصَّعْقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ
الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذَلِكَ وَأَتَيْنَا مُوسَى سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿١٣٢﴾
وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمْ ادْخُلُوا الْبَابَ
سُجَّدًا وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ
مِيثَاقًا غَلِيظًا ﴿١٣٣﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكَفَرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ
وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بَغِيرِ حَقِّهِمْ قَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَاعُوا
اللَّهَ عَلَيْهَا بِكَفَرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٣٤﴾

اور چاہا کہ تفرقہ ڈال دیں اللہ میں اور اُس کے رسولوں میں اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں بعض (پیغمبروں) پر اور نہیں مانتے بعض کو اور چاہتے ہیں کہ لیویں اُس کے درمیان کڑی دستہ ۱۴۹ دھڑی لوگ کافر ہیں بے شک اور ہم نے طیار کیا ہی کافروں کے لئے عذاب ذلیل کرنے والا ۱۵۰ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر اور انہوں نے فوق نہیں کیا اُن میں سے کسی ایک میں یہہ لوگ ہیں کہ اُن کو جلد دیویگا (اللہ) اُن کا اجر اور اللہ معاف کرنے والا ہی رحم والا ۱۵۱ تجھ سے چاہتے ہیں اہل کتاب کہ تو اُتار لاوے اُن پر ایک کتاب آسمان سے پھر بے شک انہوں نے چاہا تھا موسیٰ سے اس سے بھی بڑا پھر کہنے لگے کہ دکھا دے ہمیں اللہ کو ظاہر میں پھر پکڑ لیا اُن کو کڑک نے بسبب اُن کے ظلم کے پھر انہوں نے بچھا بنایا اس کے بعد کہ اُن کے پاس کہلے ہوئے احکام آچکے تھے پھر ہم نے اُن کو اُس سے معاف کیا اور دی ہم نے موسیٰ کو روشن حجت ۱۵۲ اور ہم نے اُن کے اوپر + طور کو اونچا کیا اُن سے قول قرار لینے کو اور ہم نے اُن کو کہا کہ اُس دروازہ میں داخل ہو سجدہ کرتے ہوئے اور ہم نے اُن کو کہا کہ سب سے احکام میں تجاوز نہ کرو اور ہم نے اُن سے لیا گڑھا قول قرار ۱۵۳ پھر بسبب اُن کے اپنا قول قرار توڑنے کے اور اُن کے انکار کرنے کے اللہ کی نشانیوں سے اور اُن کے قتل کردالنے کے نبیوں کو ناحق اور اُن کے کہنے کے کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں بلکہ اُن پر اللہ نے بسبب اُن کے کفر کے مہر کر دی ہی پھر ایمان نہیں لانے کے مگر چند ۱۵۴

وَبَكَّرَهُمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ﴿١٥٥﴾ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا
قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا
صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شَبَّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ
مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا
بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٥٦﴾ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ
الْكِتَابِ الْإِلْيَؤْمَنِينَ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ
شَهِيدًا ﴿١٥٧﴾ فَبِظُلْمٍ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ
أَحَلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ﴿١٥٨﴾ وَأَخَذَهُمُ
الرُّبُوبُ وَقَدْ نَهَوْا عَنْهُ وَأَكْلَهُمْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ
أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٥٩﴾ لَكِنَّ الرَّاغِبِينَ فِي الْعِلْمِ
مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ
قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٦٠﴾ إِذَا
أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ

اور بسبب اُن کے کفر کے اور اُن کے کہنے کے مریم پر بہت بڑا بہتان (۱۵۵) اور اُن کے † کہنے کے کہ بے شک ہم نے قتل کردالا مسیح عیسیٰ بیٹہ مریم خدا کے رسول کو حالانکہ نہ اُنہوں نے اُن کو قتل کیا اور نہ صلیب پر مارا لیکن اُن پر (صلیب پر مارا دالہ کی) شبیہ کر دی گئی اور جو لوگ کہ اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ البتہ اس بات میں اُس سے شک میں پڑے ہیں اُن کو اُس کا یقین نہیں ہی بجز گمان کی پیروی کے اور اُنہوں نے اُنکو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اُن کو اپنے پاس اُٹھا لیا اور اللہ غالب ہی حکمت والا (۱۵۶) اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یہ کہ یقین کرے ساتھ اُسکے (یعنی حضرت عیسیٰ کے صلیب پر مارے جانے کے) قبل اپنے مرنے کے (یعنی بعد مرنے کے وہ جان لیتا کہ صلیب پر حضرت عیسیٰ کا مرنا غلط تھا) اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ اُن پر گواہ ہونگے (یعنی اہل کتاب کو اپنی زندگی میں جو عقیدہ تھا اُسکے برخلاف گواہی دینگے) (۱۵۷) پس اُن لوگوں کے ظلم کے سبب جو یہودی ہیں ہم نے حرام کیں اُن پر پاک چیزیں جو حلال کی تھیں اُن کے لئے اور بسبب اُن کے روکنے کے بہت لوگوں کو اللہ کے رستہ سے (۱۵۸) اور اُن کے سود لینے سے حالانکہ بے شک اُن کو منع کیا گیا تھا اُس سے اور اُن کے کھا لینے کے لوگوں کے مال کو فریب سے اور طیار کیا ہی ہم نے اُن میں سے کافروں کے لئے عذاب دکھ دینے والا (۱۵۹) لیکن اُن میں سے جو لوگ کہ علم میں مضبوط ہیں اور ایمان لانے والے جو ایمان لاتے ہیں اُس پر جو بھیجا گیا ہی تنجہ ہو اور جو بھیجا گیا تنجہ سے پہلے اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ پر اور اخیر دن پر ایمان لانے والے وہ لوگ ہیں کہ ہم جلد اُن کو دینگے اجر عظیم (۱۶۰) بے شک ہم نے وحی کی تجھکو جیسے کہ وحی کی ہم نے نوح کو اور نبیوں کو اُس کے بعد

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَأَسْحَقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ
وَعِيسَىٰ وَيُحْيَىٰ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآدَمَ
وَنُوحًا ۖ وَرَسُولًا قَدْ قُصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ
وَرَسُولًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَمِ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴿٦٢﴾
رَسُولًا نَّبِّشِرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِّئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ
بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿٦٣﴾ لَكِنَّ اللَّهَ يَشْهَدُ
بِمَا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ أَنَّهُ بِعِلْمِهِ وَأَلْمَافَتِهِ يَشْهَدُونَ وَكَفَىٰ
بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٦٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿٦٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ
يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرْ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ﴿٦٦﴾ إِلَّا طَرِيقَ
جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٦٧﴾
يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرُّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ فَامْنُوا خَيْرًا
لَّكُمْ وَإِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

كَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٦٨﴾

اور وحی کی ہمئے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو اور دی ہمئے داؤد کو زبور ﴿۱۶۱﴾ اور رسول ہیں کہ بے شک ہمئے اُن کا حال اس سے پہلے تجھے پر بیان کیا اور رسول ہیں کہ اُن کا حال ہمئے تجھے پر بیان نہیں کیا اور بات کی اللہ نے موسیٰ سے ایک طرح کی باتیں کوئی ﴿۱۶۲﴾ رسول خوشخبری دینے والے اور قرآن والے ہیں تاکہ نہو لوگوں کو اللہ پر کچھ حجت رسولوں کے بعد اور اللہ غالب ہی حکمت والا ﴿۱۶۳﴾ لیکن اللہ گواہی دیتا ہی اُس پر جو بھیجا ہی تجھے پر بھیجا ہی اُس کو اپنے علم سے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں اور کافی ہی اللہ گواہی دینے والا ﴿۱۶۴﴾ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) روکا اللہ کے رستہ سے بے شک وہ بہتک گئے دور کے رستہ سے بہتکنا ﴿۱۶۵﴾ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کیا نہیں ہوگا کہ اللہ اُن کو معاف کرے اور نہ اُن کو ہدایت کریگا کسی رستہ کی ﴿۱۶۶﴾ مگر جہنم کے رستہ کی ہمیشہ رہینگے اُس میں ہمیشہ اور یہہ اللہ پر آسان ہی ﴿۱۶۷﴾ اے لوگوں بے شک آیا ہی تمہارے پاس رسول سچائی کے ساتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے بہر تم ایمان لاؤ بہتر ہی تمہارے لیئے اور اگر تم کفر کرو گے تو بے شک اللہ کے لیئے ہی جو کچھ

کہ آسمانوں میں ہی اور زمین میں اور اللہ جاننے والا ہی حکمت والا ﴿۱۶۸﴾

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ
الْأَلْحَقَ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَةً
أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا
تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهَوْا خَيْرَ الْكُفْرِ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ
أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى
بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٦٩﴾ لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ
وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ﴿٧٠﴾ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَ
يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرْهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ﴿٧١﴾ فَمَا الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ
وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنْكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٧٢﴾ وَ
لَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٧٣﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ
قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا
فَمَا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ
مِنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٧٤﴾

اے کتاب والوں اپنے دین میں غلو مت کرو اور مت کہو اللہ پر بجز سچ کے اس کے سوا کچھ نہیں ہی کہ مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا رسول اللہ کا ہی اور اُس کا کلمہ ہی کہ دالا اُس کو مریم کی طرف اور روح ہی اُس کی طرف سے پھر ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسولوں پر اور مت کہو کہ تین خدا ہیں (اس کہنے سے) باز رہو بہتر ہی واسطے تمہارے اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ ایک ہی اللہ ہی وہ پاک ہی اس سے کہ ہودے اُس کے کوئی بیٹا اُسی کے لئے ہی جو کچھ کہ آسمانوں میں ہی اور جو کچھ کہ زمین میں ہی اور کافی ہی اللہ کام سنوارنے والا ﴿۱۶۹﴾ ہرگز ننگ نہیں کرنے کا مسیح کہ ہو بندہ اللہ کا اور نہ مقرب فرشتہ ﴿۱۷۰﴾ اور جو کوئی کہ ننگ کرے اُس کے بندہ ہونے سے اور تکبر کرے تو اُٹھا بلویکا اُن کو اللہ اپنے پاس اکھٹا ﴿۱۷۱﴾ پھر ہاں جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کہئے ہیں پھر پورا دیگا اُن کو اُن کا اجر اور زیادہ دیگا اُن کو اپنے فضل سے اور ہاں جنہوں نے ننگ کیا اور تکبر کیا تو اُن کو عذاب دیگا عذاب دکھ دینے والا ﴿۱۷۲﴾ اور وہ نہ پاویں گے اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار ﴿۱۷۳﴾ اے لوگوں بے شک تمہارے پاس ایک دلیل تمہارے پروردگار کے پاس سے آئی ہی اور بھیجتا ہی ہم نے تمہارے پاس نور روشن (یعنی قرآن) پھر ہاں جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اُسکو مضبوطی سے پکڑ لیا ہی تو جلد داخل کریگا اُس کو اپنی رحمت میں اور فضل میں اور بتاویگا

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنَّ أَمْثَلًا هَٰذَا لَيْسَ
لَهُ وَلَدٌ وَلَا أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ أُمٌّ
يَكُنْ لَهَا وَلَا فَانِ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ
كَانُوا إِخْوَةً رَجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّذَكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ
اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٤٥﴾

تجہ سے حکم پوچھتے ہیں کہ اللہ تمکو حکم دیکر کلالہ میں (باپ اور اولاد کے سوا جو وارث ہیں اُن کو کلالہ کہتے ہیں اور اُس شخص کو بھی کہتے ہیں جو مر گیا ہو اور اُس کا باپ اور اُس کی اولاد میں سے کوئی وارث نہ ہو بلکہ اور رشتہ دار وارث ہوں) اگر کوئی شخص مہاجر اور اُس کے اولاد نہ ہو اور اُس کی بہن ہو تو اُس کے لیئے نصف حصہ ہی اُس چیز کا جو کچھ اُس نے چھوڑا ہے اور وہ یعنی بھائی بہن کے کل مال کا وارث ہوگا اگر نہ ہو اُس کے کوئی اولاد نہ ہو اگر دو بہنیں ہوں تو اُن کے لیئے دو ثلث ہیں اُس میں سے جو اُس نے چھوڑا ہے اور اگر ہوں چند بھائی بہن مرد اور عورت تو مرد کے لیئے دو عورتوں کے حصہ کے برابر حصہ ہی ظاہر کر دیتا ہے اللہ تمہارے لیئے گمراہی کو (تاکہ تم اُس کو جان لو اور گمراہ نہ ہو) اور اللہ ہر ایک چیز کو جاننے والا ہے ﴿۱۷۱﴾

سورة المائدة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَوْفُوا بِالْعُقُوْبِ اَحٰثَ لَکُمْ بِہِیْمَۃٍ الْاِنْعَامِ
اِلَّا مَا یَنْتَلِیْ عَلَیْکُمْ غَیْرُ مَحَلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حَرَمٌ اِنْ اللّٰہُ
یَحْکُمَ مَا یُرِیْدُ ﴿۱﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَحِلُّوا شَعَائِرَ اللّٰہِ
وَلَا الشَّہْرِ الْحَرَامِ وَلَا الْہَدٰی وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَا اٰمِیْنَ الْبَیْتِ الْحَرَامِ
یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَبِّہِمْ وَ رِضْوَانًا ﴿۲﴾ وَ اِذَا حَالَکُمْ فَاصْطَادُوا
وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَذٰنَ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْا عَنْ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اَنْ تَعْتَدُوا وَ تَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَی
الْاِثْمِ وَ الْعُدَاوٰی وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۳﴾ حَرِمَتْ
عَلَیْکُمُ الْمِیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخَنِزِیْرِ وَ مَا اَہْلَ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہِ

﴿۲﴾ — (حرمت علیکم) اس آیت میں جن چیزوں کی حرمت کا ذکر ہی اُن میں سے مرے ہوئے جانور اور خون اور سور کے گوشت اور اُس جانور کی حرمت کا بیان جو خدا کے سوا اُوپر کسی کے نام پر مارا جاوے سورۃ بقرہ کی تفسیر میں گذرا (دیکھو تفسیر جلد اول صفحہ ۲۰۴ لغایت ۲۰۸) اور ” ما اهل لغیر اللہ “ ہی کے حکم میں ” و ما ذبح علی النصب و ان تستقسموا بالازلام “ بھی داخل ہی — نصب اور صنم دونوں ایک ہی چیز ہیں صرف اتنا فرق ہی کہ صنم میں کوئی صورت بنی ہوئی ہوتی ہی اور نصب میں کسی صورت کا بنا ہوا ہونا ضرور نہیں اکثر بت پرستوں میں رواج ہی کہ ایک بن گڑھا پتھر کسی دیوتا کے نام پر نصب کر دیتے ہیں اور اُسی کی پرستش کرتے ہیں حالانکہ اُس میں کوئی

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہی بڑا مہربان

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو پورا کرو اقرار کو، حلال کہئے گئے ہیں تمہارے لئے چرنے والے چار پائے اُن کے سوا جن کو تم سے بیان کرینگے (در حالیکہ تم) نہ حلال جاننے والے ہو شکار کو جبکہ تم احرام باندھے ہوئے ہو، بے شک اللہ حکم کرتا ہی جو چاہتا ہی ﴿۱﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت توڑو اللہ کے مقرر کہئے ہوئے حکموں کو اور نہ حرمت والے مہینے اور نہ کعبہ کو لمے جانے والے جانور اور نہ گلے میں پتہ ڈالے ہوئے جانور اور نہ حرمت والے گھر (یعنی کعبہ) کے جانے والوں کے حکموں کو، نہ وہ چاہتے ہیں فضل اپنے پروردگار سے اور اُس کی خوشنودی ﴿۲﴾ اور جب تم احرام سے نکلو تو شکار کرو اور تمکو براہِ بیعت نہ کرے دشمنی کسی قوم کی اس لئے کہ روک دیا تھا تمکو مسجد حرام میں جانے سے، کہ تم زیادتی کرو، اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور پڑھو گاری میں اور ایک دوسرے کی مدد مت کرو گناہ پر اور زیادتی پر، اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ سخت عذاب کرنے والا ہی ﴿۳﴾ حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور کہ (ذبح کے وقت) اُس پر خدا کے سوا اُڑ کسی کا نام پکارا گیا ہو

صورت کھدی ہوئی نہیں ہوتی پس جو چیز غیر خدا کے نام پرستش کے لئے قائم نہجائے خواہ وہ صورت دار ہو یا بے صورت جیسیکہ سہد کا استہان یا شہید کا استہان یا سوتلا کا استہان وہ سب نصب میں داخل ہیں *

”و ما اهل لغیر اللہ بہ“ کے کہنے کے بعد، ”و ما ذبح علی النصب“ کہنے سے جو فوق ان دونوں میں ہی وہ ظاہر کیا گیا ہی کہ مذبح علی النصب کی حرمت میں ذبح کے وقت اہلال لغیر اللہ مشروط نہیں ہی، اُن کا وہ فعل ہی ہو وقت ذبح قائم مقام اہلال لغیر اللہ کیا گیا ہی — زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگوں نے کعبہ کے گرد بن گہوڑے پتھر کپڑے کر لئے تھے اور اُن پر جانوروں کو چڑھایا کرتے تھے اور ذبح کر کے اُن کا خون اُن پتھروں کو

وَالْمُنْخَنَقَةُ وَالْمُتَوَدَّةُ وَالْمُتَرَدِّتَةُ وَالنَّطِيطَةُ

لکا دیتے تھے جیسیکہ ٹھیک ہندوستان کے بت پرست بعض دیبھوں کے مندروں پر چتوروں کو چڑھا کر مارتے تھے پس یہہ اُن کا فعل ہی تطعی ثبوت اسبات کا ہی کہ وہ ذبح تقریباً بغیر اللہ تھا اور اس لئے اُسکی حرمت کے لئے ہر وقت ذبح اہلال لغیر اللہ مشروط نہیں ہوا •

“ و ان تستقسموا بالازلام ” کی تفسیر میں ہمارے مفسرین نے ایسی تفسیریں لکھی ہیں جن میں سے کوئی بھی اس مقام کے مناسب نہیں معلوم ہوتی — ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ جو چاتور علی النصب ذبح ہوتے تھے اُنکی نسبت یہہ قرار دینا کہ پوجاریوں میں سے کون ایورے ازلام کے ذریعہ سے ہوتا تھا جب ذبح علی النصب کی حرمت بھان ہوئی تو اُسکے ساتھہ جو فعل کہ اُس کے ساتھہ کھا جاتا تھا اُسکو بھی بھان کھا ہی اُسکو اس مقام پر فال لئے یا استعلم بالغیب سے کچھ تعلق نہیں ہی اور نہ وہ کوئی علاحدہ حکم ہی بلکہ ما ذبح علی النصب ہی کا بھان ہی اور فعل استقسام کا وہی مفعول ہی اور تقدیر کلام یوں ہی کہ حرمت علیہم ما ذبح علی النصب و ان تستقسموها بالازلام •

اور متودۃ - اور متردۃ - اور نطیحتہ - اور ما اکل السبع - کی حرمت بھی ایسی ہی ہے جیسے کہ مہتہ کی اور مہتہ کی حرمت کا بھان بھی سورۃ بقرہ میں ہو چکا ہے صرف “ المنخنقة ” پر بحث ہونی چاہئے •

خلق اور اختلاف کے معنی خلق کے استقدر گہرٹنے کے ہیں جس سے جاندار مر جاوے اور وہ تین طرح پر ہو سکتا ہے - یا تو انسان جانور کا گلا گھوٹ ڈالے - یا شکار کرنے میں اُس کے گلے میں اسطرح پھندا پڑ جاوے کہ وہ گھٹ کر مر جاوے - یا کسی درخت کی ٹہنوں میں گردن پھنس کر گلا گھٹ جاوے - چرپایہ جانور ان تینوں طرح میں سے جس طرح پر مر جاوے یا مارا جاوے حرام ہو جاتا ہے - کیونکہ ان تینوں حالتوں میں بسبب نہ خارج ہونے خون کے جو چوہاؤں میں کثرت سے ہوتا ہے اور جسکو دم مسسوح کہتے ہیں اُسکی موت، موت طبعی کے مشابہ ہو جاتی ہے، اور وہ بہت سی باتوں میں مثل مہتہ کے ہو جاتا ہے - جس کا بھان اوپر ہو چکا - مگر بحث باقی رہتی ہے طورر منخنقة میں جن میں خون سہال لہایت کم ہے اور جس کا خارج ہونا یا نہونا برابر ہی کہ اہا جب انسان نے اپنے قصد و ارادہ سے اُن کو گلا گھوٹ کر مارا ہو تو وہ بھی اس حکم حرمت میں داخل ہی یا نہیں •

یہہ بحث مسلمانوں کی نسبت کچھ زیادہ قابل بحث نہیں ہی اسلئے کہ

اور گلا گھبت کر، اور پھینکی ہوئی چیز لگ کر، اور اوپر سے گر کر، اور سہنگ لگ کر مر گیا ہو،

مسلمانوں کی نسبت بغرض مخالفت طریقہ شرک کے ہر ایک جانور کو خوارہ چرند ہو خوارہ پرند خدا کے نام پر ذبح کرنے کا حکم ہی پس اس حکم حرمت میں جو اس آیت میں منخفقہ کی نسبت ہی پرند داخل ہوں یا فہوں اگر کسی مسلمان نے اُسکا گلا گھبت کر مار ڈالا ہو تو اُسکا کھانا حرام ہوگا اسلئے کہ اُس کو ذبح کرنے کا حکم تھا اور اُس نے برخلاف اُس حکم کے اُس کو مارا ہی *

جہانتک بحث ہی نسبت اہل کتاب کے ہی کہ اگر اہل کتاب نے کسی پرند جانور کو گلا گھبت کر مار ڈالا ہو اور پرند کو اسطرح مار کر کھانا وہ اپنے مذہب میں جایز سمجھتے ہوں تو آیا مسلمان کو اُس کا کھانا جایز ہی یا نہیں *

اس مسئلہ کے تصفیہ کے لیئے تین امر کا بیان ضرور ہی — اول یہ کہ — یہ آیت طہور منخفقہ کی حرمت پر نص قطعی ہی یا نہیں — دوسرے یہ کہ — اگر نص قطعی ہی تو یہ حرمت اُس کی عین ذات سے علاقہ رکھتی ہی یا کسی امر خارجی سے — تیسرے یہ کہ — کوئی امر ہو اسکی اگلی آیت نے جسمیں ہمارے لیئے طعام اہل کتاب کی حلت بیان ہوئی ہی طہور منخفقہ اہل کتاب کو حرمت سے مستثنیٰ کر دیا ہی یا نہیں *

امر اول کا تصفیہ یہ ہی کہ آیت مذکورہ طہور منخفقہ کی حرمت پر نص صریح نہیں ہی اسلئے کہ اس آیت میں چار لفظ ہیں — المنخفقہ — المرقوۃ — المتردۃ — النطیقۃ — ان چاروں میں حرف تاد فرقانی موجود ہی اور بموجب متعارف زبان عرب کے اسباب کا قرار دینا چاہیئے کہ یہ تے کس قسم کی ہی اور چونکہ کسی دوسری آیت قرآن مجید سے قسم تے کا تعین جو ان کلموں میں ہی نہیں پایا جتا اسلئے اجتہاد سے اُسکا تعین کرنا پڑتا ہی، پس اب یہ تے کسی قسم کی قرار دی جاوے اور کسی جانور کی حرمت کا مسئلہ اُس سے نکالا جاوے اُس کی حرمت منصوص نہوگی کیونکہ ممکن ہی کہ وہ تے اُس قسم کی نہو بلکہ دوسری قسم کی ہو اور اُس قسم کے جانوروں کی حرمت پر حاوی نہو *

مثلاً ہم قرار دیتے ہیں کہ ان چاروں لفظوں میں تاد تانیث ہی جہساکہ اکثر مفسروں نے یہی قرار دیا ہی پس اس حالت میں بموجب متعارف زبان عرب کے ضرور ہی کہ یہ چاروں لفظ صفت ہوں کسی موصوف محذوف موصوف کے *

اب ہمکو دوسرا اجتہاد کرنا پڑا کہ وہ موصوف موصوف کیون ہی جسکو ہم قرار دیں بہر حال جسکو قرار دیں اُس کی حرمت البتہ اسی آیت سے نکلے گی مگر اُسکی

وَمَا أَكَلِ السَّبْعِ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذَبَحَ عَلَى النَّصَبِ

حرمت اجتہادی ہوگی نہ منصوبی، کیونکہ ہم نے دو باتوں کو یعنی قسم تے کو اور موصوف معذوف کو نص قرآنی سے نہیں بلکہ صرف اپنے اجتہاد سے قائم کیا ہے۔ امام فخرالاسلام رازی فرماتے ہیں کہ یہاں موصوف مرنٹ معذوف (شاة) ہے کہ وہی اکثر کھانے میں آتی ہے اور باقی تمام جانوروں چرند و پرند کی حرمت کا اُس پر قیاس کیا جانا ہے۔ قبول کرو کہ یہی اجتہاد صحیح ہے اس حالت میں پرند منخنقہ کی حرمت دو اجتہادوں اور ایک قیاس غیر منصوص العلة سے قرار پاویگی نہ نص قطعی سے *

مگر امام صاحب نے ناحق شاة کو موصوف مرنٹ معذوف مانا ہے اگر وہ نفس کو موصوف مرنٹ معذوف مانتے تو تمام منخنقہ جانوروں کی حرمت آجاتی اور بکری کی حرمت پر باقی جانوروں کے قیاس کی حاجت نہ رہتی اور تقدیر کلام یہہ ہوتی کہ حرمت علیکم النفس المنخنقة الخ اب قبول کرو کہ یہی اجتہاد صحیح ہے تو یہی پرند جانور کی حرمت دو اجتہادوں مذکورہ بالا سے قرار پاویگی نہ نص قطعی سے *

اب ہم اس تے کو تاء تانیث نہیں قرار دیتے بلکہ تاء نقل وتحويل قرار دیتے ہیں جیسا کہ صاحب تفسیر بیضاوی نے قرار دیا ہے اور جو کہ یہہ تے صفت کو اسم بنادیتی ہے اس لیئے کسی موصوف مرنٹ معذوف کی تلاش کی حاجت نہیں رہتی اور جس پر اطلاق منخنقہ اور متردہ وغیرہ کا ہوگا اُس کی حرمت اس آیت سے ثابت ہوگی مگر اُس کی حرمت کا ثبوت ایک اجتہاد سے یعنی حرف تاء نقل قرار دینے سے ہوگا نہ نص صریح قطعی سے *

ہمارے نزدیک ان چاروں کلاموں میں تاء تانیث ہے اور موصوف مرنٹ معذوف بہہہ ہے بمعنی موشی یا چہہ یا چوند کے پس نقدیر آیت کی یہہ ہے کہ حرمت علیکم البہیمۃ المنخنقة و البہیمۃ المورقة و البہیمۃ المتردہ و البہیمۃ النطھتہ پس پرند اس حکم میں داخل نہیں ہیں *

خود قرآن مجید سے بوجوہات مفصلہ ذیل ثابت ہے کہ یہاں موصوف معذوف بہہہ ہے۔ اول یہہ کہ خود قرآن مجید میں اسی آیت کے قبل شروع سورۃ میں خدا نے فرمایا "احلت علیکم بہیمۃ الانعام الا ما یتلئ علیکم" یعنی حلال ہوئے تمہارے لیئے چہہ یا موشی مگر وہ چہہ آگے بتا دینگے پس اسکے بعد جو حرام جانور بلاشارة صفت مرنٹ بتائے وہ خود خدا کے فرمانے سے اسی استثنائے کی تفصیل ہیں جن کی نسبت فرمایا تھا "الا ما یتلئ علیکم" نہ اُڑ کر کھائے

وہ جانور جس کو دوندہ نے کھا لیا ہو، مگر جبکہ تم نے اُس کو حلال کر لیا ہو، اور وہ جانور جو استہانوں پر ذبح کیا گیا ہو،

اور موصوف مرنٹ مکخوف بھی وہی بہیمہ ہی جسکی نسبت اوپر فرمایا تھا کہ - احلت علیکم بہیمۃ الانعام - پس خود خدا نے صاف بتا دیا ہے کہ وہ موصوف مرنٹ مکخوف بہیمہ ہی نہ اُڑ کوئی *

دوسرے یہ کہ منجملہ صفات چہار گانہ کے جو اس آیت میں مذکور ہوئیں اخیر دو صفتوں - تودی - یعنی اوپر سے گر کر مرجانے اور - نطم - یعنی لڑتے میں سینک کی چوت سے مرجانے کی صفت سوائے بہیمہ یعنی چرند کے پرند میں متحقق ہی نہیں ہو سکتی باقی رہا - وقذ - یعنی لکڑی سے یا لٹھ سے یا اُڑ کسی چیز سے مار ڈالنا اگرچہ یہ فعل پرند کی نسبت بھی ممکن ہی مگر جو لوگ اگلے زمانہ کی تاریخ سے اور جنگلی قوموں کے حالات سے اور خود عرب کے بیابان کے رہنے والوں کی عادت سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ صرف چوپائے جانوروں کا اس طرح پر شکار ہوتا تھا کہ اُنکو گھیر کر لٹھوں سے مار ڈالتے تھے نہ پرند کا پس یہ صفت بھی در حقیقت حسب عادت عرب مختص بہائم سے ہی نہ پرند سے *

اب بحث طلب رہا - خنق - یعنی گلا گھوت کر مار ڈالنا - اگرچہ یہ فعل پرند کی نسبت بھی ممکن ہی مگر عرب میں چوپائوں کا گلا گھوت کر مار ڈالنا مروج تھا جسکی حرمت میں یہ آیت نازل ہوئی ہے *

امام فخر الدین رازی صاحب، تفسیر کہہ میں لکھتے ہیں کہ، "واعلم ان الممنخقة علی وجہ منها ان اهل الجاهلیة كانوا یمنخقون الشاة فاذا ماتت اكلوها ومنها ما یمنخق من الحبل الصاید ومنها ما یدخل راسها بین عودین فی شجرة فتختنق فتموت الخ پس اس بیان سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جو احکام اس آیت میں مذکور ہیں وہ بہیمہ کی نسبت ہیں نہ پرند کی اور اسلامیہ اس آیت سے بطور منخقة کی حرمت منصوص نہیں ہے البتہ ممکن ہے کہ قیاسی ہو *

اس تقریر پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اگر اس آیت میں اُس استثناء کی تفصیل ہی جس کا ذکر، "الا ما یلتی علیکم" میں ہے تو یہ آیت من اولها الی آخرها بہیمۃ الا نعام ہی سے متعلق ہوگی پھر کلمہ میتہ - والدہ - وما اهل لغير الله - وما اكل السبع - و ما ذبح علی النصب - سے کہیں حرمت چرند و پرند کی لیجاتی ہے چاہیئے کہ وہ بھی مخصوص بہ بہیمۃ الا نعام ہو اور پرند اُس میں داخل نہوں *

وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فَسُقُ الْإِيمَ يَتَسَوَّلُ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ﴿۲۷﴾

مگر یہہ سوال صحیح نہیں ہی اسلامیہ کہ اُن تمام کلموں کا مفہوم عام ہی کو محفل خاص ہر اسلامیہ بسبب اپنے مفہوم عام ہونیکے چرند و پرند دونوں کو شامل ہیں برخلاف مختلفہ — و مرقوۃ — و متردیه — و تطبیقہ کے نہ بسبب صفت ہونے ایک موصوف متحذوف کے نہ اُنکا مفہوم عام ہی اور نہ محفل عام ہی اسلامیہ وہ سوائے جنس مستثنیٰ منہ کے اُڑ کسی سے متعلق نہیں ہوسکتی *

دوسرے امر کے تصفیہ کے وقت ہم فرضاً تسلیم کرلیتے ہیں کہ یہہ آیت طہور مختلفہ کی حرمت پر نص قطعی ہی — مگر یہہ حرمت عین ذات طہور مختلفہ ماکول اللحم کی نہیں ہی بلکہ ایک فعل خارجی سے متعلق ہی اور جو حرمت کسی ماکول کی کسی امر خارجی سے ہوتی ہی تو وہ حرمت درحقیقت اُس فعل سے علاقہ رکھتی ہی نہ نفس ماکول سے مگر چونکہ ماکول فعل اکل سے منفک نہیں ہوسکتا اس لیئے مجازاً ماکول پر بھی اطلاق حرمت کیا جاتا ہی — کوئی چیز جس کو خدا نے پاک بنایا ہی جب تک کہ اُس کی ذات میں تغیر واقع نہو کسی خارجی فعل سے ناپاک نہیں ہوسکتی — اور کوئی چیز جس کو خدا نے حرام بنایا ہی کسی فعل خارجی سے حلال نہیں ہوسکتی سر نہ خدا کے نام سے ذبح کرنے پر پاک ہوسکتا ہی نہ شیطان کے نام پر ذبح کرنے سے — غریب بکوی نہ لغیر اللہ ذبح کرنے سے ناپاک ہوسکتی ہی اور نہ علیٰ العصب ذبح کرنے سے البتہ انسان کے افعال سے حرمت و حلت کا تعلق ہوتا ہی *

مثلاً ایک شخص نے کسی کے گھروں چورا لیئے تو اُس چوری کی وجہہ سے وہ گھروں فی نفسہ حرام نہیں ہوگئے کیونکہ اُن کی ماہیت میں کسی قسم کا تغیر نہیں آیا بلکہ اُن کا کھانا ایک فعل مفعول ہی — اسی طرح جب حلال جانور لغیر اللہ یا علیٰ العصب ذبح کیا جاوے تو ذات مذبح میں کچھ حرمت نہیں لگ جاتی کیونکہ جیسا گوشت اُسکا اُس وقت تھا جب کہ وہ خدا کے نام سے ذبح کیا جاتا ویسا ہی اُس کا گوشت اب بھی ہی جبکہ وہ لغیر اللہ یا علیٰ العصب ذبح کیا گیا ہی، مگر بسبب شرک ہونے کے وہ فعل مفعول ہوا ہی اور بنظر محفوظی اُس شرک کے اُسکا اکل بھی حرام کیا گیا ہی پس ایسی حالت میں حرمت حقیقاً فعل اکل سے متعلق ہی اور ماکول پر مجازاً اُسکا اطلاق ہوتا ہی *

اور تم اس لئے کہ اُسے کون لے † فال نکالنے کے تہذ ذالو، پہلے فسق ہی، آج کے دن وہ لوگ جو تمہارے دین سے منکر ہیں نا اُمید ہوئے پھر تم اُن سے مت ڈرو اور متجہ سے ڈرو ﴿۲﴾

† اذا اختلفوا في الشيء لمن يكون اجالوا القداح واعطوه من خرج له (شمس العلوم)

مہتہ - اور بہایم منخفقہ - و موقوفہ - و متردیہ - و نطیحتہ - اور ماکول السبع - کا حالی اُس سے مختلف ہی کیونکہ بوجہ موت طبعی - یا عدم اخراج دم مسفوح جو حرام ہی - یا بسبب عدم علم کہ فی ای حال ماتت اُس کے نفس ماہیت کا متغیر ہونا یقینی یا ظنی ہی، اور اس لئے وہ بذاتہ و بغفسہ حرام ہی - مگر طہور منخفقہ بفعلی الانسان کا بہ حال نہیں ہی اور یہ کہنا کہ بسبب عدم اخراج دم اُن کا حال بھی ویسا ہی جیسا کہ بہایم منخفقہ کا ایک محتض مکابرة و جدال ہی کیونکہ جو خون کہ بہایم میں ہی مقداراً و ماہوتاً جس کے عدم اخراج سے تغیر نفس بہایم مذکور میں واقع ہوتا ہی کرئی سلیم العقل نہیں قبول کر سکتا کہ ویسا ہی طہور میں ہی اور اُس کے عدم اخراج سے تغیر اُس کی ذات میں واقع ہوتا ہی طہور و بہایم کا خون بالکل مختلف الاجزا و مختلف التركیب ہی - سچھلی میں اور دریائی جانوروں میں بھی خون ہی مگر وہ طہور سے بھی زیادہ مختلف التركیب اور مختلف الاجزا ہی پس جو امر کہ بہایم میں ہی اُسکا قیاس طہور پر صحیح نہیں ہی اور اس لئے حرمت طہور منخفقہ کی اُنکی عین ذات سے متعلق نہیں ہی بلکہ بسبب ایک امر خارجی کے ہی جو خلاف حکم ذبیح خنق سے واقع ہوا ہی اور جبکہ یہ فعل ایک مسلمان کے ہاتھ سے واقع ہو جو مامور بذبح ہی تو گو اُس طہور منخفقہ کے نفس و ذات سے حرمت متعلق نہو مگر اُس کا اذل یعنی فعل اکل حرام و ممنوع ہوگا *

تیسرے امر کے تصفیہ کے لئے ہم اُن دونوں امر سے قطع نظر کرتے ہیں اور جو فیصلہ اُن کا تہار دیا جاوے اُس کو تسلیم کرتے ہیں تو طہور منخفقہ کی حرمت عدم الذبیح یا موت بالخنق قرار پادیکھی - مگر اگلی آیت میں خدا تعالیٰ نے طعام اہل کتاب ہمارے لئے بلا کسی قہد و شرط کے حلال کر دیا ہی - پس جس طرح کہ اہل کتاب موافق اپنے اپنے مذہب کے اُس طعام کو جس کا عین ہمارے لئے حرام نہیں ہی اپنے لئے طیار کرتے ہوں اُن کا کھانا ہمارے لئے جائز ہی اور اگلی آیت یعنی ”و طعام الذین اوتوا الكتاب حل لکم“ اُن تمام احکام میں سے جو بہ نسبت ذبایح ہیں طعام اہل کتاب کو مستثنیٰ کردیتی ہی پس بلوصف تسلیم کرنے تمام باتوں کے جو امر اول و دوم سے علائقہ رکھتی ہوں طہور

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاقَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ
 لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ
 لِاثْمٍ فَاِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۵﴾ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا اَحَلَّ لَهُمْ قُلْ
 اَحَلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ مَا عَلَّمْتُ مِنْ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ
 تَعْلَمُوْنَ هُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَاَكْلُواْ مِمَّا امْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَانْكَرُواْ
 اَسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُواْ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۶﴾ الْيَوْمَ
 اَحَلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوتُواْ الْكِتَابَ حَلَلٌ لَّكُمْ
 وَ طَعَامُكُمْ حَلَلٌ لَهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ
 مِنَ الَّذِيْنَ اُوتُواْ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَا اَتَيْتُمُوْهُنَّ اَجُورَهُنَّ
 مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِيْ اَخْدَانٍ وَ مَنْ يَكْفُرْ
 بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۷﴾

منضختہ اہل کتاب کا کھانا حرام و ممنوع نہیں رہتا *

یہ صرف مجھ ہی اجتہاد نہیں ہی بلکہ بہت سے علماء متقدمین و محدثین کا بھی
 یہی اجتہاد و مذهب ہی - ابو داؤد میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ جو
 آیت ہے کہ ”کلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ولا تاكلوا مما لم يذكر اسم اللہ علیہ“ اس سے طعام
 اہل کتاب مستثنیٰ ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے ”و طعام الذین اوتوا الكتاب حل لکم“
 شعبی - اور عطاء - اور زہری - اور مکحول - کا جو علماء متقدمین میں سے ہیں

آج کے دن میں نے کامل کو دیا تمہارے لیئے تمہارا دین اور میں نے پوری کر دی تم پر اپنی محبت اور پسند کیا میں نے تمہارے لیئے اسلام کو دین پھر جو شخص بے قرار ہو بھوک میں بغیر مایل ہوئے گناہ کی طرف تو بے شک اللہ بخشنے والا ہی رحم والا ۵) تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز حلال کی گئی ہے اُن کے لیئے کہدے کہ حلال کی گئی ہیں تمہارے لیئے پاک چیزیں اور (شکار) سدھے ہوئے شکاری جانوروں کا جنکو تمہیں سکھایا ہی سکھاتے ہو تم اُن کو جو کچھ کہ تمکو اللہ نے سکھایا ہی پھر کھاؤ اُس شکار کو جس کو اُنہوں نے پکڑ رکھا تمہارے لیئے اور لو اُس پر اللہ کا نام اور قرۃ اللہ سے بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہی ۶) آج کے دن حلال کی گئیں تمہارے لیئے پاک چیزیں اور طعام اُن لوگوں کا جنکو کتاب دی گئی ہے حلال ہی تمہارے لیئے اور تمہارا طعام حلال ہی اُن کے لیئے اور (حلال کی گئیں تمہارے لیئے) آزاد عورتیں مسلمانوں میں سے اور آزاد عورتیں اُن لوگوں میں سے جنکو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے جبکہ تم اُن کا مہر اُن کو دے دو پاک دامنی رکھنے کو اور نہ مستی جہاز نے کو اور نہ پوشیدہ آشنائی رکھنے والی اور جو کوئی انکار کرے ایمان سے تو بے شک نابود ہوئے اُس کے عمل اور وہ آخرت میں ہی

توئے والوں میں سے ۷)

یہ مذہب ہی کہ اگر عیسائی حضرت مسیح کے نام پر جانور ذبح کریں تب بھی اُسکا کھانا مسلمان کو جایز ہے *

معیار میں حضرت امام محی الدین ابن عربی کا فتویٰ اور ابو عبد اللہ العتبار کا مذہب نقل کیا گیا ہے کہ اگر عیسائی مرغی کی گردن مروڑ کر توڑ ڈالے تو اُس کا کھانا مسلمان کو درست ہے — احکام طعام اہل کتاب کی نسبت — ہر ایک جداگانہ رسالہ ہی جسکو زیادہ تفصیل دیکھنی ہو اُس میں دیکھے *

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ

۸ (فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ) اس آیت میں اور اس کے بعد کی آیتوں میں طہارت کا ذکر ہے، کوئی شخص قرآن مجید کی آیتوں اور اُن حدیثوں سے جو طہارت کے باب میں ہیں یہ نہ خیال کر سکتا کہ طہارت سے مقصود اصلی صرف منہ کا اور ہاتھ پاؤں کا دھونا یا نہانا یا ظاہری نجاست کا بہانا ہی بلکہ اُس سے اصلی مقصود اندرونی نجاستوں کا دور کرنا ہی *۔

حدیث میں آیا ہے کہ ”بنی الدین علی النظافة“ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ”الطہور شرط الایمان“ ظاہر ہے کہ ایمان، دلی یقین قلبی یا اعتقاد کا نام ہے پس جو امر کہ دلی یقین یا قلبی اعتقاد پر مبنی ہو نہ اُس کی بنیاد ظاہری نظافة پر ہو سکتی ہے اور نہ ظاہری طہارت کا اُس کا جزو ہونا ممکن ہے ایمان ایک روحانی امر ہے اور اسی لئے روحانی نظافة اُس کی بنیاد اور روحانی طہارت اُس کا جزو ہو سکتی ہے *۔

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ”رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین“ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ”ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولا کن یوید لیطہرکم“ پس صاف ظاہر ہے کہ اللہ جس طہارت کو دوست رکھتا ہے وہ ہاتھ پاؤں پر پانی ڈالنا اور بدن پر پانی بہانا نہیں ہے بلکہ وہ دلی و روحانی طہارت ہے جسکو خدا دوست رکھتا ہے۔ ہاں ظاہری طہارت کا بھی اور بالتخصیص جبکہ کوئی شخص کسی عبادت میں اور خصوصاً فرض عبادت میں مصروف ہو خدا نے حکم دیا ہے اور رضہ کو شرط نماز یا طہارت کو مفتاح الصلوٰۃ قرار دیا ہے یہ حکم بھی مثل احکام معاف کے ہے جو نماز سے علاقہ رکھتے ہیں جیسے قیام و تعود و سجدہ وغیرہ *۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو ایسی فطرت پر پیدا کیا ہے کہ وہ جو کچھ اُنکھ سے دیکھتا ہے۔ کان سے سنتا ہے۔ ناک سے سونگھتا ہے۔ زبان سے چکھتا ہے۔ ہاتھ سے چھوتا ہے۔ اُس کا اثر اُس کے دل پر پہونچتا ہے اور ایک خیال اُس میں پیدا ہوتا ہے جو اُسکے اخلاق پر اثر کرتا ہے انسان کے دل سے نکلنے والی چیزوں کی بہ نسبت وہ چیزیں بہت ہیں جو باہر سے انسان کے دل میں جاتی ہیں بلکہ ٹھیک ٹھیک یوں کہنا چاہیئے کہ جو کچھ انسان کے دل سے نکلتا ہے وہ وہی ہے جو باہر سے اُس کے دل میں جاتا ہے پس وضو نماز کے وقت جو ایک ظاہری فعل ہے روحانی طہارت کا خیال پیدا کرنے کو قرار دیا گیا ہے۔ صفائی و طہارت و نظافة تمام ظاہری چیزوں میں یہاں تک کہ لباس میں

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو جب تم کھڑے ہو نماز کو تو دھو اپنے موہوں کو

سواری میں مکان میں استعمالی چیزوں میں کھانے پینے میں بشرطیکہ وہ حد اعتدال سے متجاوز نہ ہو جاوے اور مالمذولیا کی حد تک نہ پہنچ جاوے اخلاق کی برستی و اصلاح پر نہایت موثر ہوتی ہی پس جبکہ وہ ایک فعل عبادت کے ساتھ لازم کر دی جاوے تو درستہ اخلاق اور روحانی طہارت پر اُس کا بہت زیادہ اور نوبی اثر ہو جاتا ہی — اسی اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لئے اسلام نے نماز کے لئے ظاہری طہارت کو بھی شرط کیا ہی — نماز کے لئے اُن اعضا کا دھو لینا مقرر کیا ہی جن کا دھونا مختلف اسباب سے زیادہ تر مناسب اور طہارت ظاہری کو بھی زیادہ تر مفید ہی — حالت جنب میں تمام بدن کا دھونا زیادہ تر طہارت کے مناسب ہی مگر پانی نہونے کی حالت میں کسی ایسے فعل کا جو اندرونی طہارت کا خیال پیدا کرے اُس کے قائم مقام قرار دینا ضروری تھا اور اسی لئے اسی حالت میں تیمم کا حکم دیا گیا ہی مگر ظاہری اعمال کا روح پر جب ہی اثر ہوتا ہی جب اُن کو روحانی نہکی کا یاد دلانے والا سمجھے — اور اگر صرف اُن ظاہری اعمال ہی کو مقصود اصلی سمجھے لے تو روحانی تربیت معدوم رہتی ہی کما یشاہدہ فی زماننا *

اس بات میں بحث چلی آتی ہی کہ اعضاء وضو میں جن کے دھونے کا حکم ہی پاؤں بھی داخل ہوں یا نہوں — بلاشبہ قرآن مجید کے ایسے الفاظ ہیں جن سے اس بات کا قطعی یقین نہوں ہو سکتا کہ پاؤں کا دھونا فرض ہی یا صرف مسح کرنا — میرے نزدیک نہایت عمدہ اصول یہہ ہی کہ اگر قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی ہو جسکے دو معنی سمجھے میں آتے ہوں اور اُن دونوں میں سے کسی ایک کی تعین خود قرآن مجید سے فہوتی ہو تو اُن دونوں معنوں میں سے جس معنی پر کوئی عمل کرے تو اُسپر کچھ الزام نہوں ہو سکتا — بلکہ ہر ایک شخص مختار ہی کہ اُن معنوں میں سے جسکو عمدہ یا مرجح سمجھے اُسے اختیار کرے پس جن لوگوں نے پاؤں پر صرف مسح کرنا فرض سمجھا ہی نہ اُنپر کچھ الزام ہی اور نہ اُن کے وضو میں کچھ نقصان ہی — مگر میری رائے میں پاؤں دھونے کو ترجیح ہی اور اسی لئے میں پاؤں دھونا فرض سمجھتا ہوں کیونکہ پاؤں کے ساتھ ”الی الکعبین“ کی حد لگادی ہی جیسویکہ ہاتھوں کے دھونے کے ساتھ ”الی المرافق“ کی قید لگائی تھی اگر پاؤں پر صرف مسح ہی کرنے کا حکم ہوتا تو جس طرح سر کے مسح میں کوئی حد نہوں لگائی اس طرح پاؤں کے مسح میں بھی کوئی حد نہ لگائی جاتی اور صرف یوں کہا جاتا کہ ”وامسحوا برؤسکم وارجلكم“ *

وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسِكُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَارْجُلَكُمْ إِلَى
الْكَعْبَيْنِ ﴿٨﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطْبُؤْاْ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ
أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ
فَلَمْ تَجِدُوا مَا فُتِّمُوا صَعِدُوا طَيِّبًا فَمَسِكُوا بِوُجُوهِكُمْ
وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ
يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيَقْتِمَ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٩﴾ وَإِذْ ذَكَرُوا
نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ أَنْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا
وَاصْعْنَا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٠﴾
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا
يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَا نِ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ
لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١١﴾ وَعَدَ اللَّهُ
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٢﴾
وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٣﴾
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ ذَكَرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ أَنْ هُمْ قَوْمٌ

اور اپنے ہاتھوں کو کھنڈوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کو اور دھو اپنے پاؤں کو تھنہ تک **۸** اور اگر تم ناپاک ہو تو نہالو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا کوئی تم میں سے ضروری حاجت رفع کر کے آدے یا تم محاسن کرو عورتوں سے پھر تم پانی نہ پاؤ تو لو خاک پاؤ کو اور مسح کرو اپنے موہوں کو اور ہاتھوں کو اُس سے اللہ نہیں چاہتا کہ کرے تم پر کچھ تکلیف لیکن چاہتا ہی کہ پاک کرے تمکو اور تمام کرے تمپر اپنی نعمت تاکہ تم شکر کرو **۹** اور یاں کرو اللہ کی نعمت کو اپنے پر اور اُس کے قول و قرار کو جو تمسے لیا ہی جبکہ تمسے کہا کہ ہمنے سنا اور ہمنے مانا اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ جاننے والا ہی دلوں کی بات کا **۱۰** اے لوگوں جو ایمان لائے ہو کہتے ہو جاؤ اللہ کے لیئے انصاف سے ٹھیک گواہی دینے کو اور تمکو برانگیختہ نہ کرے دشمنی کسی قوم کی اس بات پر کہ عدل نہ کرو ، عدل کرو وہی زیادہ تر قریب ہی پڑھو گاری کے لیئے اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ خبردار رکھتا ہی جو کچھ کہ تم کرتے ہو **۱۱** اللہ نے وعدہ کیا ہی اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہوں اور اچھے عمل کہئے ہیں کہ اُن کے لیئے ہی بخشش اور اجر عظیم **۱۲** اور وہ لوگ جو کافر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانہوں (یعنی احکام) کو وہی لوگ ہیں جہنم (میں جانے) والے **۱۳** اے لوگوں جو ایمان لائے ہو یاں کرو اللہ کی نعمت اپنے پر جبکہ ایک قوم نے (یعنی جبکہ اہل مکہ نے بزوالہ ہجرت آنحضرت صلعم اور سب مسلمانوں کے قتل کا ارادہ کیا تھا)

أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ
 وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٣﴾ وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ
 بَنِي إِسْرَءِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ
 إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي
 وَعَزَرْتُمْوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ
 وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمِنْ كَفٍّ بَعْدَ
 ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿١٤﴾ فَبِمَا نَقَضْتُمْ مِيثَاقَهُمْ
 لَعْنَهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَ
 نَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَائِنَةٍ مِنْهُمْ
 إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٥﴾
 وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا
 ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ
 وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٦﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ
 قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ

سہ کیا کہ تم پر اپنی دست پرازی کریں پھر روک دیا اُن کے ہاتھوں کو تمسے اور ذرو اللہ سے اور اللہ پر چاہیئے کہ توکل کریں ایمان والے ۱۴ اور بے شک لیا اللہ نے قول قرار بنی اسرائیل کا اور ہم نے اُٹھائے اُن میں سے بارہ سردار اور کہا اللہ نے کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم قائم رکھو نماز کو اور تم دیتے رہو زکوٰۃ کو اور تم ایمان لاؤ میرے رسولوں پر اور تم اُن کو مدد دو اور تم قرض دو اللہ کو قرض اچھا تو بے شک فیست کردونگا میں تم سے تمہارے گناہ اور بے شک داخل کردونگا میں تمکو جنت میں بہتی ہیں اُس کے نیچے نہریں پھر جو شخص کافر ہووے تم میں سے اُس کے بعد تو بے شک بہتک گیا سیدھے رستہ سے ۱۵ پھر بسبب اُن کے توڑنے کے اپنا قول قرار لعنت کی ہم نے اُن کو اور کیا ہم نے اُن کے دلوں کو سخت پھیر دیتے ہیں کلام کو اُس کی جگہ سے اور بھول گئے ایک حصہ اُس کا جس کی نصیحت اُن کو کی گئی تھی اور ہمیشہ تو خبردار ہوتا رہیگا اُن کی کسی خیانت پر مگر اُن میں سے تہرے ہیں (یعنی جن میں خیانت نہیں ہی) پھر اُن کو معاف کر اور درگزر کر بے شک اللہ دوست رکھتا ہی احسان کرنے والوں کو ۱۶ اُن لوگوں میں سے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے اُن سے قول قرار لیا پھر بھول گئے ایک حصہ اُس کا جس کی نصیحت کی گئی تھی پھر دال دی ہم نے اُن کے درمیان میں دشمنی اور بغض قیامت کے دن تک اور قریب ہی کہ خبردار کریگا اُن کو اللہ اُس سے جو وہ کہتے تھے ۱۷ اے اہل کتاب بے شک آیا ہی تمہارے پاس ہمارا پیغمبر بیان کرتا ہی تمہارے لئے بہت کچھ اُس سے جو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے

وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ
يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم
مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٨﴾
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ
يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَ
أُمُّهُ وَفِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ﴿١٩﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾
وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ
يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ
وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿٢١﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ
عَلَى فُطْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا
نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٢﴾
وَإِنْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَقَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

اور درگزر کرتا ہی بہتری سے بے شک تمہارے پاس آیا ہی اللہ کے پاس سے نور اور کتاب (ہر ایک بات کو) بیان کرنے والی ہدایت کرتا ہی اللہ اُس سے سلامتی کے رستوں کی اُس کو جو چاہتا ہی اُس کی رضامندی اور نکالتا ہی اُن کو اندھیروں میں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور اُن کو ہدایت کرتا ہی سیدھے رستہ کی ﴿۱۸﴾ بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ وہ مسیح ہی بیٹا مریم کا کہدے پھر کون مالک ہی اللہ سے کس چیز کا (یعنی کون منع کر سکتا ہی اللہ کو) اگر وہ چاہے ہلاک کردے مسیح بیٹے مریم اور اُس کی ماں کو اور اُن کو جو زمین میں ہیں سب کو ﴿۱۹﴾ اور اللہ کے لئے ہی بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ کہ اُن دنوں میں ہی پیدا کرتا ہی جو چاہتا ہی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہی ﴿۲۰﴾ یہودیوں نے اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم بیٹے اللہ کے ہیں اور اُس کے دوست کہدے پھر کبوں تمکو عذاب کرتا ہی تمہارے گناہوں پر بلکہ تم انسان ہو اُسی قسم سے جس قسم سے کہ اوروں کو پیدا کیا ہی معاف کرتا ہی جس کو چاہتا ہی اور عذاب دیتا ہی جس کو چاہتا ہی اور اللہ کے لئے ہی بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ اُن میں ہی اور اُسی کے پاس پھر جانا ہی ﴿۲۱﴾ اے کتاب والوں بے شک آیا ہی تمہارے پاس ہمارا پیغمبر بیان کرتا ہی تمہارے لئے ایسے وقت میں کہ رسولوں میں سے کوئی نہیں ہی تاہم تم کہو نہیں آیا ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور نہ قرآنے والا پس بے شک آیا ہی تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور قرآنے والا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہی ﴿۲۲﴾ اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ اے قوم یاں کرو اللہ کی نعمت کو اپنے پر

اَنْ جَعَلَ فِيكُمْ اَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مِلُوكًا وَ اَتَكُمْ مَالٌ يَؤْتِ
 اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿٢١﴾ يَقُومِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي
 كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَوْتَدُوا عَلَىٰ اِدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خِسْرِينَ ﴿٢٢﴾
 قَالُوا يَمُوسَىٰ اِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا
 حَتّٰى يَخْرُجُوا مِنْهَا فَاِنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَاِنَّا دَاخِلُوْنَ ﴿٢٣﴾
 قُلْ رَجُلَيْنِ مِّنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا
 عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَانْكُمُ غَالِبُوْنَ وَاَعْلٰى اللّٰهُ
 فَتَوَكَّلُوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٤﴾ قَالُوا يٰمُوسَىٰ اِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا
 اَبَدًا مَا دَامُوا فِيْهَا فَانْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هَاهُنَا
 قَاعِدُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّي لَا اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ اَخِي
 فَافْرِقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ قَالَ فَاِنْهَا مَكْرُمَةٌ
 عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيهُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ
 الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٧﴾ وَاَتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَا ابْنِ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِنْ قَرَّبَا
 قُرْبٰنًا فَتَقَبَّلْ مِنْ اَحَدِهِمَا وَاَمْ يَتَقَبَّلُ مِنَ الْاٰخَرِ

جب پیدا کیئے تم میں انبیا اور کھا تمکو بادشاہ اور دیا تمکو وہ کچھہ جو نہیں دیا کسکو
 عالم کے لوگوں میں سے ﴿۱۳﴾ اے مہرے قوم تم داخل ہو مقدس زمین میں جسکو لکھدیا
 ہی اللہ نے تمہارے لیئے اور مت پہنچو اپنے پیٹوں کو پھر پلٹو گے تو قاتل پانے والے ﴿۱۴﴾ انہوں نے
 کہا اے موسیٰ اُس میں تو ہی زبردست اور ہم ہرگز اُس میں نہ داخل ہونگے جب
 تک کہ وہ اُس سے نکل جاویں پھر اگر وہ وہاں سے نکل جاویں تو بے شک ہم داخل ہوں ﴿۱۵﴾
 کہا دو شخصوں نے اُن لوگوں میں سے جو ڈرتے تھے (اللہ سے) انعام کیا تھا اللہ نے اُن دونوں
 پر کہ گھس چلو اُن پر دروازے کی راہ سے جب تم اُس میں (یعنی دروازے) میں گھس
 گئے تو بے شک تم غالب ہو اور اللہ پر پھر توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو ﴿۱۶﴾ انہوں نے کہا
 اے موسیٰ کہ بے شک ہم ہرگز نہ داخل ہونگے اُس میں کبھی جب تک کہ وہ اُس میں
 ہیں پھر جا تو اور تیرا پروردگار پھر دونوں لڑو ہم تو اسی جگہ بیٹھے ہیں ﴿۱۷﴾ موسیٰ نے
 کہا کہ اے پروردگار بے شک میں نہیں مالک ہوں بجز اپنی جان کے اور اپنے بھائی کے پس
 فرق کر ہم میں اور اس فاجرمان قوم میں ﴿۱۸﴾ خدا نے کہا تو بے شک وہ (پاک زمین)
 حرام کی گئی اُن پر چالیس برس تک قیامت پھرینگے زمین میں پس غم نہ کیا اوپر
 اس فاجرمان قوم کے ﴿۱۹﴾ اور اُن کو پڑا سزا قصہ آدم کے دو بیٹوں کا ٹھیک طور پر ، جب وہ
 دونوں اللہ کی نذر کے لیئے کچھہ نذر لائے تو اُن میں سے ایک کی قبول ہوگئی اور دوسرے

قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۰﴾ لَئِن بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لَتَقْتُلَنِي مَا إِذَا بَسَطَ يَدِي إِلَيْكَ لَأَقْتُلَنَّكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۱﴾

﴿۳۰﴾ (انما يتقبل الله من المتقين) آدم کے دونوں بیٹوں یعنی ہابیل اور قابیل کا قصہ بہت پرانے زمانہ سے مشہور چلا آتا ہے توریت میں بھی اسکا ذکر ہی قابیل نے جسکا نام توریت میں قاین ہے ہابیل کو مار ڈالا اس حسد سے کہ ہابیل کی نذر خدا نے قبول کی اور قابیل کی نذر خدا نے قبول نہیں کی *

غور طلب یہ بات ہے کہ ہابیل کی نذر کا قبول ہونا اور قابیل کی نذر کا قبول نہ ہونا کیونکر ہوا — قرآن مجید میں کچھ اسکی تفصیل نہیں ہے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ قابیل کھیتی کر نیکاً پیشہ کرتا تھا اور ہابیل بکریوں اور بھیڑوں کے گلہ رکھنیکا اور اسی سبب سے قابیل نے اپنے کھیت کی پیداوار میں سے اور ہابیل نے اپنے گلہ کے نو زائیدہ بچوں میں سے خدا کی نذر دی تھی — اُسکے بعد قابیل کی کھیتی میں پیداوار اچھی نہیں ہوئی ہوگی جیسا کہ اکثر ہو جاتا ہے ، اور ہابیل کی بکریوں اور بھیڑوں میں جنکے چرنکے لہٹے جنگل اور گھاس اور غور مزرعہ زمین بافراط موجود تھی بہت زیادہ برکت اور بڑھوتری ہوئی ہوگی جس کے سبب سے ایک کی نذر کا قبول ہونا اور دوسرے کی نذر کا قبول نہ ہونا تصور کیا گیا — جیسا کہ اُن لوگوں کا خیال تھا اُسی طرح قرآن مجید میں فرمایا کہ ”فَتَقَبَّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ“ یہی امر ہے جو اس قصہ پر تاریخانہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے *

توریت میں بھی بجز اس کے کہ ہابیل کی نذر قبول ہوئی اور قاین کی نذر قبول نہیں ہوئی اور کچھ زیادہ تصریح نہیں ہے اُس میں لکھا ہے کہ ”بعد از سرور ایامے ایں واقع شد کہ قاین از محصول زمین بخداوند ہدیہ آردے آورد و ہابیل نیز از اول زاد ہائے گوسفندان خود واز پیہ آنها آورد و خداوند ہابیل و ہم ہدیہ او را قبول نمود اما قاین را ہم ہدیہ او را قبول نمود (کتاب پیدایش باب ۴ ورس ۳ - ۶) *

مگر عیسائی و یہودی عالموں نے اس واقعہ کو عجیب و کواماتی واقعہ بنانے کے لئے کوشش کی اور یہہ قرار دیا کہ ہابیل کی نذر اس طرح پر قبول ہوئی تھی کہ آسمان سے آگ

اُس نے کہا کہ ضرور میں تجھ کو مار ڈالوں گا اُس نے کہا اُس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ پر ہیزگاروں کی (نذر) قبول کرتا ہی ہے اگر تو مڑی طرف اپنا ہاتھ بڑھانیکا تا کہ مجھے مار ڈالے تو میں تیری طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھانیکا کہ تجھ کو مار ڈالوں بے شک میں کرتا ہوں اللہ پروردگار عالمیں سے ﴿۱﴾

اُتری اور ہابیل کی قربانی کو جلایا — وہ کہتے ہیں کہ جب ابراہیم نے قربانی کی تھی تو آفتاب کے غروب ہونیکے بعد جب اندھیرا ہوا تو قربانی کے جانوروں کے ٹکڑوں میں تھوڑا کھنڈہ اور آتشی مشعل آئی تھی (پیدائش باب ۱۵ درس ۱۷) *
اور جب حضرت موسیٰ نے قربانی کی تو خداوند کی حضور سے آگ نکلی اور قربانی سوختنی کو جو مذبح پر رکھی ہوئی تھی جلایا (لویان باب ۹ درس ۲۲) اُن کے نزدیک یہ آگ آدمیوں کی جلائی ہوئی نہ تھی بلکہ خدا نے جلائی تھی *
اور جب گدے ان نے قربانی کی تھی اور اُسکو پتھر پر رکھ دیا تھا تو فرشتہ نے پتھر پر لکڑی ماری اور اُس سے آگ نکلی جس نے قربانی کو جلایا (قضات باب ۶ درس ۲۱) اُن کے نزدیک یہ آگ بھی پتھر میں سے نہیں نکلی تھی بلکہ خدا کے پاس سے یا آسمان پر سے آئی تھی *

اور جب ایلیمہ نے قربانی کی تھی تو بہت سی لکڑیاں چن کر قربانی کے گوشت کو لکڑیوں پر رکھ دیا تھا اور لکڑیوں پر بہت سا پانی ڈال کر ایک خندق میں بہا دیا تھا مگر جب ایلیمہ نے دعا کی کہ میری قربانی قبول ہو تو اُسوقت خدا نے آگ لکڑیوں میں ڈال دی تھی (اول سلاطین باب ۱۸ درس ۳۰ - ۳۸) اُن کے نزدیک یہ آگ بھی خدا ہی نے آسمان پر سے ڈالی تھی کسی انسان نے نہیں جلائی تھی *

اور جب حضرت داؤد نے قربانی کی اور خدا سے دعا مانگی تو آسمان پر سے آگ اُتری اور قربانی کو جلا دیا (کتاب اول تواریخ باب ۲۱ درس ۲۶) *
اور جب حضرت سلیمان نے قربانی کی تھی تب بھی آسمان پر سے آگ اُتری تھی (کتاب دوم تواریخ باب ۷ درس ۱) *

ان قرینوں سے علماء یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ جب کہ تمام قربانیاں آسمان کی آگ سے قبول ہوتی تھیں تو غالب ہی کہ ہابیل کی قربانی بھی اسطرح قبول ہوئی ہوگی کہ آسمان سے آگ اُتری ہوگی اور اُسکو جلا دیا ہوگا — ہمارے علماء مفسرین جو

اَنِّیْ اُرِیدُ اَنْ قَبُوْا بِاِثْمِیْ وَ اَنتُمْ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ
 وَ ذٰلِكَ جَزَاؤُ الظَّالِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ
 فَقَتَلَتْهُ فَاصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یُّبَدِّثُ
 فِی الْاَرْضِ لِیُرِیْہٖ کَیْفَ یُوَادِّیْ سَوَآءَ اَخِیْہٖ قَالَ یٰوِیْلَتِیْ
 اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَادِّیْ سَوَآءَ اَخِیْ
 فَاصْبَحَ مِنَ الْمَدْمُوْمِیْنَ ﴿۳۳﴾ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ کَتَبْنَا

ان جلتوں - میں ٹھیک ٹھیک علماء یہود کے متقد ہیں انہوں نے یہودیوں سے یہی ایک قدم
 آگے بڑھایا، یہودیوں نے تو بطور ظن غالب اس بات کو لکھا تھا، مگر ہمارے علماء نے بطور یقین
 ایسی تفسیروں میں لکھ دیا کہ آسمان سے آگ اُتے اور ہابیل کی نذر کو جلا دیا جو سہ کہ
 تفسیر کہہ رہے ہیں لکھا ہی کہ، "فنزلت نار من السماء فاحتلقت قربان ہابیل ولم تحمل
 قربان قابیل" *

تورات کی آیتوں سے جو آسمان پر سے آگ اُترنے پر یہودیوں اور عیسائیوں نے غلط استدلال
 کیا ہے اُس پر بحث کرنا ہم اس مقام پر ضرور نہیں سمجھتے بلکہ اس مقام پر اُن کے تمام
 اقوال و استدلال ہمہ اس بات کے دکھانیکو نقل کیئے ہیں کہ قربانی یا نذر کے جلائیکو
 آسمان پر سے آگ کا اُترنا اسلام کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ علماء اسلام نے یہودی اور عیسائی
 علماء کی یہودی سے اُسکو مانا ہے اور مفسرین نے قرآن کی تفسیروں میں شامل کر دیا ہے
 اسلام ایسی یہودہ باتوں سے پاک و مبرا ہے — یہودیوں میں قربانی سوختنی کی رسم ایسی
 ہے تھی جیسے کہ ہندوؤں میں ہوم کی رسم ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہ تھی آسمان پر
 سے آگ کا اُترنا اور قربانی کو جلا نا محض غلط ہے اور نہ تورات سے اور نہ اُن دوسروں سے
 جو اوپر مذکور ہوئے آسمان پر سے قربانی کے جلائیکو آگ کا اُترنا ثابت ہوتا ہے *

﴿۳۴﴾ (من اجل ذلک) اس آیت میں بحث یہ ہے کہ "کتبنا" کا مفعول کیا ہے
 اکثر مفسرین نے "انہ من قتل" کو اُسکا مفعول قرار دیا ہے مگر مہرے نزدیک یہ صحیح

مے شک میں چاہتا ہوں کہ تو اُٹھالے میرے (قتل کا) گناہ اور اپنے (اور) گناہ پہر تو ہو جاوے آگ (میں پڑنے) والوں میں سے اور یہی ہی سزا ظالموں کی ﴿۳۲﴾ پہر آسان کر دیا اُس کے لئے اُس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل کو پہر اُس کو مار ڈالا پہر ہو گیا شامت والوں میں سے ﴿۳۳﴾ پہر بھیجا اللہ نے ایک کوا کہ گرہا کرتا تھا زمین میں تا کہ اُس کو دکھاوے کہ کسطرح وہ چہپاوے اپنے بھائی کی لاش کو، اُس نے کہا کہ پھٹکار مجھپر کیا میں اس لائق بھی نہوا کہ ہوں مثل اس کوے کے تا کہ میں چہپا دیتا اپنے بھائی کی لاش کو، پہر ہو گیا ندامت والوں میں سے ﴿۳۴﴾ اسی سبب سے ہم نے لکھ دیا

نہیں ہی اسلئے کہ اُن مفسرین نے کتبنا کو بمعنی حکمنا لیا ہی اور جس جملہ کو بذریعہ لفظ، ”انہ“ کے اُسکا مفعول قرار دیا ہی اُس میں کوئی حکم مندرج نہیں ہی بلکہ وہ صرف بطور بیان کے یا بطور خبر کے ہی پس میرے نزدیک ”کتبنا“ کا مفعول محذوف ہی جو قرینہ مقام سے ظاہر ہوتا ہی اور وہ لفظ قصاص ہی اور، ”انہ“ بحذف لام علت قصاص کے حکم کی علت کو بیان کرتا ہی اور ایسے مقام پر لام علت کا حذف کرنا کثرت سے کلام عرب میں جاری ہی پس تقدیر آیت کی یوں ہی کہ کتبنا علی بنی اسرائیل القصاص لانہ من قتل نفسا بغیر نفس النخ *

قصاص کا حکم توریت میں متعدد جگہ موجود ہی — سفر اعداد باب ۳۵ درس ۳۱ میں لکھا ہی کہ، ”و از براے جان قاتلے کہ واجب القتل است دیت گرفته نشود البتہ کشتہ شود“ اور سفر لویان باب ۲۴ درس ۱۷ میں ہی کہ، ”و کسیکہ نفسے از نفس بنی آدم را بکشد البتہ کشتہ شود“ اور اسی باب کے درس ۲۱ میں ہی کہ، ”کشدنہ مرد کشتہ شود“ اور سفر خروج باب ۲۱ درس ۱۲ میں لکھا ہی کہ، ”کسیکہ مردے را چنداں بزند تا بمورد البتہ باید کشتہ شود“ *

اور مندرجہ ذیل آیتیں قصاص کی جو توریت میں موجود ہیں نہایت مشہور و معروف اور زبان زد ہر خاص و عام ہیں *

چشم بعرض چشم دندان بعرض دندان دست بعرض دست پا بعرض پا سوختن بعرض

عَلَىٰ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ
فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَن أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا
أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنِّ
كَثَرُوا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ﴿٣٦﴾ إِنَّمَا جَزَاءُ
الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ

سوختن زخم بعوض زخم لطمہ بعوض لطمہ (خروج باب ۲۱ درس ۲۴ و ۲۵) جان
بعوض جان و چشم بعوض چشم و دندان بعوض دندان و دست بعوض دست و پا بعوض
پا دادہ شود“ (سفر توریۃ مثنیٰ باب ۱۹ درس ۲۱) *

قرآن مجید میں اس آیت سے پہلے قابیل و ہابیل کا قصہ بیان ہوا ہے کہ ایک نے
دوسرے کو مار ڈالا اس قصہ کے بیان کرنے سے مقصد یہ تھا کہ قتل و خونریزی انسانوں
میں قدیم سے چلی آئی ہے اور اسی لئے ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ جو شخص
ناواجب کسیکا قتل کرے اُس سے قصاص لیا جائے پس الفاظ ’من اجل ذلک‘ کے معنی
جو اس آیت میں آئے ہیں نہایت صاف ہیں ہمارے مفسرین نے بے فائدہ ان الفاظ کی
نسبت کچھ بحثی کی ہے *

اُس کے بعد خدا تعالیٰ نے قصاص کا فائدہ بیان کیا ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں
کہ جس کسی نے کسیکو بغیر جان کے بدلے کے یا ملک میں فساد مچانے کے مار ڈالا تو
گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کیا یعنی اُن کا قتل کر دینا جائز و روا قرار دیدیا اور
جس نے جان کو زندہ رکھا یعنی قصاص کا حکم تعمیل کرنے سے جہتی جانوں کو بچایا تو
اُس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا کیونکہ قصاص کے حکم سے زندہ بیگناہوں کی جان جانے سے
محفوظ ہو گئی *

﴿۳۷﴾ (انما جزاؤ الذین) اس آیت میں اُن لوگوں کے احکام بیان کیئے ہیں جنکا
قتل کرنا یا اُن کو آڑ کسی قسم کی سزا دینا ضروری قرار دیا گیا ہے *

“یحاربون اللہ ورسولہ“ سے صاف یہہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو فطرت انسانی

بنی اسرائیل پر (قصاص) ، ہاں جس شخص نے کہ مار ڈالا کسی کو بغیر کسی کے مار ڈالنے کے یا ملک میں فساد کرنے کے تو گویا کہ اُس نے مار ڈالا سب لوگوں کو ، اور جس شخص نے زندہ رکھا کسی کو تو گویا کہ اُس نے زندہ رکھا سب آدمیوں کو [۳۵] اور بے شک اُن کے پاس آٹھ ہمارے رسول کہلے ہوئے احکام لیکر ، پہر بے شک بہت اُن میں سے اس کے بعد ملک میں زیادتی کرنے والے ہیں [۳۶] اس کے سوا کچھ نہیں کہ سزا اُن لوگوں کی جو مقابلہ کرتے ہیں اللہ اور اُسکے رسول (کے حکموں) کا اور کوشش کرتے ہیں ملک میں

میں تمدن پیدا کیا ہی اور رسول نے بھی اُسکے مطابق انسانوں کے لیئے احکام تمدن صادر فرمائے ہیں اُن کے برخلاف کام کرنیکو خدا و رسول سے جنگ کرنا فرمایا ہی *
 “ یسعون فی الارض فساداً ” میں وہ تمام لوگ داخل ہیں جو امن اور راحت اور تمدن میں خلل ڈالتے ہیں جیسے ڈاکا ڈالنے والے یا رستہ لوٹنے والے یا گھروں میں گھس کر یا کومل دیکر چوری کرنے والے اور اُن کے لیئے اس آیت میں یہ سزائیں بیان فرمائی ہیں - یا قتل - یا سولی پر لٹکا دینا - یا اُن کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کٹ ڈالنا - یا قید خانہ میں بند کر رکھنا - مگر پہلی تین سزائیں صرف چوری کرنے والوں سے متعلق نہ تھیں اس لیئے اگلی آیت میں فرمایا کہ چور کو جب سزائے بدنی دی جاوے تو وہ صرف اُس کا ہاتھ کاٹنا ہوگی - پس چور کے لیئے صرف دو سزائیں باقی رہیں یا ہاتھ کاٹنا - یا قید خانہ میں بند کر رکھنا *

یہ سزائیں مختلف درجے کی ہیں اور ہر ایک سزا کو یا یہ یا یہ کر کے بیان کیا ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ بلحاظ حیثیت و مقدار جرم کے وہ سزائیں مقرر کی گئی ہیں مثلاً ایسے شخص کے لیئے جو فساد کرنے میں قتل کا بھی مرتکب ہوا ہو اُس کو قتل کی سزا دی جاوے گی - اور جب کہ وہ قاتل بھی ہو اور ڈاکا زنی میں مشہور ہو جسکا خوف ملکوں میں پڑ رہا ہو اُس کو سولی پر لٹکا دینے کی سزا دی جاوے گی تاکہ بہت سے لوگ دیکھ لیں اور واقف ہو جائیں کہ وہ بدذات مارا گیا - اور جب کہ وہ ایسے ہوں کہ رستہ لوٹتے ہوں اور دور دور جا کر ڈاکا مارتے ہوں مگر اُنہوں نے کوئی خون نہ کیا ہو یا خون کرنا اُن پر ثابت نہ ہو تو اُن کو ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کی یا صرف ہاتھ کاٹنے کی سزا

فَسَلِّا اَنْ يَّقْتُلُوْا اَوْ يَصْلُبُوْا اَوْ تَقَطَّعْ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ
 مِنْ خَلَاْفٍ اَوْ يَنْفُوْا مِنْ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا
 وَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۷﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ
 اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاَعْلَمُوْا اَنْ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾

دی جاویں گی یا اُن کو قید خانہ میں بند کر رکھا جاویگا *
 “اَوْ يَنْفُوْا مِنْ الْاَرْضِ” نفی بلد یا نفی من الارض کے معنی شہر سے یا ملک سے غایب
 کر دینے کے ہیں اور اُس سے کسی خاص شہر یا کسی خاص ملک سے خارج کر دینا بھی
 سمجھا جا سکتا ہے — مگر اس مقام پر یہ پہلے صحیح نہیں ہو سکتے کیونکہ
 قاتلوں و قاطع الطریقوں اور چوروں کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں یا ایک ملک سے
 دوسرے ملک میں نکال دینے سے انسان ان کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتے — اس لئے
 اس مقام پر “یَنْفُوْا” سے وہی پہلے معنی مراد ہو سکتے ہیں جن کو ہم نے الفاظ “غایب
 کر دینے” سے تعبیر کیا ہے — اور اُس کا نتیجہ صرف قید کو فیسے حاصل ہوتا ہے — پس
 قرآن مجید کے اُن الفاظ کا “اَوْ يَنْفُوْا مِنْ الْاَرْضِ” یہ مطلب ہوا کہ “اَوْ حَبَسُوْا هُمْ” یعنی
 “یا اُن کو قید کر دو” — حضرات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ “النفی
 من الارض هو الحبس” اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے “و هو اختیار اکثر اهل اللغة” اسی
 لئے ہم نے “یَنْفُوْا مِنْ الْاَرْضِ” کے معنی قید خانہ میں بند کرنے کے لئے دیئے ہیں *

ان آیتوں میں جو ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا حکم ہے اور نیز اُس آیت میں جس میں
 چور کا صرف ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے وہ لازمی نہیں ہے اور جن لوگوں نے اُس کو لازمی
 سمجھا ہے انہوں نے استنباط مسائل میں غلطی کی ہے — اول تو خود آیت ہی میں
 موجود ہے یا اُن کے ہاتھ پاؤں کٹ ڈالو یا قید خانہ میں بند کر رکھو پس اختیار ہی کہ
 دونوں سزاؤں میں سے جو کسی سزا چاہو دو — دوسرے جبکہ تمام فقہاء نے ایک مقدار مال کی
 مقرر کی ہے کہ جب اس قدر مالیت کا مال چورایا جاوے تب ہاتھ کاٹا جاوے اس سے
 لازم آتا ہے کہ انہوں نے چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹنا جانا لازمی قرار نہیں دیا کیونکہ قرآن
 مجید میں کوئی مقدار مال کی ہاتھ کاٹنے کے لئے بیان نہیں ہوئی ہے — دوسرے یہ

فساد مچانے کی یہہ ہی کہ مار ڈالے جاویں یا سولی پر کھینچے جاویں یا کلت ڈالے جاویں
 اُن کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں مخالف طرف سے یا غائب کردیئے جاویں ملک سے ' یہہ ہی
 اُن کے لیئے رسوائی دنیا میں اور اُن کے لیئے ہی آخرت میں عذاب بڑا ﴿۳۷﴾ مگر جن لوگوں
 نے کہ توبہ کی اس سے پہلے کہ تم اُن پر قدرت پاؤ تو جان لو کہ بے شک اللہ بخشنے والا

ہی رحم والا ﴿۳۸﴾

کہ ایسے واقعے بھی پائے جاتے ہیں کہ صحابہ کے وقت میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا گیا اور صرف
 قید کیا گیا بلکہ اکثر ڈاکو سمجھتے تھے کہ اگر پکڑے جاویں گے تو قید کیئے جاویں گے اور ہاتھ
 و پاؤں کاٹے جانے کا کسیکو خیال نہ تھا *

حماصہ کی شرح میں لکھا ہی کہ "حزب بن عذاب بن مضر ایک غلام کے چورا کر
 بیچ ڈالنے کے جرم میں مدینہ کے قید خانے میں قید کیا گیا تھا *

ابوالغضناس بنی تمیم کے قبیلہ کا ایک مشہور چور تھا اور وہ زنی کیا کرتا تھا مروان
 کے عالموں نے اُس کو پکڑا اور قید خانہ میں قید کیا گیا *

عبدالرحمن ابن حاطب سے منقول ہی کہ ایک شخص نے ایک شخص کا ناکہ
 چورایا حضرت عمر نے اول ہاتھ کاٹنے کی تجویز کی مگر اُس کو ملتوی کیا اور مدعی سے
 پوچھا کہ وہ کس قیمت کا تھا اُس نے چار سو درم قیمت بتلائی حضرت عمر نے اُس پر
 آٹھ سو درم کا جرمانہ کیا اور وہ درم مدعی کو دلوا دیئے اور مجرم کو رہا کردیا *

حضرت علی مرتضیٰ کے وقت میں عمر بن کریب ایک مشہور چور تھا جو رھزنی
 کیا کرتا تھا اُس کے گرفتار کرنے کو حضرت علی نے شمیط کے بیٹوں کو بھیجا مگر وہ
 بھاگ گیا اور گرفتار نہوا تب عمر بن کریب نے یہہ اشعار کہے —

و لما رايت ابني شمیط * بسکة طی والیاب دونی

تجللت العصا وعلمت انی * رہین مخضیس ان اندرکونی

و لو انی لبشت بهم قلدلا * لجرزونی الی شیخ بطین

شدید مجامع الکفین باقی * علی السدثان مختلف الشوین

ان اشعار سے صاف پایا جاتا ہی کہ عمر بن کریب کا یہہ خوالی تھا کہ اگر وہ پکڑا گیا

تو قید خانہ میں جس کا نام مخضیس تھا قید کیا جاویگا *

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا الدِّينَ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا
 فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۴۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ
 مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ
 يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا نَقْبِلُ مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابُ الْيَمِّ ﴿۵۰﴾

منخیس ایک قید خانہ کا نام تھا جسکو حضرت علی نے بنایا تھا پہلی دفعہ انہوں نے
 بانسوں کا قید خانہ بنایا تھا اور نافع اُس کا نام رکھا تھا اُس میں سے چور کو مل لگا کر
 نکل گئے تب انہوں نے دوسرا مضبوط قید خانہ بنایا اور منخیس اُس کا نام رکھا اور یہ
 شعر کہی *

اما ترانی کہسا مکسا * بنیت بعد نافع منخسا

بابا حصینا وامینا کسا

ایک معترض کہہ سکتا ہی کہ جو کچھ تم نے بیان کیا اُس سے اس بات کی ضرورت تسلیم
 لازم آتی ہی کہ قرآن مجید نے سورتہ کی علت میں عضو انسان کا کاٹنا بھی جائز رکھا ہی
 جو نہایت سخت اور وحشیانہ اور بے رحمانہ خلاف انسانیت سزا ہی اور خدا کی شان سے
 ایسی سزا کا جائز رکھنا نہایت بعید ہی بعضوں کا قول ہی کہ زمانہ جاہلیت میں بھی
 یہ سزا دی جاتی تھی جیسا کہ تاریخ ابوالفدار میں لکھا ہی مگر زمانہ جاہلیت میں اُس
 کا رواج ہونا زمانہ اسلام میں بھی اُس کے جائز رکھنے کی نہ دلیل ہو سکتا ہی اور نہ اسلام
 اُس وحشیانہ سزا کے جائز رکھنے کے الزام سے بڑی ہو سکتا ہی *

مگر یہ اعتراض صحیح نہیں ہی اس لئے کہ قرآن مجید میں جس طرح کہ
 مختلف سزاؤں کا بیان ہوا ہی اور جس طرح کہ وہ مختلف حیثیت اور مقدار جرم سے
 علاقہ رکھتی ہیں اُسی طرح زمانہ کی حالت سے بھی اُن کا تعلق رکھنا اُن احکام کے ضمن
 میں پایا جاتا ہی - جس زمانہ میں کہ ملک کی یا قوم کی ایسی حالت ہو کہ
 قہر خاندوں کا انتظام ناممکن ہو اور نہ ایسے جزائر پر دسترس ہو جہاں مجرم جلاوطن
 کر کے قید کیئے جاسکیں تو اُن جرموں کے موقف کرنے کے لئے اور تمام خلق اللہ کو امن
 دینے کے لئے بالاضطرار سزائے بدنی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہی گو کہ وہ ایک وحشیانہ

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، ترو اللہ سے اور ڈھونڈو اُس کی طرف وسیلہ اور کوشش کرو اُس

کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۳۹﴾ بے شک جو لوگ کہ کافر ہوئے اگر ہو اُن کے لیئے جو کچھ

کہ زمین میں ہی سارا اور اتنا ہی اُڑ اُس کے ساتھ تا کہ اُس کو بدلے میں دیں قیامت

کے دن کے عذاب سے اُن سے نہ قبول کیا جارہا اور اُن کے لیئے ہی عذاب دکھ دینے والا ﴿۴۰﴾

سزا ہو مگر بمجبوری اختیار کی جاتی ہی — نہایت شایستہ ملکوں میں بھی بحتالت مجبوری سزائے بدنی دی جاتی ہی بید کی سزا بھی ایسی ہی وحشیانہ سزا ہی مگر قید خانے اس قدر کثید مجبوروں کے قید کرنے کو کافی نہیں ہوتے تو بمجبوری سزائے بدنی دیکر چھوڑ دیا جانا ہی پس قرآن مجید نے اور نیز حضوت موسیٰ نے مجبوری کی حالت میں اُس سزائے بدنی کو جائز رکھا ہی مگر جبکہ ملک میں تسلط ہو اور قید خانوں کا انتظام موجود ہو تو قرآن مجید کی رو سے اس سزائے بدنی کا دینا کسی طرح جائز نہیں ہی بلکہ صرف وہی سزا دی جاوے گی جو سب سے اخیر بیان ہوئی ہی اور جسکو بلفظ “او ینفروا من الارض” بیان کیا ہی اور اُس کے بعد کسی اُڑ سزا کا بیان نہیں ہی — صرف ایک جرم میں یعنی زنا میں سزائے بدنی کا دیا جانا فطرت انسانی کے مطابق ہی کیونکہ جیسا وہ جرم لذت نفسانی سے علائقہ رکھتا ہی ویسی ہی اُس کی سزا بھی تکلیف نفسانی سے ہونی چاہیئے پس اسلام نے بھی سزائے بدنی کی حالت مجبوری کے بغیر زنا کے اُڑ کسی جرم میں سزائے بدنی کو جائز نہیں رکھا ہی *

اب باقی رہا معاف کرنا اُس کی نسبت نہایت عمدہ لفظ “قبل ان تقدرو علیہم” قرآن مجید میں آیا ہی ایک ڈاکو جو درحقیقت ڈاکا زنی کرتا ہی یا ایک چور جو درحقیقت چوری کا پیشہ رکھتا ہی اور اُسکے ڈاکو یا چور ہونے میں کسی کو شبہ نہیں مگر بسبب نہ دستیاب ہونے ثبوت کے ہم اُس کے سزا دینے پر قادر نہیں ہیں پس اگر قبل ہماری قدرت سزا دینے کے وہ ڈاکو اور چور اپنے پیشہ کو چھوڑ دے اور صلاحیت قبول کرے اور نہک چان ہو جاوے تو اُس کے گذشتہ افعال سے درگذر کرنا ایک ایسا امر ہی جس کی مخالفت نہ انصاف کہہ سکتا ہی اور نہ کوئی قانون، پس یہی عمدہ احکام ہیں جو قرآن مجید میں اُس کی نسبت بیان ہوئے ہیں *

يُؤِيدُونَ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ الدَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَ
لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿۴۱﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا
جَزَاءً بِمَا كَسَبَا لَعَلَّ هُم يَرْجِعُونَ ۝ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۴۲﴾ فَمَنْ تَابَ
مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَاصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
رَحِيمٌ ﴿۴۳﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۴۴﴾
يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ لَا يَحْزَنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ
قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَأَمْ تَوْمنَ قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا
سَمْعُونُ لِلْكَذِبِ سَمْعُونُ لِقَوْمٍ آخِرِينَ

﴿۴۲﴾ (والسارق والسارقة) سیبویہ کا قول ہی کہ ”والسارق والسارقة“ مبتدا ہی
از اس کی خبر محذوف ”حکمہما فیما یتلی“ ہی اور ”فاقطعوا ایدئہما“ جدا گانہ
جماہ ہی *

سارق کے احکام کو جدا بیان کرنیکی یہی وجہ تھی کہ اس سے پہلی آیت میں جو
الفاظ ”یسعون فی الارض فسادا“ آئے تھے اُس میں سارق بھی شامل تھے مگر جو احکام
سزائے بدنی کے وہاں بیان ہوئے تھے وہ سرقہ محض سے متعلق نہ تھے اس لہٰذا اُس کی
نسبت علاحدہ حکم بیان کرنیکی ضرورت ہوئی پس جب ان دونوں آیتوں پر یکشامل غور
کی جاوے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ سرقہ محض میں یا سارق کا ہاتھ کاٹا جاویگا جب کہ
ملک و قوم کی حالت ایسی ہو کہ قید خانوں کا انتظام نہ ہو یا قید خانہ میں قید کیا
جاویگا جب کہ وہ مرجع ہوں *

چاہینگے کہ نکل جاویں آگ سے اور وہ اُس سے نکلنے والوں میں نہیں ہیں اور اُن کے
 لیئے عذاب ہی دائمی ﴿۲۱﴾ اور چورانے والا اور چورانے والی (یعنی جنہوں نے چوری کی ہو)
 پس اُن دونوں کے ہاتھ کاٹو اُس کی سزا میں جو اُنہوں نے کیا پھتکار اللہ کی طرف سے،
 اور اللہ زیورست ہی حکمت والا ﴿۲۲﴾ پھر جو کوئی کہ توبہ کرے اپنے ظلم کرنے کے بعد اور
 نیک چلن ہو جائے تو بے شک اللہ اُسکو معاف کریگا، بے شک اللہ بخشنے والا ہی رحم
 والا ﴿۲۳﴾ کیا تو نہیں جانتا کہ بے شک اللہ اُسی کے لیئے ہی وہ شاہت آسمانوں کی اور زمیں
 کی، عذاب کرتا ہی جس کو چاہتا ہی اور بخشتا ہی جس کو چاہتا ہی، اور اللہ ہر
 چیز پر قادر ہی ﴿۲۴﴾ اے رسول تجھکو غمگین نہ کریں وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں کفر
 میں (اور وہ) اُن لوگوں میں سے ہیں جو اپنے مومنوں سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور
 نہیں ایمان لائے اُن کے دل اور اُن لوگوں میں سے ہیں جو یہودی ہیں، سننے والے (یعنی
 تسلیم کرنے والے) ہیں، جھوٹی بات کے، سننے والے ہیں اور لوگوں کے لیئے (یعنی بطور
 جاسوسوں کے)۔

ایک یہہ بحث پیش آئی ہی کہ مکرر سرقہ کرنیکی حالت میں دوسرے ہاتھ کا بھی
 کاٹنا جانا جایز ہی یا نہیں اسپر متقدمین کو بھی شبہ رہا ہی اور بعض دفعہ اُسپر عمل
 ہوا ہی مگر میں نہایت طمانیت سے کہہ سکتا ہوں کہ مکرر سرقہ کرنیکی حالت میں
 قرآن مجید میں دوسرے ہاتھ یا پاؤں کے کاٹنے کا ہرگز حکم نہیں ہی جنہوں نے اُس
 پر عمل کیا ہی اُن سے اجتہاد میں خطا ہوئی ہی کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ اگر یہہ
 جایز ہو تو تیسرے یا پانچویں جرم سرقہ میں کیا کیا جاویگا *

ڈاکروں اور دھزنوں کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں اور چور کا ایک ہاتھ کات ڈالنا اُن کو
 اُن جرائم کے ارتکاب سے ایک مناسب حد تک معذور کر دینا ہی — اور اُس سے زیادہ خدا
 کی حکمت کو باطل کرنا اور اُن کو انسان سے ایک مضغہ بنا دینا ہی جو فطرت اللہ کے
 برخلاف ہی *

اَمْ يٰۤاَتُوْكَ يَصَدِّقُوْنَ اَلْکَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعَہٗ یَقُوْلُوْنَ اِنْ
 اَوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْہٗ وَاِنْ اَمْ تَوْتُوْہٗ فَاحْذَرُوْا وَّمِنْ یَّدِ
 اللّٰہِ فِتْنَتَہٗ فَلَنْ تَمْلِکَ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَمْ
 یُرِی اللّٰہُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَہُمْ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَہُمْ فِی الْاٰخِرَةِ
 عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۵﴾ سَمِعُوْنَ لَلْکَذِبِ اَکَلُوْنَ الْمَسْحٰتِ فَاِنْ
 جَاوَوْکَ فَاحْکَمْ بَیْنَہُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْہُمْ

﴿۲۵﴾ (فان جاؤک) عرب میں جس قدر لوگ بستے تھے وہ اپنے اپنے گروہ کے سردار کے
 بطور رعیت معکوم تھے وہی سردار اُنہیں حاکم ہوتا تھا اور تمام خصوصیات اور جنایات کا وہی
 فیصلہ کرتا تھا اور وہی سزا کا حکم دیتا تھا یہودی توریت کے سخت احکام سے بچنے کے لیئے
 آنحضرت صلعم پاس فیصلہ کو آتے تھے — خدا نے فرمایا کہ تجھکو اختیار ہی چاہے اُنکا
 فیصلہ کر چاہے نہ کر، کیونکہ وہ اُس گروہ میں نہ تھے جو آنحضرت صلعم کے تابع تھے اور فرمایا
 کہ اگر فیصلہ کرے تو جو انصاف ہووے کر دے — اور پھر یہودیوں کی بد نیتی پر متنبہ کیا
 کہ باوجود اس کے کہ توریت میں سب حکم موجود ہیں پھر تجھکو کدوں حکم بدتے ہیں
 اس سے اُنکی بد نیتی اور توریت کے احکام سے بچنے کی تدبیر پائی جاتی ہی *
 “بالنقط” کے لفظ پر جسکے معنی انصاف کے ہیں بحث ہو سکتی ہی کہ انصاف سے
 کیا مراد ہی اُس لفظ سے شریعت اسلام مراد لینا صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر یہہ ہوتا
 تو جس طرح اگلی آیتوں میں صاف بتایا گیا ہی کہ جو کچھ خدا نے تجھپر اتارا ہی اُس
 کے مطابق حکم کر اُسی طرح یہاں بھی بیان کیا جاتا اس سے صاف ظاہر ہی کہ نسط کے
 لفظ سے شریعت اسلامی مخصوص نہیں ہی *

ایک شخص جو اپنے تئیں کسی خاص گروہ کا بیان کرتا ہی اور ہمیشہ اُن فائدوں سے
 جو اُس گروہ میں ہونیکے سبب اُسکو حاصل ہو سکتے تھے مستفید ہوتا رہا ہی اور کسی
 خاص معاملہ میں جس میں اُسکا نقصان ہی دوسرے گروہ کے حاکم سے فیصلہ چاہی جھنکی

نہیں آتے ہیں تیرے پاس (یعنی سوائے اس کام کے) ، بدلتا آتے ہیں کلام کو پیچھے کر اُس کے موقع سے ، کہتے ہیں (یعنی اپنے دوستوں کو) کہ اگر تمکو یہہ حکم دیا جاوے (یعنی آنحضرت صلعم کی طرف سے) تو اُسکو قبول کرلو اور اگر وہ حکم تمکو نہ دیا جاوے تو احتراز کرر ، اور جس شخص کو کہ خدانے ارادہ کیا گمراہ کرنے کا تو ہرگز تو نہ پاویگا اُس کے لیئے اللہ سے کچھ ، یہہ لوگ وہ ہیں کہ اللہ نے نہیں چاہا ہی کہ پاک کرے اُن کے دلوں کو ، اُن کے لیئے دنیا میں رسوائی ہی اور اُن کے لیئے آخرت میں ہی عذاب بڑا ﴿۱۸﴾ سنہ والے ہیں جھوٹی بات کو کھانے والے ہیں حرام (مال) کو ، پھر اگر وہ آویں تیرے پاس تو اُن میں حکم کر یا مونہہ پھولے اُن سے ،

شریعت یا دستور کے مطابق وہ اُس نقصان سے بچ سکتا ہی تو اُس کے حق میں بھی انصاف ہوگا کہ دوسرے گروہ کا حاکم اُسکو وہی حکم دے جو اُس گروہ میں مروج ہیں جس گروہ سے وہ شخص علاقہ رکھتا ہی *

بعض احادیث سے پایا جاتا ہی کہ یہودیوں نے زنا کے جرم میں رجم سے بچنے کے لیئے آنحضرت صلعم سے فیصلہ چاہا تھا کیونکہ قرآن مجید میں رجم کی سزا زنا کے جرم میں نہ تھی آنحضرت صلعم نے جو سزا توریت میں تھی اُسکے جاری کرنیکا حکم دیا اور بلاشبہ وہی اُس کے حتمی انصاف تھا *

اس آیت سے استنباط ہو سکتا ہی کہ حکومت اسلام میں جو غیر مذہب والے بطور رعایا کے رہتے ہوں اُنکی خصوصیات کا اُنہیں کے دستور و رواج یا قواعد مذہب کے مطابق جو عام امن و راحت ملک میں متخل نہوں فیصلہ کرنا اسلام کی رو سے ناجائز نہیں ہی — بعض علماء اسلام نے خیال کیا ہی کہ یہہ آیت اگلی آیتوں سے جنہوں یہہ الفاظ ہیں کہ ، فاحکم بینہم بما انزل اللہ ” اور ” وان احکم بینہم بما انزل اللہ ” منسوخ ہو گئی ہی اور اسلامی سلطان کو تمام رعایا پر خوار مسلمان ہو یا نہو شرع اسلام کے موافق حکم کرنا چاہیئے مگر یہہ خیال اُنکا میری تحقیق میں غلط ہی کیونکہ قرآن مجید کی نہ کوئی آیت منسوخ ہی اور نہ اُن آیتوں سے اس سے کچھ تعلق ہی جیسا کہ اُنکی تفسیر میں بیان ہوگا *

وَأِنْ تَعْرَضْ عَنْهُمْ فَلْيَضْحَكُوا شَيْئًا وَ إِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم
بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٢٩﴾ وَ كَيْفَ
يُحْكُمُونَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّورَةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَقُولُونَ
مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَ مَا أَوَّلَتْكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٠﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّورَةَ
فِيهَا هُدًى وَ نُورٌ يُحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ
هَادُوا وَ الرِّبَانِيُّونَ وَ الْأَحْبَارُ بِمَا اسْتَخْفَوْا مِنْ كُتُبِ اللَّهِ
وَ كَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوُا اللَّهَ وَلَا تَشْتَرُوا
بِآيَتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَ مَنْ لَمْ يُحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ
الْكَافِرُونَ ﴿٣١﴾ وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنْ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَيْنَ
بِالْعَيْنِ وَ الْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَ الْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ وَ
الْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَ مَنْ لَمْ
يُحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٣٢﴾ وَ قَفِينَا عَلَى
أَثَرِهِمْ بَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّورَةِ
وَ آتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَ نُورٌ

اور اگر تو اُن سے منہ پھر لے تو ہرگز نہ نقصان پہونچائینگے تجھکو کچھ نہ، اور اگر تو حکم کرے تو حکم کر اُن میں انصاف ہے، بے شک اللہ دوست رکھتا ہی انصاف کرنے والوں کو ﴿۲۶﴾ اور کھونکر وہ تجھکو حکم بدینگے حالانکہ اُن کے پاس توریت ہی اُس میں اللہ کا حکم ہی پھر وہ پھر جاتے ہیں اُس کے بعد، اور وہ نہیں ہیں ایمان والے ﴿۲۷﴾ بے شک ہم نے بھیجی ہی توریت اُس میں ہی ہدایت اور روشنی، حکم کرتے تھے اُس کے مطابق نبی جو خدا کے تابعدار تھے اُن لوگوں کے لئے جو یہودی تھے اور (حکم کرتے تھے) اہل اللہ اور عالم اُس کے مطابق جو اُن کو یاد رکھوایا گیا تھا اللہ کی کتاب سے اور وہ تھے اُس پر گواہ، پھر مت دَر آدمیوں سے اور دَر متجہ سے اور مت لو میرے حکموں کے بدلے مول تھوڑا، اور جو شخص کہ حکم نہ کرے اُس کے مطابق جو اللہ نے بھیجا ہی پھر وہی لوگ کانر ہیں ﴿۲۸﴾ اور ہم نے اُن پر اُس میں (یعنی توریت میں) لکھا ہی کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور زخموں کا ویسا ہی بدلا، † پھر جو کُئی اُس کو معاف کرے تو وہ اُس کے لئے کفارہ ہی، اور جو شخص کہ نہ حکم کرے اُس کے مطابق جو اللہ نے بھیجا ہی پھر وہی لوگ ظالم ہیں ﴿۲۹﴾ اور ہم نے اُن کے پیچھے بھیجا اُن کے پاؤں کے نشانوں پر عیسیٰ مریم کے بیٹے کو سچا بتانے والا اُس چیز کو جو اُس کے آگے ہی توریت سے، اور دی ہم نے اُس کو انجیل اُس میں

ہدایت ہی اور روشنی

وَصَدَقَ لَمَّا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ وَهُدًى وَ مُوعِظَةً
 لِلْمُتَّقِينَ ﴿٥١﴾ وَلِيَحْكُمَ أَهْلَ الْإِنْجِيلِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ وَ
 مَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَنْزَلْنَا
 إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَ
 مُهَيِّمًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ
 عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شُرْعَةً وَ مِنْهَا جَا ۖ ﴿٥٣﴾

﴿٥٢﴾ (انزلنا الیک کتاب) اس آیت سے پہلی آیتوں میں خدا تعالیٰ نے تین قسم کے لوگوں کا ذکر کیا ہے — اول اُن لوگوں کا جو مذہب سے اپنے تئیں مسلمان کہتے تھے مگر دل سے مسلمان نہ تھے اور اُنکی نسبت فرمایا تھا “من الذین قالوا آمنا بافواہم ولم تو من قلوبہم” — دوسرے یہودیوں کا جو علانیہ اپنے تئیں یہودی کہتے تھے اور آنحضرت صلعم پاس بھی احکام پہنچانے کے بہانہ سے جاسوسی کر نیکو آتے تھے اور اُنکی نسبت فرمایا تھا “من الذین ہادوا سماعون للکذب سماعون لقوم اخرین” — تیسرے عیسائیوں کا جہاں فرمایا ہے “وقفینا علی اثارہم بعیسی ابن مریم” اور پھر فرمایا ہے “ولیحکم اهل الانجیل بما انزل اللہ فیہ” *

اب بحث اسپر ہے کہ اس آیت “وانزلنا الیک کتاب” میں جو یہ الفاظ ہیں کہ “فاحکم بینہم” اور اُسکے بعد کی آیت میں ہے “وان احکم بینہم” تو “ہم” کی ضمیر کن لوگوں کی طرف راجع ہے یعنی “ہم” سے کون لوگ مراد ہیں — اگر اُس سے منافق مراد لیئے جاویں جنکا بیان سب سے اول ہے تو کیا وجہ ہے کہ سچے ایمان والے اس حکم میں کہ قرآن کے بموجب اُنپر حکم کیا جاوے شامل نہوں اور اگر یہودی مراد لیئے جاویں تو کیا وجہ ہے کہ عیسائی اُس میں داخل نہوں اور اگر عیسائی مراد لیئے جاویں جنکا ذکر “اہل الانجیل” کے لفظ سے اس آیت کے بہت قریب آیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ یہودی اُس میں شامل نہوں — اگر یہ تصور کیا جاوے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے بیان سے

سچا کرتی ہی اُس چیز کو جو اُس کے آگے ہی توریت ہے ، اور ہدایت ہی اور نصیحت ہی پر ہیزگاروں کے لیئے (۵۰) اور چاہئے کہ حکم کریں انجیل والہ مطابق اُس کے جو بھیجا ہی اللہ نے اُس میں ، اور جو شخص کہ نہ حکم کرے اُس کے مطابق جو بھیجا ہی اللہ نے تو وہی لوگ ہیں نافرمان (۵۱) اور بھیجی ہی ہم نے تہرے پاس کتاب پر حق سچا بتانی ہی اُس کو جو اُس کے آگے ہی کتاب ہے (یعنی توریت و انجیل سے) اور اُس کی محافظ ، پس تو اُن میں حکم کر مطابق اُس کے جو اتارا ہی اللہ نے اور نہ پہر دی کو اُن کی خواہشوں کی برخلاف اُس کے جو آیا ہی تہرے پاس سچ سے ہر ایک کے لیئے ہم نے تم

میں سے مقرر کی ہی شریعت اور رستہ (۵۲)

جو اس آیت کے اوپر ہوا اور توریت و انجیل کے ذکر کرنے سے ایک مفہوم اہل کتاب کا مستفیض ہوتا ہی اور یہہ ضمہر ، ہم ، کی اہل کتاب کھٹرف راجع ہوتی ہی تو اُس میں بھی کئی دقتیں ہیں — اول یہہ کہ یہہ آیت مخالف ہوتی ہی اُس آیت کے جسمیں یہودیوں کی مخالفت کے فیصلہ کرنے یا نہ کرنے میں آنحضرت صلعم کو اختیار دیا گیا ہی — دوسرے یہہ کہ یہودی و عیسائی بعد نزول قرآن مجید کے مکلف بالایمان تھے نہ مکلف جزئیات احکام کے — تیسرے یہہ کہ ان آیتوں کے اخیر میں خدانے فرمایا ہی ، ”انحکم الجاہلیۃ ینعون“ اور یہودی اور عیسائی شریعت پر جو ماقبل نزول قرآن تھے حکم الجاہلیۃ کا اطلاق نہیں ہو سکتا *

سباق کلام اس طرح پر ہی کہ خدانے فرمایا کہ جن لوگوں کو توریت دی گئی تھی اُنکو کہا گیا تھا کہ اُسکے مطابق حکم کریں اور جنکو انجیل دی گئی تھی اُنکو حکم دیا گیا تھا کہ اُسکے مطابق چلیں اب تجھکو اے پیغمبر یہہ کتاب یعنی قرآن دیا گیا ہی اور جن کو یہہ کتاب دی گئی اُن میں اُس کے مطابق حکم کرنا لازم ہی پس سیاق و سباق عبارت ہے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اُن دونوں آیتوں میں ”ہم“ کی ضمیر اہل ہذا کتاب یعنی مسلمانوں کی طرف راجع ہی خواہ اُنہوں نے سچے دل سے اسلام قبول کیا ہو خواہ ظاہر میں مسلمان کہتے ہوں اور دل سے مسلمان نہوں *

جو لوگ کہ سچے دل سے مسلمان تھے اُنکی نسبت تو کچھ زیادہ کہنی کی حاجت

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ
فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۵۳﴾ وَأَنْ أَحْكَمَ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعِ
أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ
اللَّهُ إِلَيْكَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ
ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ﴿۵۴﴾ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ
يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿۵۵﴾
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ
أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۵۶﴾

نہ تھی مگر جو لوگ صرف ظاہر میں اسلام لائے تھے اور مسلمانوں میں داخل تھے مگر اُن کا
دل اسلام پر مضبوط نہ تھا اور اُن حضرات صلعم کے سامنے اپنی خواہشوں کو ظاہر کرتے تھے
اور اُسی مطابق حکم ہو جانے کی تدبیریں سوچتے تھے اُن کی نسبت کچھ زیادہ کہنا
مذہب تھا اور وہ دو فرقہ تھے ایک نو مسلم اہل کتاب اور دوسرے نو مسلم کفار عرب —
اہل کتاب کو بڑا خیال تھا کہ توریت و انجیل میں خدا کے احکام آچکے اب یہہ کیسے
احکام آتے ہیں جن میں سے کچھ اُن احکام کے مطابق اور کچھ غیر مطابق ہوں — اُن
کی نسبت خدا نے پیغمبر سے فرمایا کہ تو اُن کی خواہشوں پر خیال مت کر اور قرآن کے
مطابق اُن میں حکم کر ہم نے ہر نبی کے لئے (گو کہ سب کا دین واحد ہی) ایک شریعت

اور اگر چاہتا اللہ تو کردیتا تمکو ایک اُمت لیکن چاہتا ہی کہ تمکو آزماوے اُس میں جو تمکو دی ہی، پھر سبقت کرو نہ کی میں اللہ کے پاس تم سب کو جانا ہی پھر بتادینگا تمکو جس میں تم اختلاف کرتے تھے ﴿۵۳﴾ اور یہ کہ حکم کر اُن میں مطابق اُس کے جو بھیجا ہی اللہ نے اور نہ پیروی کر اُن کی خواہشوں کی، اور اُن سے دَر کہ دقت میں نَدالیں تنجھکو بعض اُن حکموں (کے نہ بجا لانے) سے جو بھیجے ہیں اللہ نے تیرے پاس، پھر اگر وہ پھر جاویں تو جان لے کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ چاہتا ہی کہ اُن کو عذاب دے اُن کے بعض گناہوں کے سبب سے اور بے شک لوگوں میں سے اکثر نافرمان ہیں ﴿۵۴﴾ کیا پھر جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں، اور کون ہی اللہ سے بہتر حکم کرنے میں اُن لوگوں کے لیئے جو یقین رکھتے ہیں ﴿۵۵﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت بِنائِ یہود اور نصاریٰ کو دوست بعض اُن کے دوست ہیں بعض کے، اور جو تم میں سے دوستی کرے اُن سے تو بیشک وہ اُنہی میں سے ہی — بے شک اللہ نہیں ہدایت کرتا ظالمین کی قوم کو ﴿۵۶﴾

اور طریقہ مقدر کیا ہی — کفار عرب جو اسلام ہاھر کرتے تھے اُنکی نسبت فرمایا کہ اُن میں بھی قرآن کے مطابق حکم دے اور اُن کی خواہشوں کی پرواہ مت کر بلکہ اُن سے دَر کہ تبھکو دقت میں نَدالیں کیا وہ پھر جاہلیت کے زمانہ کے سے حکم چاہتے ہیں — ان آیتوں پر نظر ڈالئے سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا تعالیٰ نے اُنہی لوگوں کی نسبت قرآن کے احکام کے مطابق حکم کرینیکا حکم دیا ہی جو اسلام میں داخل ہوئے ہوں نہ غیر اہل اسلام کی نسبت — یہ ایک محقق مسئلہ ہی کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے وہ جب تک کہ مسلمان نہیں جزئیات احکام شرع کے مکلف نہیں ہوں بلکہ صرف اسلام لانے پر مکلف ہیں اور اسلام لانے کے بعد جزئیات احکام شرع کے مکلف ہوتے ہیں اور اس لیئے قبل اسلام اُن پر احکام شرع جاری نہیں ہوسکتے •

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ
 نَخْشَى أَنْ تَصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ
 أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُضْبِكُوا عَلَى مَا اسْتَرَوْا فِي أَنْفُسِهِمْ
 تَدْمِينًا ۖ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا
 بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ أَنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتِ أَعْمَالُهُمْ فَاصْبِرُوا
 خُسْرَيْنِ ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ
 فَسَوْفَ يَأْتِيَ اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
 أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ
 لَوْمَةً لَأَنْتُمْ ذَاكَ فَضَّلَ اللَّهُ يَوْتِيَهُ مِنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ
 عَلِيمٌ ۖ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ
 يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۖ وَمَنْ
 يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ
 الْغَالِبُونَ ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا
 دِينَكُمْ هُزُوءًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أَوْتَوْا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ

پھر تو دیکھتا ہی اُن لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہی (یعنی نفاق) گھسے جاتے ہیں اُن مہن کہتے ہیں کہ ہم دُرتے ہیں کہ ہمکو کوئی مصیبت پہونچے، پس قریب ہی کہ اللہ دیوے قَدَح یا کوئی اُڑ شی اپنے پاس سے، پھر وہ ہو جاوینگے اُسبَر جو اُنہوں نے اپنے دلوں میں چھپایا ہی شرمندہ ۵۷ اور کہینگے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں کیا یہہ وہی ہیں جنہوں نے قسم کھائی تھی اللہ کی اپنی سخت تسمیں کہ بے شک وہ تمہارے ساتھ ہیں، نابون ہو گئے اُن کے عمل پھر ہو گئے نقصان اُٹھانے والوں میں ۵۸ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو جو کوئی پھر جارے تم میں سے اپنے دین سے تو جلد بلاوینکا اللہ ایک قوم کو کہ دوست رکھتا ہی اُن کو اور وہ دوست رکھتے ہیں اُس کو متواضع ہیں ایمان والوں کے ساتھ اور سخت گھر ہیں کافروں کے ساتھ، کوشش کریں گے اللہ کی راہ میں اور نہ خوف کوینکے ملامت کرنے والے کی ملامت سے، یہہ ہی فضل اللہ کا دیتا ہی جسکو چاہتا ہی، اور اللہ وسیع نعمت والا ہی جاننے والا ۵۹ اس کے سوا کچھہ نہیں کہ تمہارا دوست اللہ اور اُس کا رسول ہی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں جو پڑھتے، رہتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہی رکوع کرنے والے ہیں ۶۰ اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اُس کے رسول کو اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تو بے شک اللہ کا گرہہ وہی غلبہ پانے والے ہیں ۶۱ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو دوست مت بٹاؤ اُن لوگوں کو جنہوں نے بنایا ہی تمہارے دین کو تھٹھا اور کھول اُن لوگوں میں سے جنکو دی گئی ہی کتاب تمسے پہلے

وَالْكَافِرَ أُولِيًّا ۖ وَاقْرَأِ اللَّهَ أَنْ كُفْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٢٦﴾ ۚ إِذَا
نَاقِمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ آتِخْذُوا مِنْهَا حُزْرًا ۚ وَلَعِبًا ذَلِكُمْ بَانِهِمْ قَوْمٌ
لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٧﴾ قُلْ يَا هَلْ الْكُتُبَ هَلْ تَنْقَمُونَ مِنْهَا إِلَّا أَنْ
أَمِنَّا بِاللَّهِ ۚ وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْنَا وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَإِنْ أَكْثَرَ
كُمْ فَسِقْرُونَ ﴿٢٨﴾ قُلْ هَلْ أَنْبِئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَلِكَ مَثُوبَةً
عِنْدَ اللَّهِ مِنَ لَعْنَةِ اللَّهِ ۚ وَغَضَبِ عَلَيْهِ ۚ وَجَعَلَ مِنْهُمْ
الْقِلَادَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتِ أُولَئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ
عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمِنَّا وَقَدْ
دَخَاوَا بِالْكَفْرِ ۚ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا
يَكْتُمُونَ ﴿٣٠﴾ وَتَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَسَارِعُونَ فِي الْأَثْمِ وَالْعُدْوَانِ
وَأَكْلِهِمُ السَّحْتِ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣١﴾ لَوْلَا يَنْهَاهُمْ
الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْأَثْمَ وَأَكْلِهِمُ السَّحْتِ لَبِئْسَ
مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُوبَةٌ غَلَبَتْ
أَيْدِيهِمْ ۚ وَلَعَنُوا بِمَا قَالُوا ۚ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ

كَيْفَ يَكُونُ وَ لِيُزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أَنْزَلِ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ
طُغْيَانًا وَ كُفْرًا وَ الْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَاءُ إِلَى
يَوْمِ الْقِيَمَةِ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَ يَسْعَوْنَ
فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَ اللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٦٩﴾ وَ أَوَّاهُ
أَهْلَ الْكُتُبِ أَمْنُوا وَ اتَّقُوا لَكُمْفَرْنَا عَنْهُمْ سِيَّئَاتِهِمْ وَ لَا دُخْلَ لَهُمْ
جَنَّتِ النَّعِيمِ وَ أُوْا أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَ الْإِنْجِيلَ وَ
مَا أَنْزَلِ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَا كُلُّوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ
أَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ وَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ﴿٧٠﴾
يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أَنْزَلِ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَ اللَّهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ إِنْ اللَّهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ يَاقُلُ الْكُتُبِ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ
حَتَّى تَقِيُمُوا التَّوْرَةَ وَ الْإِنْجِيلَ وَ مَا أَنْزَلِ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ
وَ لِيُزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أَنْزَلِ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَ
كُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٧٢﴾

جس طرح کہ چاہتا ہی اور البتہ اُن میں سے بہت سوں میں نافرمانی اور وہ چیز زیادہ کردیگی جو تیرے پاس تیرے پروردگار کے پاس سے بھیجی گئی ہی اور ہم اُن میں (یعنی یہودیوں اور عیسائیوں میں) عداوت اور بغض قیامت کے دن تک ڈال دیا ہی جبکہ وہ (مسلمانوں سے) لڑائی کے لئے آگ جلاتے ہیں اللہ اُسکو بھیجا دیتا ہی اور ملک میں فساد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۱۹ اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور پوہیزگاری کرتے تو البتہ ہم متدینے اُن کے گناہ اور بے شک اُن کو داخل کرتے نعمت کی جنت میں اور اگر وہ قائم رکھتے تودیت اور انجیل کو اور جو کچھ کہ بھیجا گیا تھا اُنکے پاس اُن کے پروردگار سے (یعنی اُسکے مطابق عمل کرتے) تو بے شک وہ کھاتے (یعنی نعمتیں) اپنے اوپر سے اور اپنے پانوں کے نیچے سے (یعنی آسمان و زمین سے) اُنمیں سے ایک گروہ ہی ٹھیک راہ پر چلنے والا اور اُن میں سے بہت ہیں کہ برا ہی جو وہ کرتے ہیں ۲۰ اے پیغمبر پہونچا دے (لوگوں میں) جو کچھ کہ بھیجا گیا ہی تیرے پاس تیرے پروردگار سے اور اگر تو وہ کرے تو تو نے اُسکا پیغام نہیں پہونچایا اور اللہ بچاویگا تجھکو آدموں سے بے شک اللہ نہیں ہدایت کرتا کافروں کی قوم کو ۲۱ کہدے اے اہل کتاب تم کسی چیز پر نہیں ہو جب تک کہ تم قائم کرو تودیت کو اور انجیل کو اور جو کچھ کہ تمہارے پاس بھیجا گیا ہی تمہارے پروردگار سے اور البتہ اُن میں سے بہت سوں میں نافرمانی اور کفر کو وہ چیز زیادہ کردیگی جو تیرے پاس تیرے پروردگار سے بھیجی

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادَوْا وَ الصّٰبِئُوْنَ وَ النَّصْرِيَّ مِنْ
 اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
 وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٤٣﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِي اِسْرَآئِيْلَ وَ
 اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمْ رَسُلًا كَلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُهُمْ
 فَرِيْقًا كَذَبُوْا وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَ حَسِبُوْا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ
 فَعَمَّوْا وَ صَمَّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمَّوْا وَ صَمَّوْا كَثِيْرٌ
 مِنْهُمْ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٤٥﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا
 اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يَبْنِيْ
 اِسْرَآئِيْلَ اَعْبُدُوْا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ اِنَّهٗ مِنْ يَشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ
 حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَا وَنَّه النَّارَ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ
 اَنْصَارٍ ﴿٤٦﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثَةٌ وَ مَا
 مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدٌ وَ اِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ
 الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤٧﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ
 وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهُ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤٨﴾

بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو یہودی ہیں اور صابئی اور عیسائی جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور اخیر دین پر اور عمل کرے اچھے تو اُن پر کچھ خرابی نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ ۷۳ بے شک ہم نے عہد لیا بنی اسرائیل سے اور ہم نے اُن کے پاس رسول بھیجے جب اُن کے پاس کوئی رسول آیا اُس کے ساتھ جسکو اُن کے نفس نہیں چاہتے تھے تو کسیکو وہ جھٹلاتے تھے اور کسیکو مار ڈالتے تھے ۷۴ اور انہوں نے گمان کیا کہ کچھ برائی نہ ہوگی پھر وہ اندھے ہوئے اور بہرے ہوئے پھر معاف کیا اُنکو اللہ نے پھر اُن میں سے بہت سے اندھے ہوئے اور بہرے ہوئے اور اللہ دیکھنے والا ہی جو کچھ کہہ دے کرتے ہیں ۷۵ بے شک وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ وہی مسیح ہی مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل بغدگی کرو اللہ کی وہی مہرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہی بے شک جس شخص نے شرک کیا اللہ کے ساتھ تو بے شک حرام کی اللہ نے اُس پر جنت اور اُس کی جگہ ہی آگ اور ظالموں کے لئے کوئی مدد کرنے والا نہیں ۷۶ بے شک کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ تین میں کا تیسرا ہی، اور نہیں ہی کوئی معبود بجز خداے واحد کے اور اگر وہ نہ باز آویں اُس سے جو وہ کہتے ہیں تو البتہ چمٹے گا اُن لوگوں کو اُن میں سے جو کافر ہوئے عذاب دکھ دینے والا ۷۷ کیا معافی نہیں چاہتے اللہ سے اور بخشش نہیں مانگتے اُس سے اور اللہ بخشنے والا ہی رحم والا ۷۸

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
 الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صَدِيقَةٌ كَانَا يَأْكُلِي الطَّعَامَ أَنْظُرْ كَيْفَ
 تُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْظِرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴿٢٤﴾ قُلْ اتَّبِعُونِ
 مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَكُمْ بِهِ حِرَاءٌ وَلَا نَفْعٌ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ
 الْعَلِيمُ ﴿٢٥﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ
 وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَاضْلُوا كَثِيرًا
 وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٢٦﴾ لَعْنُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي
 إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا
 عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٢٧﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ
 لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٢٨﴾ تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَقُولُونَ الَّذِينَ
 كَفَرُوا أَتَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
 وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
 وَالنَّبِيِّ وَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا هُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ كَثِيرًا
 مِنْهُمْ فَسِقُونَ ﴿٣٠﴾ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا

نہیں ہی مسیح مریم کا بھتا مگر ایک رسول بے شک گذرے ہیں اُس سے پہلے بہت سے رسول اور اُس کی ماں سچے دل سے خدا کی مانگنے والی ہی وہ دونوں کہاتے تھے اُٹھانا دیکھ کر کس طرح ہم اُن کے لیئے بیان کرتے ہیں نشانیاں پھر دیکھ کہاں سے وہ پلٹائے جاتے ہیں ﴿۷۹﴾

کہدے کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اُس کی جو نہیں قدرت رکھتا تمہارے لیئے کسی ضرور کی اور نہ کسی نفع کی اور اللہ وہی سزا دہی جاننے والا ﴿۸۰﴾ کہدے اے اہل کتاب زیادتی مت کرو اپنے دین میں ناحق اور پیروی مت کرو ایسی قوم کی خواہشوں کی جو بے شک گمراہ ہوئی اس سے پہلے اور گمراہ کیا بہتوں کو اور گمراہ ہوئے سیدھے رستہ سے ﴿۸۱﴾

لعنت کی گئی ہی اُن لوگوں پر جو بنی اسرائیل میں سے کافر ہوئے داؤد اور عیسیٰ مریم کے بیٹے کی زبان سے یہہ اسمیئے کہ اُنہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہ تھے بڑے کام سے جو وہ کرتے تھے البتہ برا تھا جو وہ کرتے تھے ﴿۸۲﴾ تو دیکھتا ہی اُن میں سے بہتوں کو کہ دوستی کرتے ہیں اُن لوگوں سے جو کافر ہیں البتہ برا ہی جو اُن کے لیئے آگے بھیج دیا ہی اُن کے نفسوں نے کہ غصے ہو اللہ اُن پر اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں ﴿۸۳﴾ اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ پر اور اُس نبی (یعنی آنحضرت صلع) پر اور اُس پر جو بھیجا گیا ہی اُس کے پاس تو نہ بناتے اُنکو دوست لیکن اُن میں سے بہت سے فاسق ہیں ﴿۸۴﴾ البتہ تو چاہیگا سب لوگوں سے زیادہ دشمنی میں اُن لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں

الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةَ لِلَّذِينَ
 آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي ذَلِكَ بَأَنَّ مِنْهُمْ قِسِيَسِينَ وَ
 رَهَبَانًا وَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٥﴾ وَإِنَّا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ
 إِلَى الرَّسُولِ نَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا
 مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّمَا فَكْتَبْنَا مَعَ الشَّهِيدِينَ ﴿٨٦﴾ وَ مَا
 لَنَا لَنُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَ مَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَ نَطْمَعُ أَنْ
 يُدْخِلَنَا رَبَّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٧﴾ فَاتَّبَعَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا
 جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَ ذَلِكَ جَزَاءُ
 الْمُحْسِنِينَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ
 الْجَحِيمِ ﴿٨٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكْذِبُوا طَيِّبَتِ مَا
 أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٩﴾
 وَ كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ
 مُؤْمِنُونَ ﴿٩٠﴾ لَا يُوَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَ لَكِنْ
 يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْإِيمَانَ

یہودیوں کو اور اُن لوگوں کو جو مشرک ہیں اور البتہ تو پادریکا اُن سب سے زیادہ نزدیک دوستی میں اُن لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اُن لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ بے شک + ہم نصاریٰ ہیں یہہ اسلیئے کہ اُن میں عالم اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے ﴿۸۵﴾ اور جس وقت کہ سنتے ہیں جو بھیجتا گیا ہی اس رسول کے پاس تو تو دیکھتا ہی کہ اُن کی آنکھیں دَبَدَبَا آئی ہیں آنسوؤں سے بہ سبب اس کے کہ جان لیا اُنہوں نے سچ کو، کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے پھر ہمکو لکھ لے شاہدوں کے ساتھ ﴿۸۶﴾ اور کیا ہی ہمکو کہ ہم ایمان نہ لاریں اللہ پر اور اُس پر جو ہمارے پاس آیا ہی سچ، اور کیوں ہم طمع نکریں کہ داخل کرے ہمکو ہمارا پروردگار نیک لوگوں کے ساتھ ﴿۸۷﴾ پھر اُن کو بدلا دیا اللہ نے اُس کا جو کہتے تھے جنتیں بہتی ہیں اُس کے نیچے نہیں ہمیشہ رہینگے اُس میں یہہ ہی بدلا نیک کام کرنے والوں کا، اور جو لوگ کافر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانیاں کو وہ لوگ ہیں جہنم میں رہنے والے ﴿۸۸﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت حرام کرلو پاکیزہ چیزوں کو جو حلال کیا ہی خدا نے تمہارے لیئے اور زیادتی مت کرو، بے شک اللہ نہیں دوست رکھتا زیادتی کرنے والوں کو ﴿۸۹﴾ اور کھاؤ جو کچھ کہ دیا ہی تمکو اللہ نے حلال اور پاکیزہ اور درو اللہ سے جس پر کہ تم ایمان لائے ہو ﴿۹۰﴾ نہیں عذاب دیگا تمکو اللہ مبیغیر قصد کے تمہارے قسم کھالینے میں لیکن عذاب دیگا تمکو اُن قسموں پر جو تم نے باندھی ہوں

+ نصر نصرۃ علی مدۃ نصر امانۃ الیہ والاسم النصرۃ والنصر المبین مثل الناصر و جمعۃ انصار

کشریف و اشراف و انصاری جمع نصران و نصرانۃ کالندامہ جمع ندمان رند مائتہ (جواہر القرآن) -

فَكَفَّارَتُهُ أَطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا قِطَعُمُونَ
أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ إِيمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ
كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٩١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ
عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ﴿٩٢﴾ إِنَّمَا يَرِيدُ الشَّيْطَانُ
أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ
وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ
فَاعْلَمُوا أَنَّمَا رَسُولُنَا بَلَّغُ الْمُبِينِ ﴿٩٣﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا
وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا
وَاحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
لِيَبْلُوَنَّكُمْ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالَهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

پھر (اگر توڑ دو تو) اُس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہی اوسط درجہ کا کھانا جو تم اپنے کنبہ کو کھلاتے ہو یا (دس مسکینوں کو) کپڑے بٹا دیغا یا ایک بردہ کا آزاد کرنا اور جسکو یہہ میسر نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھتے ہیں، یہہ کفارہ ہی تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ (اور توڑ دو) اور حفاظت کرو اپنی قسموں کی، اسطرح پر تمہارے لیئے خدا اپنی نشانیوں کو بیان کرتا ہی تاکہ تم شکوہ نہ کرو ﴿۹۱﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اس کے سوا کچھ نہیں کہ شراب (پیئیں) اور جوا (کھیلنا) اور استہانوں کو (پوجنا) اور فال کے تیروں سے (فال نکالنا) ناپاک (کام) ہی شیطان کے کاموں میں سے اُس سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۹۲﴾ اس کے سوا اُڑ کچھ نہیں کہ شیطان چاہتا ہی کہ تم میں عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے سبب سے قاتلے اور تمکو اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے، پھر کیا تم اُس سے رک رہنے والے ہو، اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو پیغمبر کی اور ترو پھر اگر تم پھر گئے تو جان لو کہ ہمارے پیغمبر پر (احکام) صریح پہونچانے کے سوا اُڑ کچھ نہیں ﴿۹۳﴾ اُن لوگوں پر جو ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کیئے ہیں اسبات میں کہ وہ (اس سے پہلے) کھا پی چکے ہیں کچھ گناہ نہیں جبکہ اُنہوں نے پڑھیزگاری کی اور اچھے عمل کیئے پھر پڑھیزگاری کی اور ایمان لائے پھر پڑھیزگاری اور نیک کام کیئے، اور اللہ دوست رکھتا ہی نیک کام کرنے والوں کو ﴿۹۴﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اللہ تمکو شکار کرنے میں ایک چیز سے

آزمائیکا جس تک تمہارے ہاتھ یا تمہارے تیر پہونچیں

فَكَفَّارَتُهُ أَطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا قِطَعْتُمْ مِنْ
أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ إِيمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ
كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٩١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ
عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ﴿٩٢﴾ إِنَّمَا يَرِيدُ الشَّيْطَانُ
أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ
فَاعْلَمُوا أَنَّمَا رَسُولُنَا بَلَّغُ الْمُبِينِ ﴿٩٣﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا
وَأَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا
وَأَحْسِنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا لِيَبْدُلَنَّ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالَهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

پھر (اگر توڑ دو تو) اُس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہی اوسط درجہ کا کھانا جو تم اپنے کنبہ کو کھلاتے ہو یا (دس مسکینوں کو) کپڑے بٹا دینا یا ایک بردہ کا آزاد کرنا اور جسکو یہہ میسر نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھتے ہیں، یہہ کفارہ ہی تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ (اور توڑ دو) اور حفاظت کرو اپنی قسموں کی، اسطرح پر تمہارے لیئے خدا اپنی نشانیوں کو بیان کرتا ہی تاکہ تم شکر کرو ﴿۹۱﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اس کے سوا کچھ نہیں کہ شراب (پیئیں) اور جوا (کھیلنا) اور استہانوںکو (پوجنا) اور فال کے تیروں سے (فال نکالنا) ناپاک (کام) ہی شیطان کے کاموں میں سے اُس سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۹۲﴾ اس کے سوا اُڑ کچھ نہیں کہ شیطان چاہتا ہی کہ تم میں عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے سبب سے ڈالے اور تمکو اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے، پھر کیا تم اُس سے رک رہنے والے ہو، اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو پیغمبر کی اور تَر پھر اگر تم پھر گئے تو جان لو کہ ہمارے پیغمبر پر (احکام) صریح پہونچانے کے سوا اُڑ کچھ نہیں ﴿۹۳﴾ اُن لوگوں پر جو ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کیئے ہیں اسبات میں کہ وہ (اس سے پہلے) کھا پی چکے ہیں کچھ گناہ نہیں جبکہ اُنہوں نے پڑھیزگاری کی اور اچھے عمل کیئے پھر پڑھیزگاری کی اور ایمان لائے پھر پڑھیزگاری اور نیک کام کیئے، اور اللہ دوست رکھتا ہی نیک کام کرنے والوں کو ﴿۹۴﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اللہ تمکو شکار کرنے میں ایک چہز سے

آزمایا جس تک تمہارے ہاتھ یا تمہارے تیر پہونچیں

لَيَعْلَمَ اللَّهُ مِنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ أَنْتُمْ
حُرْمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنْ
النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدَلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بُلُغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ
طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلٌ ذَلِكَ صِيَامًا لِيَذَرَكَ وَ بَالِ أَمْرَةٍ
عَفَا اللَّهُ عَنْهَا سَلِفًا وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمِ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ
ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤٩﴾ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهُ مَتَاعًا لَكُمْ
وَ تِلْكَ لِسِيرَةٍ وَ حُرْمٌ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرْمًا وَ اتَّقُوا
اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٥٠﴾ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ
الْحَرَامَ قِيَمًا لِلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقُلَاقِ
ذَلِكَ لَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ
وَ أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ أَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَ
أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥١﴾ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَاغُ وَ اللَّهُ يَعْلَمُ
مَا تَكْتُمُونَ وَ مَا تَكْتُمُونَ ﴿٥٢﴾ قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ

تاکہ جان لے اللہ کہ کون بن دیکھے اُس سے قرتا ہی پھر جسنے کہ اس کے بعد زیادتہ کی تو اُسکے لیئے عذاب ہی دکھے دینے والا ﴿۹۵﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت مارو شکار کو جب تم احرام باندھے ہو اور جس نے تم میں سے جان بوجہ کر اُسکو مارا تو بدلا دے اُسی کی مانند جو مارا ہی چوپایہ جانوروں میں سے جو قربانی کے لیئے کعبہ میں پہونچنے والے ہوں ، تم میں سے دو منصف آدمی اُس کے برابر ہونیکا حکم کر دیں ، یا اُسکا کفارہ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہی یا اُسکی برابر روزے رکھنے تاکہ چکھ لے وبال اپنے کام کا معاف کیا اللہ نے جو کچھ پہلے ہوچکا اور جس نے پھر کیا تو بدلا لیونکا اللہ اُس سے اور اللہ غالب ہی بدلا لیئے والا ﴿۹۶﴾ حلال کیا گیا ہی تمہارے لیئے دریا کا شکار اور اُس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدہ کے لیئے اور تم پر حرام کیا گیا ہی جنگل کا شکار جب تک کہ تم احرام باندھے ہو اور دُور اللہ سے جس پاس تم اکٹھے ہوکر جاؤ گے ﴿۹۷﴾ بنایا ہی اللہ نے کعبہ کو جو بزرگ گھر ہی لوگوں کے لیئے امن سے رہنے کو اور بزرگ مہینے کو اور قربانی کے جانوروں اور گلے میں پٹا ڈالے ہوئے جانوروں کو ، یہہ اسلیئے تاکہ تم جان لو کہ بیشک اللہ جانتا ہی جو کچھ آسمانوں میں ہی اور جو کچھ زمین میں ہی ، اور بے شک اللہ ہر چیز کو جانتے والا ہی ، جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہی اور بے شک اللہ بخشنے والا ہی مہربان ﴿۹۸﴾ پیغمبر پر بجز حکم پہونچا دینے کے اور کچھ نہیں ہی اور اللہ جانتا ہی جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو ﴿۹۹﴾ کہدے اے پیغمبر کہ برابر نہیں ہی ناپاک

وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا وَلِيَّ
الْاَبَابِ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ﴿١٠٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا
عَنْ أَشْيَاءٍ إِن تَبَدَّلَ لَكُمْ تَشَوْكُمْ وَاِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنْزَلُ
الْقُرْآنُ تَبَدَّلَ لَكُمْ عَفَىٰ اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ قَدْ
سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ﴿١٠٦﴾ مَا جَعَلَ
اللَّهُ مِنْ بَكْیَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيَّةٍ وَلَا حَامٍ وَلَكِنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَ أَكْثَرُ هُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٧﴾
وَ إِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ
قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا
يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٠٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ
أَنفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ
جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
شَهَادَةٌ بَيْنَكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمْ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ
ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِّن غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ

اور پاک اور اگرچہ تجھ کو تعجب میں ڈالے زیادتی ناپاک کی، پھر قرۃ اللہ سے اے عقل والوں تاکہ تم فلاح پاؤ (۱۰۰) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت سوال کرو اُن چیزوں سے کہ اگر تمہارے لیئے کھول دی جائیں تو تم کو بڑی لگیں اور اگر تم اُن سے سوال کرو گے قرآن نازل کیئے جانے کے وقت میں تو تمہارے لیئے کھول دی جائیگی، معاف کیا اللہ نے اُس سے اور اللہ بخشنے والا ہی تحصیل والا، بے شک اُن (چیزوں) سے سوال کیا تھا ایک قوم نے تم سے پہلے پھر اُنہی سے کافر ہو گئی (۱۰۱) اللہ نے (حرام) نہیں کیا کان پھارے ہوئے اونٹ کو اور نہ ساند کو اور نہ اُس بکری کو جو بکرے کے ساتھ پیدا ہوئی ہو اور نہ دس بچے جنی ہوئی اونٹنی کو، ولیکن اُن لوگوں نے جو کافر ہیں اللہ پر جھوٹ بہتان باندھا ہی اور اُن میں کے اکثر نہیں سمجھتے (۱۰۲) اور جب اُنکو کہا جانا ہی آؤ اُسکی طرف جو اللہ نے بھیجا ہی اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں کہ ہمکو وہی کافی ہی جسپر ہم نے اپنے باپوں کو پایا ہی کیا جب بھی کہ اُنکے باپ کچھ نہیں جانتے تھے اور نہ اُنہوں نے ہدایت پائی تھی (۱۰۳) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو تم اپنی آپ خبرداری کرو، نہ نقصان پہونچاویگا تمکو کوئی شخص جو گمراہ ہوا ہو جبکہ تم نے ہدایت پائی، اللہ کے پاس تم سب کو پھر جانا ہی پھر بتا دیگا تمکو جو کچھ کہ تم کرتے تھے (۱۰۴) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو تمہارے باہم گمراہ ہونے چاہیئیں جب تم میں سے کسیکو وصیت کرتے وقت موت آ موجود ہو تو تم میں سے دو معتمد شخص گمراہ ہوں یا اور دو ہوں غہروں میں سے اگر تم سفر

فِي الْأَرْضِ فَاصْبِرْ لِمَصِيبَةٍ مِّمَّا تَعْذِّبُوهُمَا مِنْ بَعْدِ
 الصَّلَاةِ فَيَقْسَمِينَ بِاللَّهِ أَنْ أَرْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ
 كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا أَنْ أَلَمْنَا الْآثِمِينَ ﴿١٠٥﴾
 فَإِنْ عَذَّرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا فَآخَرَانِ يَقُولُ مِمَّا مَقَامَهُمَا
 مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأُولَانِ فَيَقْسَمِينَ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا
 أَحَقُّ مِنْ شَهَدَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا أَلَمْنَا الظَّالِمِينَ ﴿١٠٦﴾
 ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ
 آيَمَانُ بَعْدَ آيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
 الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٠٧﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا
 أَجَبْتُمْ قَالَوْا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عِلْمُ الْغُيُوبِ ﴿١٠٨﴾ إِنْ قَالَ
 اللَّهُ يَعْيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ ائْتِي عَلَىٰ نَجْمٍ أَوْ عَلَىٰ سَحَابٍ

﴿۱۰۶﴾ (اِنْ قَالَ اللہ) اس مقام سے خدا تعالیٰ نے اُن واقعات میں سے جو حضرت
 عیسیٰ پر بچپنے اور جوانی کے زمانہ میں گذرے تھے چند واقعات کا جنکا بیان سورۃ آل عمران
 میں بھی ہو چکا ہے بطور اپنے احسان اور اپنی نعمت کے بیان کرنا شروع کیا ہے —
 بچپنے کی حالت کو یاد دلایا ہے پھر نو عمری کے زمانہ کو یاد دلایا ہے پھر نبوت کے زمانہ
 کو یاد دلایا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اس طرح کا طرز کلام نہایت دلچسپ اور محبت
 سے بھرا ہوا ہوتا ہے — ایک اعلیٰ درجہ کے شخص کو اُسکے بچپنے کی بھولی بھولی

ملک میں کرتے ہو اور تمکو پہونچتی مصیبت موت کی (اور جب اُن کی گواہی لینی ہو) تو اُن کو تھہرا رکھو نماز کے بعد تک پہرہ وہ قسم کھادیں اللہ کی اگر تم اُن پر شک کرتے ہو۔ کہ ہم نہ لیوینگے اُس کے بدلے مول اور اگرچہ قرابت مند ہی ہو اور ہم نہ چہارینگے اللہ کی (مقرر کی ہوئی) گواہی کو بے شک ہم اُس وقت (جب کہ گواہی کے بدلے مول لیں یا گواہی کو چہیادیں) گنہگاروں میں سے ہونگے ﴿۱۰۵﴾ پھر اگر کھل جاوے کہ اُن دونوں نے گناہ حاصل کیا ہے (یعنی رشوت لیکر گواہی دی ہے یا گواہی کو چہپایا ہے) تو اُن کی جگہ دوسرے دو گواہ (گواہی دینے کو) اُن لوگوں کی طرف سے کھڑے ہو جاویں جن کو ضرر پہونچنا کر پہلے دو گواہ گناہ کے مستحق ہوئے پھر یہہ دونوں گواہ اللہ کی قسم کھادیں کہ ہماری گواہی اُن کی گواہی سے زیادہ تر حق ہے اور ہم نے کچھ زیادتی نہیں کی ہے بے شک جب ہم نے ایسا کیا تو ہم ظالموں میں سے ہونگے ﴿۱۰۶﴾ جس طرح پر کہ گواہی دینی چاہیئے یہہ طریقہ بہتر ہے گواہی دلوانے کا، یا وہ ڈرینگے (یعنی پہلے گواہ) کہ رد کی جاوینگی اُن کی قسمیں اُن کی قسمیں کھانے کے بعد، اور دَرُو اللہ سے اور اُس کے کہے کو مانوں اللہ ہدایت نہیں کرتا نافرمان لوگوں کو ﴿۱۰۷﴾ جسدر کہ اللہ اکھٹا کریگا پیغمبروں کو تو کہے گا کہ تم کس طرح پر مانے گئے (یعنی سچے دل سے لوگوں نے تمکو مانا یا کس طرح) تو وہ کہینگے کہ ہمکو کچھ علم نہیں ہے بے شک تو ہی غیب کی بات کا جاننے والا ہے ﴿۱۰۸﴾ جب کہے گا اللہ عیسیٰ مریم کے بیٹے کو یاد کو میری نعمتوں کو جو تجھ پر اور تھری ما پر ہوئیں

باتیں یاد دلائی جاتی ہیں اور پھر اُن کمالوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو اُس نے حاصل کیا ہے۔ ان دونوں زمانوں کی باتیں ملکر نہایت دلچسپ اور پُر اثر ہو جاتی ہیں اسطرح خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے دونوں زمانوں کی باتوں کو یاد دلایا ہے اور یوں فرمایا ہے کہ تو اُس بات کو یاد کر جبکہ میں نے روح القدس سے تھری مدد کی۔ تو اُس بات کو یاد کر جبکہ تو نے بچپن میں گفتگو کی۔ تو اُس بات کو یاد کر جبکہ میں نے تجھکو کتاب اور حکمت سکھائی۔ تو اُس وقت کو یاد کر جبکہ تو مٹی سے جانوروں کی صورتیں

اِنْ اَیَّدَتَكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهَلًا ﴿۱۰۹﴾

بناتا تھا اور اُن میں پھونکتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاوے گی — تو اُسوقت کو یاد کر جب کہ تو اندھوں اور کورہیوں کو اچھا کرتا تھا — تو اُسوقت کو یاد کر جبکہ تو مرتی کو زندہ کرتا تھا — تو اُس وقت کو یاد کر جبکہ میں نے تجھکو بنی اسرائیل سے بچایا — اُسوقت کو یاد کر جبکہ میں نے حواریوں کے دلمیں ڈالا کہ مجھے پڑ اور تجھے پڑ ایمان لادیں — تو اُسوقت کو یاد کر جبکہ تجھے حراریں نے آسمان پڑ سے رزق اُترنے کی درخواست کی — تو اُسوقت کو بھی یاد رکھ جبکہ میں تجھکو اُس شرک کے الزام سے جو تیری اُمت نے تجھے پڑ دھرا ہی بری کرونگا — ان باتوں کے سوا سورۃ آل عمران میں ایک اور بات بھی بیان ہوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی نشانی (یعنی احکام) لیکر آیا ہوں اور یہ بھی کہا کہ میں تمکو بتاؤنگا کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو *

یہ سب بارہ باتیں ہیں جن کو ہم ایک سلسلہ میں جمع کر کے ہر ایک کا اس ترتیب سے جدا جدا بیان کریں گے — اول تکلم فی المہد — دوم خلق طیر — سوم تائید روح القدس — چہارم تعلیم کتاب و حکمت — پنجم خدا کی نشانی کا لانا — ششم حواریوں کے دلمیں ایمان کا ڈالنا — ہفتم اندھوں اور کورہیوں کو چنگا کرنا — ہشتم موتی کو زندہ کرنا — نہم اخبار عن الغیب — دہم نزول مائدہ — یاز دہم بنی اسرائیل سے بچانا — ہواز دہم برأت عن المشرکین *

اول — تکلم فی المہد

اس امر کی نسبت خدا تعالیٰ نے سورۃ آل عمران میں فرمایا ہے — ویکلم الناس فی المہد وکھلا — اور سورۃ مائدہ میں فرمایا ہے — تکلم الناس فی المہد و کھلا — اور سورۃ مریم میں فرمایا ہے — فاشارت الیہ قالوا کیف تکلم من کان فی المہد صبیا قال انی عبد اللہ اتانی الکتاب و جعلنی نبیا *

ان آیتوں میں صرف لفظ مہد کا ہی جس پر بحث ہو سکتی ہے مگر مہد سے صرف صغر سنی کا زمانہ مراد ہی نہ وہ زمانہ جس میں کوئی بچا بمقتضای قانون قدرت کلام نہیں کر سکتا اس مضمون پر ہم ابھی سورۃ آل عمران میں بحث کرچکے ہیں (دیکھو صفحہ ۳۶ و ۳۷) *

جب کہ میں نے روح قدس سے تہذیبی تائید کی ، کلام کرتا تھا تو آدمیوں سے گہوارہ میں
(یعنی بچپن میں) اور بڑاپے میں (۱۰۹)

دوم — خالق طائر

یہہ اُس حالت کا ذکر ہی جبکہ حضرت عیسیٰ بچے تھے اور بچپن کے زمانہ میں
بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے اُسکی نسبت خدا نے سورہ آل عمران میں حضرت عیسیٰ کی
زبان سے یوں فرمایا ہی کہ - اُنہی اخلق لکم من الطین کھینٹا الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا
باذن اللہ - اور سورہ مائدہ میں یوں فرمایا ہی - و اذ تَخْلُقُ مِنَ الطین کھینٹا الطیر باذنی
فَنفُخُ فیہا فَنکون طیرا باذنی *

سورہ آل عمران میں یہہ مضمون حضرت عیسیٰ کی زبان سے متکلم کے صیغوں میں
بیان ہوا ہی اور سورہ مائدہ میں خدا کی طرف سے مخاطب کے صیغوں میں - مگر سورہ
آل عمران میں اس آیت سے پہلے یہہ آیت ہی کہ اُنہی قد جئتمک با یة من ربکم - اور اُس
کی نسبت ہم نے ثابت کیا ہی کہ وہ سوال کے جواب میں ہی اُسی سیاق پر یہہ آیت ہی
اور سوال کے جواب میں واقع ہوئی ہی تقدیر کلام کی یہہ ہی کہ کسی شخص نے حضرت
عیسیٰ کو مٹی سے جانوروں کی صورتوں بناتے دیکھ کر پوچھا کہ - ما تفعل ؟ قال مسجیبالہ
بانی اخلق لکم من الطین کھینٹا الطیر الخ ، تاریخ سے بھی پایا جاتا ہی کہ جانوروں کی
صورتیں بنانے کی نسبت لوگوں نے حضرت عیسیٰ سے سوال بھی کیا تھا جیسا کہ ہم آگے
بیان کریں گے *

اب اس پر بحث یہہ ہی کہ کیا درحقیقت یہہ کوئی معجزہ تھا اور کیا درحقیقت
قرآن مجید سے اُن مٹی کے جانوروں کا جاندار ہو جانا اور اُن نے لکنا ثابت ہوتا ہی ؟ تمام
مفسرین اور علماء اسلام کا جواب یہہ ہی کہ ہاں - مگر ہمارا جواب ہی کہ نہیں - بشرطیکہ
دل و دماغ کو اُن خیالات سے جو قرآن مجید پر غور کرنے اور قرآن مجید کا مطلب سمجھنے
سے پہلے عیسائیوں کی صحیح و غلط روایات کی تقلید سے بیٹھا لیئے ہوں خالی کر کے نفس
قرآن مجید پر بنظر تحقیق غور کیا جاوے *

سورہ آل عمران میں جو یہہ الفاظ ہیں کہ ، اُنہی اخلق لکم من الطین کھینٹا الطیر
فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ ، اس کے معنی یہہ ہیں کہ میں مٹی سے پرندوں کی صورتیں
بناتا ہوں پھر اُن میں پھونکوں گا تاکہ وہ اللہ کے حکم سے پرند ہو جائیں - یہہ بات حضرت
عیسیٰ نے سوال کے جواب میں کہی تھی مگر اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ پھونکنے کے بعد

وَ اِنْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرَةَ وَ الْاِنْجِيلَ

درحقیقت وہ پرندوں کی مورتیں جو مٹی سے بناتے تھے جاندار ہو بھی جاتی تھیں اور اُنے بھی لگتی تھیں *

”فیکون“ پر جو (ف) ہی وہ عاطفہ تو ہو نہیں سکتی کیونکہ اگر وہ عاطفہ ہو تو ”یکون طیراً“ اُن کی خبر ہوگی اور اُسکا عطف ”اخلق“ پر ہوگا اور ”یکون طیراً“ میں ”یکون“ صیغہ متکلم کا نہیں ہی اور نہ اُس کلام میں کوئی ضمیر اس طرح پر واقع ہوئی ہی کہ اسم اُن کی طرف راجع ہو سکے اسلیئے ”یکون طیراً“ نحو کے قاعدہ کے مطابق یا یوں کہو کہ بموجب متحاورہ زبان عرب کے کسی طرح اُن کی خبر نہیں ہو سکتا اور ”فیکون“ کی (ف) عاطفہ قرار نہیں پاسکتی - اب ضرور ہی کہ وہ (ف) تفریع کی ہو اور پیونکے میں اور اُن مورتوں کے پرند ہو جانے میں گو کہ درحقیقت کوئی سبب حقیقی یا مجازی یا ذہنی یا خارجی نہ ہو مگر ممکن ہی کہ متکلم نے اُن میں ایسا تعلق سمجھا ہو کہ اُس کو متفرع اور متفرع علیہ کی صورت میں یا سبب اور مسبب کی صورت میں بیان کرے جہاں کلم مجازات کی بحث نحو کی کتابوں میں لکھی ہی اُس میں صاف بیان کیا ہی کہ کلم مجازات سے یہہ مراد نہیں ہوتی کہ درحقیقت وہ ایک امر کو دوسرے امر کا حقیقی سبب گردیتے ہیں بلکہ متکلم اُس طرح پر خیال کرتا ہی اور اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ پہلا امر دوسرے امر کا حقیقی یا خارجی یا ذہنی سبب ہو - مگر صرف اس طرح کے بیان سے امر متفرع یا مسبب کا وقوع ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ کسی اور دلیل سے نہ ثابت ہو کہ وہ امر فی الحقیقت وقوع میں بھی آیا تھا - اور جستدر الفاظ قرآن مجید کے ہیں اُن میں یہہ بیان نہیں ہوا ہی کہ وہ پرندوں کی مٹی کی مورتیں درحقیقت جاندار اور پرند ہو بھی جاتی تھیں *

حضرت عیسیٰ کے زمانہ طفولیت کے حالات بہت کم لکھے گئے ہیں چاروں انجیلیں جو اس زمانہ میں معتبر گنی جاتی ہیں اُن میں زمانہ طفولیت کے کچھ حالات نہیں ہیں یہہ بات تو ممکن نہیں ہی کہ اُن کے زمانہ طفولیت کے کچھ حالات ہوں ہی نہیں مگر کسیکو اُن کے لکھنے پر رغبت ہونیکی کوئی وجہ نہ تھی *

حضرت عیسیٰ کے انتقال کے بہت زمانہ بعد بعض قدیم عیسائی مورخوں نے اُن کے حالات زمانہ طفولیت کے لکھنے پر کوشش کی ہی اور اس وقت ہمکو دو کتابیں انجیل طفولیت کے نام سے دستیاب ہوتی ہیں جنکو حال کے عیسائیوں نے نامعتمد کتابوں میں داخل

اور جب کہ میں نے سکھائی تجھکو کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل

کیا ہی بہر حال اُن کتابوں کی روایتوں کو بھی بہت لوگ تسلیم کرتے تھے اور لوگوں میں مشہور تھیں اُن دونوں کتابوں میں خلق طہر کا قصہ اُن معمولی مبالغہ آمیز باتوں اور کرامتوں کے ساتھ جو ایسے بزرگوں کی تاریخ لکھنے میں خواہ نخواستہ ملادی جاتی اہیں لکھا ہوا ہی — یہہ دونوں کتابیں انجیل اول طفولیت اور انجیل دوم طفولیت کے نام سے مشہور ہیں *

انجیل اول طفولیت دوسری صدی عیسوی میں ناسٹکس کے ہاں جرعیسائیوں کا ایک فرقہ ہی مروج اور مسلم تھی اور ازمئہ مابعد میں بھی اُسکے اکثر بیانات پر اکثر مشہور عیسائی عالم مثل یوسیبیس و اتھاناسیوس و ایپی فیئیس و گرائی ساسٹم وغیرہ اعتقاد رکھتے تھے کو بیس دی کیسٹوڈ ایک انجیل طلسمن کا ذکر کرنا ہی کہ ایشیا و ایفریقہ کے اکثر گرجاؤں میں پڑھی جاتی تھی اور اُسی پر لوگوں کے اعتقاد کا دار و مدار تھا — فیڈریشیس کے نزدیک وہ یہی انجیل تھی *

انجیل دوم طفولیت اصل یونانی قلمی نسخہ سے ترجمہ کی گئی ہی جو کتب خانہ شاہ فرانس میں دستیاب ہوا تھا — یہہ طلسمن کی طرف منسوب ہی اور ابتداءً انجیل مریم کے شامل خیال کی گئی ہی *

انجیل اول میں یہہ قصہ اسطرح پر لکھا ہی — اور جبکہ حضرت عیسیٰ کی عمر سات برس کی تھی وہ ایک روز اپنے ہم عمر رفیقوں کے ساتھ تھے جو کھیل رہے تھے اور مٹی کی مختلف صورتیں یعنی گدھے بیل چڑیاں اور اُڑ مورتیں بنا رہے تھے *

ہر شخص اپنی کاریگری کی تعریف کرتا تھا اور اُڑوں پر سبقت لیجانے کی کوشش کرتا تھا *

تب حضرت عیسیٰ نے لڑکوں سے کہا کہ میں ان مورتوں کو جو میں نے بنائی ہیں چلنے کا حکم دوں گا *

اور فی الفور وہ حرکت کرنے لگیں اور جب اُنہوں نے اُن کو واپس آنے کا حکم دیا تو وہ واپس آئیں *

اُنہوں نے پوندوں اور چڑیوں کی مورتیں بھی بنائی تھیں اور جب اُن کو اُڑنے کا حکم دیا تو وہ اُڑنے لگیں اور جب اُنہوں نے اُنکو تھہر جانے کا حکم دیا تو وہ تھہر گئیں اور اگر وہ

وَإِنْ تَخَلَّقُوا مِنَ الطَّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفَخْ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي

اُنکو کھانا اور پانی دیتے تھے تو کھاتی پیتی تھیں *

جب آخر کار لڑکے چلے گئے اور ان باتوں کو اپنے والدین سے یہاں کہا تو اُنکے والدین نے اُن سے کہا کہ بچوں آئندہ سے اُسکی صحبت سے احتراز کرو کیونکہ وہ جادوگر ہی - اُس سے بچو اور پرہیز کرو اور اب اُس کے ساتھ کبھی نہ کھلو *

اور انجیل دوم میں اسطرح پر ہے - جب حضرت عیسیٰ کی عمر پانچ برس کی تھی اور مہینہ برس کو کھل گیا تھا حضرت عیسیٰ اور عبرانی لڑکوں کے ساتھ ایک ندی کے کنارہ کھیل رہے تھے اور پانی کنارہ کے اوپر بہہ چھوٹی چھوٹی جھلواں میں تھوڑا سا رہا تھا * مگر اُسی وقت پانی صاف اور استعمال کے لائق ہو گیا - حضرت عیسیٰ نے اپنے حکم سے جھلواں کو صاف کر دیا اور اُنہوں نے اُن کا کھانا مانا تب اُنہوں نے ندی کے کنارہ پر سے کچھ نرم مٹی لی اور اُسکی بارہ چڑیاں بنائیں اور اُن کے ساتھ اور لڑکے بھی کھیل رہے تھے *

مگر ایک یہودی نے ان کاموں کو دیکھ کر یعنی اُن کا سبت کے دن چڑیوں کی مورتوں بنانا دیکھ کر بلا توقف اُنکے باپ یوسف سے جا کر اطلاع کی اور کہا کہ اُنکے دیکھتے تھے لڑکا ندی کے کنارہ کھیل رہا ہے اور مٹی لیکر اُسکی بارہ چڑیاں بنائی ہیں اور سبت کے دن گناہ کر رہا ہے *

تب یوسف اُس جگہ جہاں حضرت عیسیٰ تھے آیا اور اُنکو دیکھا تب بلا کر کہا کہوں تم ایسی بات کرتے ہو جو سبت کے دن کرنا جائز نہیں ہے *

تب حضرت عیسیٰ نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں بجا کر چڑیوں کو بلایا اور کہا جاؤ اور جاؤ اور جب تک تم زندہ رہو مجھے یاہ رکھو پس چڑیاں غل مچاتی ہوئی اُڑ گئیں * یہودی اس کو دیکھ کر متعجب ہوئے اور چلے گئے اور اپنے ہاں کے بڑے بڑے آدمیوں سے جا کر وہ عجیب و غریب معجزہ بیان کیا جو حضرت عیسیٰ سے اُن کے سامنے ظہور میں آیا تھا *

مگر جب تاریخانہ تحقیق کی نظر سے اُس پر غور کی جاتی ہے تو اصل بات صرف اس قدر تحقیق ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ بچپن میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنے میں

اور جب کہ تو بغاوت تھا مٹی سے پرند کی صورت کی مانند مہرے حکم سے پھر پہونکتا تھا

‘ اُس میں تاکہ ہو جلوے پرند مہرے حکم سے ‘

مٹی کے جانور بناتے تھے اور جیسے کبھی کبھی اب بھی ایسے موقعوں پر بچے کھیلنے میں کہتے ہوں کہ خدا ان میں جان ڈال دیکھا وہ بھی کہتے ہونگے مگر ان دونوں کتابوں کے لکھنے والوں نے اُس کو کراماتی طور پر بیان کیا کہ فی الحقیقت اُن میں جان پڑ جاتی تھی — قرآن مجید نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ کوئی امر وقوعی نہ تھا بلکہ صرف حضرت مسیح کا خیال زمانہ طفولیت میں بچوں کے ساتھ کھیلنے میں تھا — علماء اسلام ہمیشہ قرآن مجید کے معنی یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتوں کے مطابق اخذ کرنے کے مشاق تھے اور بلا تحقیق اُن روایتوں کی تقلید کرتے تھے اُنہوں نے ان الفاظ کی اُسی طرح تفسیر کی جس طرح غلط سلط عیسائیوں کی روایتوں میں مشہور تھی اور اس پر خیال نہیں کیا کہ خود قرآن مجید اُن روایتوں کی غلطی کی تصحیح کرتا ہی *

سورہ مائدہ میں یہی مضمون خدا تعالیٰ نے مخاطب کے صفحوں سے دوبارہ بیان فرمایا ہی — مگر اُس مقام پر ایسی عمدگی سے سیاق کلام واقع ہوا ہی کہ باوجود اس کے کہ اس قصہ کو بعض واقعات متحقق الوقوع کے ساتھ بیان کیا ہی اس پر بھی اس خاص قصہ کا وقوع کہ وہ مٹی کی صورتیں پرند ہو جاتی تھیں ثابت نہیں ہوتا — اس سورہ میں خدا تعالیٰ نے تمام واقعات متحقق الوقوع کو ماضی کے صفحوں سے بیان فرمایا ہی — جیسے کہ — اِذَا يَدُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ — اِذَا عَلِمْتَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ — اِذَا كَفَّتْ بَنِي إِسْرَافِيلَ عَنكَ — اِذَا رُحِمَتْ إِلَى الْحَوَارِيْنَ — مگر مٹی کی صورتوں کے پرند ہو جانے کے قصہ کو مستقبل کے صفحہ سے بیان فرمایا ہی جیسے کہ — اِذَا تَخَلَّقَ — فَتَنْفَخُ — فَتَكُونُ — اس سیاق کے بدلنے سے یہہ نتیجہ ہی کہ جس مضارع کے صفحہ پر اُن کا اثر پہونچیکا وہ تو امر متحقق الوقوع ہو جاویگا اور جس صفحہ تک اُس کا اثر نہ پہونچیکا وہ امر غیر متحقق الوقوع رہیگا — اس کلمہ میں اُن کا اثر ”تخلق“ اور ”تنفخ“ تک پہونچتا ہی اور ”تكون“ تک نہیں پہونچتا جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس اُن مٹی کی صورتوں کا جاندار ہو جانا غیر متحقق الوقوع باقی رہتا ہی یعنی قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا کہ ہر حقیقت وہ مٹی کی صورتیں جاندار اور پرند ہو بھی جاتی تھیں *

وَقَبْرِيْ، الْاَكْمَةِ وَالْاَبْرَصِ بِاَذْنِيْ

اس آیت میں بھی ”فکون“ پر کی (ف) عاطفہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر وہ عاطفہ ہو تو اُس کا عطف ”تخلّق“ پر ہوگا اور معطوف حکم معطوف علیہ میں ہوتا ہی اور معطوف علیہ کی جگہ قائم ہو سکتا ہی اور یہہ بات ضرور ہوتی ہی کہ اگر معطوف علیہ کو حذف کر دیا جارے اور معطوف اُس کی جگہ رکھ دیا جارے تو کوئی خرابی اور نقص کلام میں نہونے پادے — اور اس مقام پر ایسا نہیں ہی کیونکہ اگر معطوف علیہ کو حذف کر کے ”فکون طیراً“ اُس کی جگہ رکھ دیں تو کلام اس طرح پر ہو جاتا ہی کہ — ان کر نعمتی علیک ان تکون طیراً — اور یہہ کلام محض مہمل اور غور مقصود ہی — اب ضرور ہی کہ یہہ (ف) بھی اسی طرح تفریع کی ہو جس طرح کہ سورۃ آل عمران میں (ف) تفریع کی تھی اور اس (ف) کے ذریعہ سے ”تنفّخ“ متفرع علیہ اور تکون متفرع دونوں ملکر تخلّق پر معطوف ہونگے اور تقدیر کلام یوں ہوگی — ان کر نعمتی علیک ان تنفّخ فیہا فکون طیراً — مگر اس صورت میں ”فکون طیراً“ صرف ”تنفّخ“ پر تفریع ہوگی اور ”ان“ کا اثر جو مضارع پر آنے سے تصحّق زمانہ ماضی کا ہی یا اُس امر کو متحقق الوقوع کر دینے کا ہی ”تکون“ تک نہیں پہونچتا کیونکہ وہ اثر اُس وقت پہونچتا جب کہ ”تکون“ کی (ف) عاطفہ ہوتی اور اُس کا عطف ”تخلّق“ پر جائز ہوتا — اس صورت میں ”تکون“ کو محض تفریعی تعلق اپنے متفرع علیہ سے ہی اور محض تفریعی حالت اُسی طرح باقی رہتی ہی جیسی کہ سورۃ آل عمران میں تھی اور اس لہجے اُس تفریع سے اُس امر متفرع کا وقوع ثابت نہیں ہوتا *

اس تمام بحث کا نتیجہ یہہ ہی کہ قرآن مجید سے یہہ بات تو ثابت ہی کہ حضرت عیسیٰ بچپن کی حالت میں متی سے جانوروں کی مرتبیں بناتے تھے اور پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ میرے پہونکنے سے وہ پرند ہو جاوینگے مگر یہہ بات کہ در حقیقت وہ پرند ہو بھی جاتی تھیں نہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہی نہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہی پس حضرت عیسیٰ کا یہہ کہنا ایسا ہی تھا جیسے کہ بچے اپنے کھیلنے میں بمقتضائے عمر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں *

سوم — تائید روح القدس

اس امر کی نسبت خدا تعالیٰ نے سورۃ بقرہ میں فرمایا ہی — وایدناہ بروح القدس اور سورۃ مائدہ میں فرمایا ہی — ان یدتک بروح القدس — یہہ آیتوں کچھ زیادہ

اور اچھا کرتا تھا مگر زان اندھے کو اور کوزہ کی کو موزے حکم سے ،

تفسیر کی محتاج نہیں ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام مؤید بتائید روح القدس ہیں اگر بحث ہو سکتی ہی تو حقیقت روح القدس میں ہو سکتی ہی تمام علماء اسلام اُس کو ایک مخلوق جداگانہ خارج از خلقت انبیاء قرار دیکر اُس کو بطور ایلمچی کے خدا و نبی میں واسطہ قرار دیتے ہیں اور جبرئیل اُس کا نام بتاتے ہیں ہم بھی جبرئیل اور روح القدس کو شی واحد یقین کرتے ہیں مگر اُس کو خارج از خلقت انبیاء مخلوق جدا گانہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس بات کے قائل ہیں کہ خود انبیاء علیہم السلام کی خلقت میں جو ملکہ نبوت ہی اور جو ذریعہ مدد فہاض سے اُن امور کے اقتباس کا ہی جو نبوت یعنی رسالت سے علائقہ رکھتے ہیں وہی روح القدس ہی اور وہی جبرئیل - اس کی نسبت ہم سورہ بقرہ میں یہ تحت آیت ”و ان کذبت فی رب ما نزلنا علی عبدنا“ کے پوری بحث کر چکے ہیں *

چہارم — تعلیم کتاب و حکمت

اس امر کی نسبت خدا تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں فرمایا ہی - و یعلمہ الكتاب والحکمة والتوراة والانجیل و رسولا الی یفی اسرائیل - اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہی - و ان علمتک الكتاب والحکمة والتوراة والانجیل - یہ دونوں مضمون واحد ہیں اور ان میں کچھ مشکلات نہیں ہیں کہونکہ بلا شبہ تمام انبیاء کو خدا تعالیٰ احکام و حکمت تلقین کرتا ہی اور کتاب پڑھاتا ہی اور اُن کے دل میں علم کا وہ خزانہ جمع کرتا ہی جس کو وہ تمام لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں *

پنجم — خدا کی نشانی کا لانا

اس امر کی نسبت سورہ آل عمران میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی زبان سے یوں فرمایا ہی - انی قد جئتکم بایۃ من ربکم - ہم اس بات کی تحقیق سورہ بقرہ میں لکھ چکے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۳۶ - ۱۳۸ جلد اول) کہ آیت اور آیات اور آیات ہدایت سے خدا تعالیٰ کے احکام مراد ہوتے ہیں جو انبیاء کو وحی کھٹے جاتے ہیں پس اس مقام پر بھی ہم آیت کے لفظ کے یہی معنی قرار دیتے ہیں اور آیت سے جنس مراد لیتے ہیں نہ فرد - صاحب تفسیر کبیر نے بھی اُس سے جنس ہی مراد لی ہی اور کہا ہی کہ - المراد بالایۃ الجنس لا الفرد *

وَ اِنْ تَخْرُجِ الْمَوْتٰى بِاٰنِي

مگر اس مقام کی تفسیر کرنے سے پیشتر ہم کو اُس امر کا بیان کرنا چاہیئے جو سورہ آل عمران کی آیتوں کے ربط کی نسبت ہی - یہہ آیت اور اُسکے بعد کی آیتوں سورہ آل عمران میں اُن آیتوں کے بعد واقع ہوئی ہیں جس میں حضرت عیسیٰ کے ہونے کی بشارت ہی - وہ آیتیں رسولا الی بنی اسرائیل تک تو برابر مسلسل چلی آتی ہیں مگر اُسکے بعد جو یہہ آیت ہی - اُنہی قد جنتم بایۃ من ربکم - اُسکا اور نیز اُسکے بعد کی آیتوں کا بشارت کی آیات سے جوڑ نہیں ملتا - علماء مفسرین نے اس آیت کو اور نیز اُسکے بعد کی آیتوں کو شامل آیات بشارت کے کہا ہی اور جوڑ ملا نہ ہو لفظ قایلاً محذوف مانا ہی یعنی رسولا الی بنی اسرائیل قایلاً اُنہی قد جنتم بایۃ - مگر قال کے بعد اُن مفتوحہ انا تسعیدر اعتراض کے لایق تھا اسلئے زجاج نے اس جگہ اوپر کی آیتوں سے جوڑ لگانیکو و یکلم الناس رسولا مقدر مانا ہی اور یہہ معنی قرار دیئے ہیں ویکلمہم رسولا بانی قد جنتمک * مگر ہمہ مفسرین کے ان اقوال سے اختلاف ہی خرد سیاق کلام سے ظاہر ہوتا ہی کہ جسقدر آیتیں بشارت سے متعلق تھیں وہ اُس مقام پر ختم ہو گئیں جہاں فرمایا - و رسولا الی بنی اسرائیل - اور وہ کلام منقطع ہو گیا اور - اُنہی قد جنتمک بایۃ - سے دوسرا کلام شروع ہوا اسلئے کہ بشارت کی آیتوں میں تمام صیغے مستقبل کے آئے ہیں جیسے - یکلم الناس - و یعلمہ الكتاب - اور اُن سب آیتوں میں حالات قبل ولادت حضرت عیسیٰ کے بیان ہوئے ہیں - اور اُسکے بعد صیغے متکلم کے ہیں جیسے کہ - اُنہی قد جنتمک - اُنہی اخلق لکم - و ابرئہ الا کمہ - و انبئکم - اور اُن میں وہ تمام حالات مذکور ہیں جو بعد ولادت حضرت عیسیٰ واقع ہوئے ہیں پس ان پچھلی آیتوں کو آیات بشارت کے ساتھ شامل کر دینا بالکل سیاقی کلام کے برخلاف ہی *

صاحب تفسیر ابن عباس نے بھی ان آیتوں کو بشارت کی آیتوں سے منقطع کیا ہی اور تقریر کلام کی یوں کی ہی - فلما جارہم قال اُنہی قد جنتمک بایۃ - مگر اس تقریر میں وہی نقص باقی رہتا ہی کہ قال کے بعد اُن مفتوحہ واقع ہوتا ہی *

مگر ہم تقریر کلام کی اس طرح پر کرتے ہیں کہ - فلما جارہم قال مصیبا لہم بانی قد جنتمک بایۃ - یعنی جب حضرت عیسیٰ لوگوں میں وعظ و نصیحت کرنے لگے اور خدا کے احکام سنانے لگے تو اُنکی قوم نے کہا کہ تم یہہ کہو کرتے ہو اُس کے جواب میں حضرت عیسیٰ نے فرمایا - اُنہی قد جنتمک بایۃ من ربکم - یہہ تقریر ہمہ اسلئے کی ہی

اور جب کہ تو نکالتا تھا مردوں کو میرے حکم سے *

کہ یہہ مضمون - اُنہی قد جئتم بائۃ من ربکم - اور وہ مضمون جو سورۃ مزیم میں ہی - قال اِنّی عبد اللہ اَنانی الکتاب وجعلنی نبیا - بالکل متحد ہی اور یہہ پچھلا مضمون جواب میں قوم کے سوال کے واقع ہوا ہی اور یہہ قریفہ ہی کہ وہ پہلا مضمون بھی قوم کے جواب میں ہی *

مثنیٰ کی انجیل میں لکھا ہی کہ جب حضرت مسیح مہدی میں وعظ کہہ رہے تھے تو سردار امام مشایخ اُن کے پاس آئے اور پوچھا کہ تو کس حکم سے یہہ کام کرتا ہی اور کس نے تجھے یہہ حکم دیا ہی - حاصل جواب مسیح یہہ ہی کہ جس کے حکم سے یحییٰ غوطہ دیغے والا کرتا تھا (مثنیٰ باب ۲۱ ورس ۴۳ - ۴۷) *

اب کسی آؤر تفسیر کی اسمقام پر ضرورت نہیں رہی کیونکہ جسقدر انبیاء علیہم السلام قوم کیطرف مبعوث ہوتے ہیں وہ خدا کی طرف سے اُنکے پاس احکام لاتے ہیں اسطرح حضرت عیسیٰ بھی بنی اسرائیل کی قوم پر مبعوث ہوئے تھے اور خدا کیطرف سے اُن کے لیئے احکام لائے تھے *

ششم - حواریوں کے دل میں ایمان کا آنا

اسکی نسبت خدا تعالیٰ نے سورۃ مائدہ میں فرمایا ہی - وَاِذْ اَوْحٰیۤ اِلَی النَّوَارِیِّیْنَ اَنْ اٰمَنُوْا بِیْ وَ بِرِسُوْلِیْ قَالُوْا اٰمَنَّا وَ اَشْهَدُ بِاَنَّمَا مُسْلِمُوْنَ - تمام انبیاء پر خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت اُس کے حواریوں اور اصحابوں کا پیدا کر دینا ہی - وہ اُس کے کام میں مددگار ہوتے ہیں رنج و تکلیف کی حالت میں اُن سے تسلی ہوتی ہی - اسی سبب سے خدا نے حضرت عیسیٰ کو حواریوں کا جو بدل و جان اُن پر فدا تھے ایمان لانا یاد دلایا اور اپنی رحمت اور احسان کو زیادہ تر وضاحت سے بیان کرنے کے لیئے کہا کہ ہم نے حواریوں کو کہا کہ میرے رسول پر ایمان لے آؤ یعنی میں نے ہدایت کی اور کچھ شبہ نہیں ہی کہ ایمان لانا خدا ہی کی ہدایت پر منحصر ہی *

ہفتم - اندھوں اور گورہیوں کو چمکا کرنا

ہشتم - موتی کو زندہ کرنا

اس مضمون کو خدا تعالیٰ نے سورۃ آل عمران میں حضرت عیسیٰ کی زبان سے اسطرح

وَ اِنْ كَفَفْتَ بَنِي إِسْرَآئِيلَ عَنْكَ اِنْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

فرمایا ہی کہ — وَاِبْرٰٓئِيْمَ الْاَمَّةَ وَالْاِبْرَصَ وَاٰحِيَ الْمَوْتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ — اور سورۃ مائدہ میں یوں فرمایا ہی — وَتَبْرِئِي الْاَمَّةَ وَالْاِبْرَصَ بِاِذْنِي وَاِنْ تَخْرُجَ الْمَوْتِ بِاِذْنِي *
 علماء اسلام کی عادت ہی کہ قرآن مجید کے معنی یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتوں کے مطابق بیان کرتے ہیں اس لئے اُنہوں نے ان آیتوں کے یہی معنی بیان کیئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اندھوں کو آنکھوں والا اور کورہوں کو چنگا کرتے تھے اور مردوں کو جلائیے تھے اور صرف تازہ مردوں ہی کو نہیں جلاتے تھے بلکہ ہزاروں بوس کے پوانے مردوں کو بھی جلاتے تھے چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ حضرت عیسیٰ نے سام ابن نوح کو اُن کی قبر میں سے بلایا اور وہ زندہ ہو کر قبر میں سے نکل آئے اور اسی قسم کی اور بہت سی یہودہ باتوں لکھی ہیں *

انجیلوں میں بھی اس قسم کے بہت سے معجزے حضرت مسیح کی نسبت بیان ہوئے ہیں مگر نہایت تعجب ہی کہ خود انجیلوں سے ثابت ہی کہ حضرت عیسیٰ نے جب اُنسہ فروسیوں اور صدیقوں نے آسمانی معجزہ طلب کیا تو اُنہوں نے معجزے کے ہونے سے انکار کیا (دیکھو انجیل متی باب ۱۲ ورس ۳۸ — باب ۱۶ ورس ۴ — انجیل مارک باب ۸ ورس ۱۲ — انجیل لوک باب ۱۱ ورس ۲۹) یہی کوونکو اِقدَر معجزے حضرت مسیح کی انجیلیوں میں مذکور ہیں اور وہ معجزے بھی اس قسم کے ہیں کہ اُن کو سنکر تعجب آتا ہی — کہیں دیوانے آدمیوں میں سے دیو نکلتے ہیں اور سوروں کے گلے میں گھس کر اُن کو دیا میں ڈرتے ہیں — کہیں گونگے آدمی میں سے گونگا دیو نکلتا ہی — کہیں کپڑا چھونے سے بیمار اچھے ہوتے ہیں — اور کہیں صرف یہ کہدینا کہ جا تیری مراد پوری ہوئی سخت سے سخت بیماروں کو اچھا کرنے کے لئے کافی ہوتا ہی *

اگر موجودہ انجیلوں پر تاریخانہ تحقیق سے نظر ڈالی جاوے تو اس سے زیادہ سچ اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ یہودی ہمیشہ جہازا یہونکی کی عادت رکھتے تھے بیماروں کے لئے دعائیں پڑھ کر اُن کی صحت کے لئے اُن پر دم ڈالتے تھے لوگوں کو برکت دیتے تھے لوگ کافروں اور اِماموں اور مقدس لوگوں کے ہاتھ چومنے پاؤں کو ہاتھ لگانے کیڑے کو چھونے یا بوسہ دینے سے برکت لیتے تھے جیسیکہ اب بھی رومن کتھلیک فرقہ میں رواج ہی اُنہی کی تقلید سے مسلمانوں میں بھی اس قسم کی بہت سی باتوں رائج ہو گئی ہیں — اسی دستور کے موافق حضرت عیسیٰ بھی بیماروں کو دعا دیتے تھے اُن پر دم ڈالتے تھے برکت دیتے

اور جبکہ مینے روک لیا بنی اسرائیل کو تجھ سے جب کہ تو اُن کے پاس صریح احکام لایا

تھے لوگ اُن کے ہاتھوں کو برکت لینے کے لئے چومتے تھے قدموں کو ہاتھ لگاتے کہتے تھے کہ چھوتے تھے پا چومتے تھے پس یہ ایک معمولی بات تھی اُس بیان کے ساتھ اسباب کو اضافہ کرنا کہ جو اسطرح کرتا تھا فی الفور چنگا ہو جاتا تھا اندھے آنکھوں والے ہو جاتے تھے اور کوزہ ہی اچھے ہوتے تھے اُسی قسم کی مبالغہ آمیز تحریریں ہیں جیسی کہ ایسے بزرگوں کے حالات لکھنے والے لکھا کرتے ہیں - جبکہ ہم یقین کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے معجزہ دکھانے سے انکار کیا تو کہتے ہیں کہ صدق کلمۃ اللہ و روح اللہ اور جب اُن مبالغہ آمیز بندشوں کو پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہذا بہتان عظیم و روح اللہ و کلمۃ اللہ بوی عن ذلک *

انجیلوں میں صرف دو جگہ مردوں کے زندہ کرنیکا ذکر ہی - حاکم کی بیٹی کے زندہ کرنیکے قصہ میں تو خود حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ وہ مری نہیں (متی باب ۹ درس ۲۳) - متی کی انجیل جو اور انجیلوں کی نسبت زیادہ معتبر تصور ہو سکتی ہی اُس میں سوائے اس واقعہ کے اور کسی مردہ کے جلانیکا مذکور نہیں ہی *

اور انجیل لوک میں ایک بیوہ کے بیٹے کے زندہ کرنیکا ذکر ہی جسکا جنازہ لینے جاتے تھے (درس ۱۱) مگر اسکا کچھ ثبوت نہیں کہ درحقیقت وہ مر گیا تھا - بہت سے واقعے ایسے گذرے ہیں کہ لوگوں نے ایک شخص کو مردہ سمجھ کر اُسکی تجھیڑ و تکفین کی ہی اور بعد کو معلوم ہوا ہی کہ وہ شخص درحقیقت مر نہیں گیا تھا - تعجب ہی کہ تمام انجیلوں میں اُن واقعوں کے سوا جو نہایت مشتبہ ہیں اور کوئی واقعہ مردوں کے زندہ کرنیکا بیان نہیں ہوا *

مسلمانوں کے حال پر اس سے بھی زیادہ افسوس ہی کہ وہ آنحضرت صلعم کو تمام انبیاء سابقین سے افضل سمجھتے ہیں - انبیاء سابقین کے معجزے تو قرآن میں بتلاتے ہیں مگر افضل الانبیاء کے ایک معجزہ کا ذکر بھی قرآن مجید میں نہیں دکھاتے بلکہ برخلاف اسکے خود آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے خدانے فرمایا ہی کہ - اِنَّا اِنۡشِیْءُ مِثْلَکَ مِنْ رُوحِیْ اِلٰی اِنۡمَالِہِکُمُ الْاِلٰہُ وَاحِدٌ - اور معجزے ہونے سے بالکل انکار کیا ہی اور فرمایا ہی کہ - قَالُوْا لَیۡسَ اِلٰہُکُمْ اِلَّا ہُوَ یُتۡوٰی بِرَبِّہٖ قُلْ اِنۡمَالِاٰیَاتِ عِنۡدَ اللّٰہِ وَاِنۡمَالِاٰذِیۡرِ مِیۡمِیۡنَ - اور ایک جگہ فرمایا - لَاۤ اِۡمَلِکَ لِنَفۡسِیۡ لَفَعَا وَاۡلَاۡمۡرَاۡ اِلَّاۤ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَاَوۡکَدۡتَ اَعۡلَمَ الْغَیۡبِ لَاۤ اَسۡتَکۡثِرُ مِنَ النَّخِیۡرِ وَاۡمَاسۡفِیۡ السَّوۡءِ اِنۡ اِنَّا نَذِیۡرٌ وَّ بَشِیۡرٌ لِّقَوۡمٍ مُّغۡفِرٍ - اور اسطرح کی اور بہت سی آیتیں ہیں - پس خود ہمارے سرکار نے معجزوں کی نفی کی ہی پھر کس طرح ہم معجزوں کو مان سکتے ہیں *

فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ اِنْ هَذَا اِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿۱۵﴾

ہاں اسباب سے انکار نہیں ہو سکتا کہ خدا نے انسان میں ایک ایسی قوت رکھی ہے جو دوسرے انسان میں اور دوسرے انسان کے خیال میں اثر کرتی ہے اور اُس سے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں جو نہایت عجیب معلوم ہوتے ہیں اور جن میں سے بعض کی علت ہم جانتے ہیں اور بہت سوں کی علت نہیں جانتے بلکہ اُس کے عامل بھی اُس کی علت نہیں جانتے اُسی قوت پر اُس زمانہ میں اُن علوم کی بغیاں قائم ہوئی ہیں جو مزمرزم اور اسپیریچو ایلزم کے نام سے مشہور ہیں اور سابقین بھی اُس کے عامل تھے مگر اُس علم سے ناواقف تھے یا اُس کو مخفی رکھتے تھے - مگر جبکہ وہ ایک قوت ہی تھے تو اے انسانی میں سے اور ہر ایک انسان میں بالقوہ موجود ہے جیسی قوت کثابت تو اُس کا کسی انسان سے ظاہر ہونا معجزہ میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو فطرت انسانی میں سے انسان کی ایک فطرت ہی فافہم و تدبر *

قرآن مجید میں لفظ - ابری - اور - تبری - کا ہی جس کے معنی اچھا کرنے کے بھی ہیں اور بری کرنے کے بھی ہیں - یہودی شریعت میں برص دو قسم کی قرار پائی تھی ایک وہ قسم تھی کہ جو اُس مرض میں بیمار ہوتا تھا یہودی اُس کو ناپاک سمجھتے تھے (سفر لیویان باب ۱۳ درس ۳ و ۸ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۵ و ۲۷ و ۳۱ و ۳۶ و ۳۴ و ۵۲) اور ایک قسم وہ تھی جس کے مریض کو ناپاک نہیں ٹھہراتے تھے (سفر لیویان باب ۱۳ درس ۶ و ۱۳ و ۱۷ و ۲۳ و ۲۸ و ۳۵ و ۳۷ و ۳۹) اور جو لوگ برص سے ناپاک قرار پاتے تھے مطلقاً اور وہ لوگ جو اس مرض سے بری کیئے جاتے تھے قربانی ہمارے معینہ ادا کرنے کے بغیر معبد میں عبادت کے لیئے داخل نہیں ہو سکتے تھے *

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ سے ایک کوزہ بھی لے لیا کہ اگر تو چاہے مجھے پاک کر سکتا ہے حضرت عیسیٰ نے اُس کو چھوا اُسکا کوزہ جاتا رہا اور حضرت عیسیٰ نے اُس کو کہا کہ اپنے تئوں امام کو دکھا اور جو نذر موسیٰ نے مقرر کی ہے اُسے دے (باب ۸ درس ۲ - ۴) پاک کرنے کے لفظ سے صاف پایا جاتا ہے کہ اُس کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ اُس کو بتادیں کہ اُن دونوں قسموں کی کوزہ میں سے کون سی قسم کی کوزہ اُس کو ہے *

اندھے لنگڑے اور چوڑی ناک والے کو یا اُس شخص کو جس میں کوئی عضو زائد ہو اور ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے ہوں اور کبھڑے اور ٹھنڈے اور آنکھ میں پھلکی والے کو معبد میں جانے

تو کہا: اُن لوگوں نے جو اُن میں کافر تھے کہ اور کچھ نہیں مگر یہ صریح جادو ہی (۱۱۰)

اور معمولی طور پر قربانیاں کرنے کی اجازت نہ تھی (سفر لیویان باب ۲۱ ورس ۱۶ لغایت ۲۲) یہ سب ناپاک اور گنہگار سمجھے جاتے تھے اور عبادت کے لائق یا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لائق متصور نہوتے تھے *

حضرت عیسیٰ نے یہ تمام قودیں توڑ دی تھیں اور تمام لوگوں کو کوزہی ہوں یا اندھے یا لنگڑے چوڑی ناک کے ہوں یا پتلی ناک کے کبھڑے ہوں یا سیدھے ٹھنکے ہوں یا لنبہ پہلی والے ہوں یا جالے والے سب کو خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی مناسی کی تھی کسیکو خدا کی رحمت سے محروم نہیں کیا اور کسیکو عبادت کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ سے نہیں روکا پس یہی اُن کا کوزہ ہوں اور اندھوں کو اچھا کرنا تھا یا اُن کو ناپاک سے بری کرنا - جہاں جہاں انجیلیوں میں بھماروں کے اچھا کرنے کا ذکر ہی اُس سے یہی مراد ہی اور قرآن مجید میں جو یہ آیتیں ہیں اُن کے یہی معنی ہیں *

انسان کی روحانی موت اُس کا کافر ہونا ہی حضرت عیسیٰ خدا کی وحدانیت معلوم کرنے اور خدا کے احکام بتانے سے لوگوں کو اُس موت سے زندہ کرتے تھے اور کفر کی موت کے پنبے سے نکالتے تھے جس کی نسبت خدا نے فرمایا - واذا تخرج الموتی باذنی *

مگر ہم نے جو استقامت پر موت سے کفر اور حیات سے ایمان مراد لیا ہی اُس پر ہم کو کسیقدر بحث کرنی اور یہ ثابت کرنا کہ یہ مراد صحیح ہی ضرور ہی *

انک لاتسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین (سورۃ نمل میں خدا تعالیٰ نے کافروں پر موتی کا اطلاق کیا ہی جہاں فرمایا ہی کہ) "تو ہرگز سنا نہیں سکتا موتی کو وما انت بہادی العمی عن ولا تسمع ان تسمع الا من یومن" تو اندھوں کو اُنکی گمراہی سے راہ پر لانے والا نہیں ہی تو بآیاتنا فہم مسلمون (سورۃ نہیں سنا سکتا مگر اُس کو جو ہماری نشانوں پر ایمان لایا نمل) - ہی پھر وہ مسلمان ہیں *

موتی کے مقابلہ میں "الامن یومن" کا لفظ رائج ہوا ہی جو صاف اسبات پر دلالت کرتا ہی کہ موتی کا لفظ کافروں پر اطلاق کیا گیا ہی - مفسرین بھی استقامت پر کافروں ہی سے مراد لیتے ہیں اور موتی اور صم اور اعمی کے معنی کالموتی - کالصم - کالعمی بیان کرتے ہیں *

وَ اِنْ اَوْحَيْتَ اِلَى الْكَوَارِثِيْنَ اَنْ اٰمَنُوْا بِىْ وَ بِرَسُوْلِىْ

وما يستوي الاحياء ولا الاموات سورة فاطر میں اس سے بھی صاف طرح پر — احياء — ان الله يسمع من يشاء وما ر اموات — کا لفظ مومن و کافر پر اطلاق ہوا ہی جہاں خدا انت بسمع من فی القبور نے فرمایا ہی کہ، برابر نہیں ہوتے احياء یعنی زندے اور (سورہ فاطر) — اموات یعنی مردے اللہ تعالیٰ سنا دیتا ہی جسکو چاہتا ہی اور تو نہیں سنانے والا ہی اُنکو جو قبروں میں ہیں *

تمام مفسرین اس مقام پر بھی احياء سے مومن اور اموات سے کافر مراد لیتے ہیں تفسیر کبیر میں لکھا ہی — ثم قال وما يستوي الاحياء ولا الاموات مثلا آخر في حق المومن والكافر كانه قال تعالى حال المومن والكافر فوق حال الا عمى والبصير الخ — پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانوں میں حضرت عیسیٰ کے اس وقت کو یاد دلایا جبکہ وہ خدا کے حکم سے کافروں کو ایمان والا کرتے تھے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے لئے نبی ہوئے تھے مگر وہ اور لوگوں کو بھی جو بنی اسرائیل نہ تھے ہدایت کرتے تھے اور ایمان میں لاتے تھے — اُسی حال کی نسبت خدا نے فرمایا “واذ تخرج الموتى باذني” — یعنی واذ تخرج الکافر من کفره باذني *

نہم — اخبار عن الغيب

اسکی نسبت خدا تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں حضرت عیسیٰ کی زبان سے فرمایا ہی کہ — و انبئکم بما تاكلون و تد خرون في بيوتکم ان في ذلك لآية لکم ان کنتم مومنین * علماء مفسرین نے جو اپنی تفسیر میں عجیب و غریب کہی ہی وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ چھپتے ہی سے مخفی باتوں کی خبر دے دیا کرتے تھے لڑکوں کو جنکے ساتھ کھیلتے تھے بنا دیئے تھے کہ میں نے کیا کھایا ہی اور تمہارے ماں باپ نے فلاں چیز (مثلاً مٹھائی) تم سے چھپا کر رکھ رکھی ہے وہ لڑکے گھر میں آکر ماں باپ سے ضد کرتے آخر کو وہ چیز نکلتی تھی اور وہ لے لیتے تھے بعض مفسرین نے یہ کہا کہ جب مایده نازل ہوا تو اُس میں کے کھانہ کو جمع کرنے کا حکم نہ تھا مگر لوگ جن پر مایده اُترا تھا اُسکو جمع کر رکھتے تھے اور حضرت عیسیٰ بتا دیتے تھے کہ تم نے کیا کھایا ہی اور کھا جمع کیا ہی *

تعجب ہوتا ہی کہ ہمارے علماء جو نہایت اعلیٰ درجہ کا علم و فضل رکھتے تھے کہونکہ

اور جب ہم نے وحی بھیجی حواریوں کے پاس کہ مجھے پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ،

ایسی بھڑی باتیں لکھ گئے ہوں — آیت نہایت صاف ہی اور اُسکا مطلب نہایت روشن ہے یہود اور علماء یہود طرح طرح کے حیلوں اور فریبوں سے ناجائز طور پر لوگوں کا مال مارتے تھے لوگوں کا مال کھاتے تھے اپنے گھروں میں مال مار مار کر روپیہ و دولت جمع کرتے تھے جو بالکل حرام و نا واجب تھا خود خدا تعالیٰ نے سورہ نساء میں یہودیوں کی نسبت فرمایا ہے کہ — واخذ ہم الربوا وقد نهو عنه و اكلهم اموال الناس بالباطل و اعتدنا للکافرين عذابا الیما (۱۵۹) اور سورہ توبہ میں فرمایا ہے کہ یا ایہا الذین امنوا ابن کثیرا من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ والذین یکنزون الذهب والفضة ولا یبلغونها فی سبیل اللہ فبشرهم بعذاب الیم (۳۳) بس اسی حرام خوری اور حرام کا مال جمع کرنے کی نسبت حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ میں تمکو بتاؤں گا کہ تم کھا کھاتے ہو اور کھا اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو یعنی بتاؤں گا کہ حرام کا مال مارتے ہو اور حرام کی دولت اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو — نہ یہ کہ یہ بتاؤں گا کہ تم نے کھا کھایا ہے اور کیا گھر میں رکھا ہے *

یہ اسی صاف و صریح آیت ہے جسکی تفسیر خود قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں موجود ہے مگر افسوس ہے کہ علماء اسلام نے اسکو بھی ایک انسانہ اور خیالی معجزہ کر کے بیان کھا ہے مگر جسکو خدا نے بصورت دی ہے وہ صاف سمجھتا ہے کہ نہایت صاف و صریح یہ آیت ہے اور اُس کے معنی وہی ہیں جو ہم نے بیان کئے *

دہم — نزول مائدہ

سورہ مائدہ میں ذکر ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ خدا سے دعا کریں کہ آسمان پر سے اُن کے لیئے کھانا اُترے — حضرت عیسیٰ نے دعا مانگی — خدا نے کہا کہ میں تمپر کھانا اُتاروں گا لیکن اگر اُسکے بعد کسہنے کفر کھا تو میں اُسکو ایسا عذاب دینگا کہ کسکو نہ دیا ہوگا *

ہمارے مفسروں نے ان آیتوں کی تفسیر میں نزول مائدہ کی نسبت بہت سے بے سرو پا قصے و کہانیاں لکھی ہیں جنہیں ایک بھی اعتبار کے لائق نہیں ہے اور نہ قرآن مجید کے لفظوں سے اُن قصوں کی تائید ہوتی ہے اور نہ اُن کی نسبت کوئی اشارہ پایا جاتا ہے *

تفسیر کبیر اور تفسیر کشاف اور اسطرح اور تفسیروں میں بھی یہ روایت لکھی ہے کہ جب حواریوں نے سنا کہ اگر مائدہ اُترنیکے بعد کوئی کفر کریگا تو اُسکو سخت عذاب ہوگا تو

قَالُوا اٰمَنَّا وَاَشْهَدُ بِاَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿۱۱۱﴾

انہوں نے کہا کہ ہم مائدہ کا اُترنا نہیں چاہتے پس کوئی مائدہ نہیں اُترا کشاف میں لکھا ہے کہ حضرت حسن بصری نے کہا کہ ”واللہ ما نزلت“ قرآن مجید میں بھی نہیں بیان کیا گیا ہے کہ بعد اس گفتگو کے مائدہ اُترا تھا بلکہ اُترنے کا ذکر نہ ہونا جس کے ذکر ہونے کا موقع تھا کافی دلائل اس بات پر یقین کر نہ سکتے تھے کہ نازل مائدہ ہرگز وقوع میں نہیں آیا *

حضرت عہسی کا زمانہ ایک ایسا زمانہ تھا کہ بنی اسرائیل میں یہودیت شدت سے پہلی ہوئی تھی یہودیوں کی عادت تھی کہ انبہاء سے اس قسم کی خواہشیں کیا کرتے تھے اُتھڑویں زبور سے پایا جاتا ہے کہ جب بنی اسرائیل جنگل میں تھے تو یہ لفظ اُنہوں نے کہے تھے کہ ”ایا مہشود کہ خدا در یوایان سفرہ را آمادہ گرداند“ (زبور ۷۸ ورس ۱۹) اسکے بعد خدا نے اُنپر من و سلوا نازل کیا تھا اُس طرح حواریوں نے بھی حضرت عہسی سے کہا ”ہاں یستطیع ربک ان یفزل علیہا مائدۃ من السماء“ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مائدہ سے اُنکی مراد پکا پکایا کھانے سے نہ تھی بلکہ کھانے کی چیزوں کے موجودہ ہونے سے تھی *

یہ سوال ایک ایسی طبیعت سے نکلا تھا جو یہودیوں کے خیالات سے بہڑی ہوئی تھی اس کا جواب بلکہ اُن کی طبیعت کے اس سے زیادہ عمدہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا کہ خدا کہتا کہ میں تمہارا سوال پورا کروں گا مگر اُس کے بعد جو کوئی گناہ کریگا تو اُسکو سخت عذاب دینا — یہودی اُن مصیبتوں سے واقف تھے جو بنی اسرائیل کو مصر سے نکلنے اور جنگلوں میں پھرنے کے وقت پڑی تھیں حواریوں نے ضرور اس جواب سے خوف کیا ہوگا اور سوال سے باز آئے ہونگے جیسا کہ مذکورہ بالا روایت سے پایا جاتا ہے مروجہ انجیلوں میں یہ قصہ مذکور نہیں ہے مگر کوئی شک کر نہ سکتے جگہ نہیں ہے کہ حضرت عہسی کے تمام حالات اور واقعات ان انجیلوں میں مذکور نہیں ہیں *

یازدہم — بنی اسرائیل سے بچانا

اس کا بیان خدا تعالیٰ نے سورۃ مائدہ میں اس طرح فرمایا ہے — وَاَنْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ عَنكَ اِنْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ * ہمارے مفسرین جو کففت سے یہ معنی نکالتے ہیں کہ خدا نے حضرت عہسی کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچایا اور اُنکو زندہ آسمان پر اُٹھالیا خود اسی آیت سے غلط ثابت ہوتے ہیں کہونکہ کافر آسمان پر زندہ چلے جانے کو اُس وقت کہلا ہوا جادو کہتے جب وہ یقین

تو اُنہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور (اے عیسیٰ) تو اس پر گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں (۱۱۱)

کرتے کہ وہ زندہ آسمان پر چلے گئے حالانکہ وہ لوگ اس بات کا یقین نہیں رکھتے بلکہ اُنکو یقین ہی کہ اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کو صلیب پر قتل کیا اور اس تفسیر پر کافروں کا یہ قول "ان هذا الا سحر مبين" صحیح نہیں ہو سکتا اور اگر کافروں کے اس قول کو تبلیغ احکام سے منسوب کیا جائے اور یوں کہا جائے کہ حضرت مسیح کے پر اثر بیان کی نسبت کافروں نے یہ کہہ دیا تھا تو پھر کففت سے حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اُٹھا لینے سے مراد لینے کی جیسیکہ مفسرین نے لی ہے کوئی وجہ نہیں ہے *

آیت کا صرف مطلب یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ خدا کے احکام لیکر بنی اسرائیل کو سمجھانے کو گئے تو اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کو مارنے یا تکلیف دینے کا ارادہ کیا خدا نے اُس سے اُنکو روکا اور حضرت عیسیٰ محفوظ رہے جس کو یا اُنکے وعظ کو کافروں نے کہا کہ ان هذا الا سحر مبين *

متی کی انجیل میں بھی اس واقعہ کا نشان پایا جاتا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ گدیہ پر سوار ہو کر بہت المقدس خدا کے احکام سناتے کو گئے اور بہت سی بدعت کے کاموں سے منع کیا اور وہاں کے عالموں کو لا جواب دیا اور متعدد تمثیلات بیان کیں اور اخیر کو فرمایا کہ -- میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے چہن جائیگی اور ایک قوم کو جو اُس کے مہروں کو لارے دی جاویگی (بے شک بنی اسمعیل کو) اور جو کوئی اُس پتھر پر گرے گا کچل جائیگا اور جس پر یہ گرے گا اُسے پیس ڈالینگا جب سردار اماموں اور فروسروں نے اُسکی تمثیلات سنیں اُنہوں نے معلوم کیا کہ وہ اُنہی کے حق میں کہتا ہے تب اُنہوں نے چاہا کہ اُسے پکڑ لیں پر دے لوگوں سے ڈرے کہونکہ دے اُسے نبی جانتے تھے (باب ۲۱) پس یہی واقعہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے -- اور اس آیت کو حضرت عیسیٰ کے زندہ آسمان پر چلے جانے سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے *

دوازدھم — برات عن المشركين

اس مضمون کی آیتیں سورہ مائدہ کے اخیر میں آئی ہیں اور نہایت عمدہ اور دلچسپ اور دل پر اثر کرنے والی ہیں اُنہیں حضرت مسیح کے خدا نہونے اور حضرت مسیح کا اپنے تئیں خدا نہونے کا اور جو اُن کو خدا کہتے ہیں اُن سے بیزار ہونے کا بیان ہے مگر وہ مطلب نہایت فصاحت و بلاغت سے خود حضرت مسیح کی زبان سے ادا کیا گیا ہے -- اُس کے

اِنْ قَالَ الْكَوَارِثُونَ يَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ
 اَنْ يُنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ اِنْ كُنْتُمْ
 مُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوا نُرِيدُ اَنْ نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَقَطِّعَنَّ قُلُوبَنَا وَ
 نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَّقْتَنَا وَفَكُونِ عَلَيْهِمَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ
 عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ
 لَنَا اَعِيْدًا اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَ اٰيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ
 الرَّازِقِينَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اَللّٰهُ اِنِّيْ مُنْزِلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدَ
 مِنْكُمْ فَانِيْ اَعْذِبْهُ عَذَابًا لَّا اَعْذِبُهُ اَحَدًا مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾
 وَ اِذْ قَالَ اَللّٰهُ يَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ
 اتَّخِذُوْنِيْ وَاٰمِيَ الْهٰمِيْنَ مِنْ دُوْنِ اَللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا
 يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقِّ اِنْ كُنْتَ قَلْبَهُ
 فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمَ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ

ہر لفظ سے اندرونی تہذیب اور اخلاقی شایستگی اور خدائے واحد ذوالجلال کا ادب اور اُس
 کی اعلیٰ قدری اور اُس کے سامنے اپنا عاجز و انکسار پایا جاتا ہے - یہ طرز کلام ایسا عمدہ
 ہے کہ پڑھنے والوں اور سننے والوں کے دلوں پر نہایت درجہ کا اثر کرتا ہے - اور اُسکی
 سچائی لفظوں کے ساتھ دلیلیں بوتھتی جاتی ہے *

جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کہا تمہارا پروردگار کوسکتا ہی کہ ہم پر آسمان سے خوان نعمت اُتارے، عیسیٰ نے کہا کہ قہر اللہ سے اگر تم ایمان والے ہو ﴿۱۱۴﴾ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اُسے سے کھابیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جارہیں اور ہم جان لیں کہ بے شک تونے ہم سے سچ کہا اور ہم اُس پر گواہوں میں سے ہوں ﴿۱۱۵﴾ عیسیٰ مریم کے بیٹے نے کہا کہ یا اللہ ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے خوان نعمت اُتار تاکہ ہمارے لیئے عید ہو، ہمارے پہلوں اور ہمارے پیچھلوں کے لیئے اور نشانی تیری طرف سے، اور ہم کو روزی دے اور تو بہت اچھا روزی دینے والا ہی ﴿۱۱۶﴾ اللہ نے کہا کہ بے شک میں اُس کو تم پر اُتارنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے بعد کو کانٹا ہو تو بے شک میں اُس کو عذاب دہونگا ایسا عذاب کہ ایک کو بھی عالم کے لوگوں میں سے ویسا عذاب ندیا ہوگا ﴿۱۱۷﴾ اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تونے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو دو خدا مانو اللہ کے سرا - (عیسیٰ) کہینگے تو پاک ہی کیا مجھ کو ہوا تھا کہ میں وہ کہتا جسکا مجھ کو حق نہیں، اگر میں نے وہ کہا ہوگا تو بے شک تو اُس کو جانتا ہی، تو جانتا ہی جو میرے جی میں ہی اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہی

اس مقام پر اشارہ ہی کہ عیسائی حضرت عیسیٰ اور اُن کی ماں حضرت مریم دونوں کو خدا مانتے تھے یہ عقیدہ رومن کتھلیک چرچ کے پیٹرنوں کا تھا انہوں نے درجن میری یعنی حضرت مریم کو خدا کا درجہ دیا تھا اور خدا کیسی عظیم و ادب کے قابل ٹھہرایا تھا اور حضرت مسیح سے ہرگز اُنکا رتبہ سمجھتے تھے اور دسویں صدی عیسوی میں حضرت

إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّمُ الْغُيُوبِ ﴿١١٩﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُمْ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُمْ

فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١٢٠﴾ إِنْ تَعَذَّبْهُمْ فَاقْتُلْهُمْ عِبَادَكَ وَإِنْ

تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢١﴾ قَالَ اللَّهُ هَذَا

يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا

عَنْهُ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢٢﴾ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٢٣﴾

مردم کی خاص پوستش شروع ہو گئی تھی اور روز شنبہ حضرت مریم کی پوستیں کا دیں
تو ان پر پائیا تھا اسی کی نسبت خدا نے فرمایا ہے کہ "یا عیسیٰ ابن مریم ! انت قلبی للناس
اتخذونی و امی الہین من دین اللہ " *

بے شک توہی غیب کی بات کا جاننے والا ہی (۱۱۶) میں نے اُن سے کچھ نہیں کہا بجز

اُس کے جسکا تو نے مجھے حکم دیا کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار

ہی اور میں اُن پر گواہ تھا جب تک کہ میں اُن میں تھا، پھر جب تو نے مجھکو فوت

کیا تو توہی اُن پر نگہبان تھا، اور تو ہر ایک چیز پر گواہ ہی (۱۱۷) اگر تو اُنکو عذاب دے

تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو اُنکو بخش دے تو بے شک توہی زبر دست ہی

حکمت والا (۱۱۸) تھے گا اللہ یہ دن ہی کہ سچرنکو اُن کا سچ ہی نفع دیکھا، اُن کے لئے

جنتیں ہیں بہتیں اُن کے نیچے نہریں، ہمیشہ ہمیش اُن میں رہینگے، خدا اُن سے

راضی ہی اور وہ خدا سے راضی ہیں یہی بڑی مراد ملتی ہی (۱۱۹) اللہ ہی کے لئے ہی

بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ اُنہیں ہی اور وہ ہر چیز پر قادر ہی (۱۲۰)

پس اس سے یہ مطلب نہیں ہی کہ کل عیسائیوں کا حضرت مریم کی نسبت یہ عقیدہ ہی بلکہ حضرت مریم کی نسبت صرف اُنہی عیسائیوں کے عقیدہ کی طرف اشارہ ہی جن کا وہ عقیدہ تھا *

